سیاہ منصف

جہاں جرم و انصاف ایک ہی سکے کے دو حصے ہیں۔

NOVEL HUT

All rights are reserved by the author , you can't publish or steal any of the scenes written in this novel

If you do so , serious action will be taken for you

Enjoy reading

JAZAKALLAH

NOVEL HUT

از قلم مشال رانا

حصہ اول

اختتام کا آغاز

قسط: 1

کسی کہانی میں کوئی ہیرو اور ولن نہیں ہوتے، بس سب پروٹگونسٹ ہوتے ہیں۔

پروٹگ مجھے ونسٹ کہانی کے مرکزی کردار کو کہتے ہیں، چاہے وہ سیاہ ہو، سفید ہو یا سرمئی۔ اچھا ہو یا برا، وہ کہانی اس انسان کے بارے میں ہوتی ہے۔ اور میری کہانی میں، میں ہوں وہ۔ چاہے اب مجھے برا مانے یا بھلا مانے، مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا، میں بس یہ کہوں گا کہ جو میں نے کیا، صحیح کیا اور اپنی مرضی سے کیا۔ میں اپنے اعمال کی جسٹیفیکیشن نہیں دوں گا کیونکہ اپنے آپ کو دوسروں کے سامنے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں سیاہ منصف ہوں۔

اند   ھی چل رہی تھی، رات گہری ہوتی جا رہی تھی۔ رات کے کسی پہر، دور کہیں سنسان جگہ پر جہاں کسی انسان کا نام و نشان نہ تھا، صرف تاریکی تھی اور اس میں کسی کی چیخیں گونج رہی تھیں۔ ان آوازوں سے پرندے بھی اپنے گھونسلوں سے اڑ گئے تھے۔ اور پھر آسمان پر آگ کا شعلہ بلند ہوتا ہوا دکھائی دیا، جیسے وہ آگ آسمان کو چیر رہی ہو۔

اسی میں زمین پر ایک چیز پڑی تھی، چمکدار سی۔ اس پر لکھا تھا:

"اور یہ ہے میرا انصاف، سیاہِ منصف کا انصاف۔"

-----><-----><-----

تین ہفتے پہلے:

ایک عام دن تھا، گرمی کا موسم تھا اور ہر روز کی طرح اسلام آباد کی سڑکوں پر معمول کا رش تھا۔ گاڑیاں جا رہی تھیں، ٹھیلے والے اپنے مخصوص آوازیں لوگوں کو اپنی طرف

متوجہ کر رہے تھے۔ اگر اسی موسم میں ہم ایک عمارت کے سامنے، ایک تھلے والے کے پاس جائیں تو ایک آدمی سفید شلوار قمیض میں جوس بیچ رہا تھا اور ہر روز کی طرح ایک آدمی ڈریس شرٹ میں ملبوس, آیا اور اسے اس عمارت کے سامنے سے ہٹنے کو کہہ دیا۔ "برا ہی کوئی ڈھیٹ بندہ ہے، روزانہ ایک ہی بات بولنی پڑتی ہے پھر بھی نہیں مانتا۔" بربراتا ہوا اندر چلا گیا۔ دیکھنے میں تو وہ عمارت ایک عام عمارت جیسی تھی، لیکن عام چیزوں اور خاص چیزوں میں فرق کرنا کتنا مشکل ہو سکتا ہے؟ کبھی کبھی بالکل آسان۔۔۔ اور کبھی کبھی مر کر بھی فرق نہیں پتا چلتا۔ بس یہ ہی اس عمارت کا حال تھا، کئی لوگوں نے اسے ڈھونڈنے میں اپنے آپ کو گھوما دیا۔ اب ان لوگوں کو کون بتائے کہ کوئی چیز عام نہیں ہوتی؟

وہ ایک درمیانی قد کی عمارت تھی جو گلاس وِلز سے بنی ہوئی تھی اور بہت ہی خوبصورت تھی، وہ آتے جاتے لوگوں کو ضرور اپنی طرف متوجہ کرتی ہوگی۔ وہ ایک عام سا دفتر لگتا تھا، لیکن کہا جاتا ہے نا کہ اگر آپ کو کسی خاص چیز کو چھپانا ہو تو اسے ایسے رکھو عام چیزوں میں کہ وہ بھی عام لگنے لگے، وہی اس کا حال تھا۔ یہ دراصل ایک ایجنسی تھی، کوئی ایسی ویسی ایجنسی نہیں، انویسٹیگیٹرز کی ایجنسی۔

اس عمارت کے اندر آتے ہی وہاں لوگوں کا رش لگا ہوا تھا۔ سب لوگ اپنے ہی آپ میں مگن، اپنے کام سے انصاف کرتے ہوئے پائے جاتے تھے۔ اسی وقت اگر ہم ایک کمرے کی طرف

بڑھیں تو ایک وجود کرسی سے ٹیک لگا کر ایک کتاب میں کچھ لکھتا پایا جاتا تھا اور جیسے ہی اسے کسی کی آمد کی آواز آئی تو اس نے جلدی سے کتاب بند کر کے اسے اپنے میز کے ایک دراز میں ڈال دیا اور سیدھا ہو کر جو فائل ہاتھ میں آئی، اسے پکڑ کر کھول کر بیٹھ گیا۔

اس شخص کی آنکھیں بھوری تھیں اور بال سیاہ، دھوپ میں آ کے وہ چمکتے تھے۔ اس کے چہرے پہ دھوپ پڑ رہی تھی، جس کی وجہ سے اس کے بال چمک رہے تھے اور اس کی بھوری رنگ کی ٹوپی سے جو کہ ترچھی ہو کر اس کے چہرے پر گری ہوئی تھی، اس کی آنکھیں چھپ رہی تھیں۔ وہ اپنی ہلکی ہلکی شیو رکھا کرتا تھا، اس وجہ سے وہ اور وجیہ لگتا تھا۔ اس کے نقوش پر کشش تھے اور جب مسکراتا تھا تو دائیں گال پر ایک ڈمپل پڑتا تھا، جو اس کی خوبصورتی میں اضافہ کرتا تھا۔ یہ کہنا کوئی غلط بات نہیں ہوگی کہ وہ ایک بہت ہی وجیہ اور خوبصورت شخص تھا جو اگلے بندے کو اپنے حصار میں کچھ دیر کے لیے مگن تو کر ہی لے۔

"بندہ اگر اپنے آپ کو مصروف ظاہر کرے تو کم از کم مصروفیت تو صحیح رکھیں نا؟" یہ کہتا ہوا وہ سرمائی ڈنر سوٹ میں پہلے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کو دیکھ کر جبرائیل کا تو مانو تن بدن میں آگ لگ گئی۔ پہلے تو بیچارے کو تنگ کیا، پھر یہ بدتمیزی۔ "تمیز نہیں ہے؟ کسی کے کمرے میں آنے سے پہلے دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے، تمہیں میں یہ بیسک مینرز بھی سکھاؤں؟" اپنے مخصوص انگریزی لہجے میں بولا۔ "مجھے چھوڑو، تم اپنا بتاؤ، یہ تم کیا کر رہے ہو؟" وجدان نے پوچھا۔

"اندھے ہو گئے کیا؟ دیکھ نہیں رہے؟ میں کیس سٹڈی کر رہا ہوں۔" جبرائیل بیزاری سے بولا۔

وجدان کے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔ "اچھا۔۔۔" اس نے "اچھا" کو ضرورت سے زیادہ لمبا کیا۔ "اب شہزادے صاحب کو مجھے یہ بھی بتانا پڑے گا کہ جب اپنے آپ کو مصروف ظاہر کرتے ہیں تو یہ تو دیکھ لیتے ہیں کہ فائل بندے نے سیدھی پکڑی ہو۔" جبرئیل نے فائل کو

دیکھا اور پھر وہ وجدان پر ایک تیز نظر ڈالتے ہوئے کہا، "مجھے جواب دینے کی ضرورت نہیں، میری مرضی، میں الٹی فائل پکڑوں، میں جیسے پکڑوں، میں پڑھ سکتا ہوں الٹی بھی۔" وجدان

NOVEL HUT

کو پتہ تھا کہ جبرائیل اپنی غلطی نہیں مانے گا تو اسے لگا کہ دیوار سے سر مارنے سے بہتر ہے کہ وہ بات ہی بدل دے۔

"اچھا، اب بتاؤ گے کیا کرنے آئے ہو یا تمہارا بس جب دل کرے منہ آٹھا کر میرے دفتر میں آ جاتے ہو؟" جبرئیل نے لاپرواہی سے پوچھا۔ وجدان نے کہا، "کہاں یار تمہیں دیکھے بغیر، میرا تو دل ہی نہیں لگتا، اس لیے تم سے ملنے آگیا تھا۔" اور اس کی طرف باہیں پھیلاتا ہوا آیا۔
جبرئیل نے دور سے ہاتھ سے اشارہ کر دیا، "دور۔۔۔ دور رہ کر بات کیا کرو مجھ سے تم۔"
"اچھا، چلو بات کی طرف آتا ہوں، تو آج کل ایک نیا کیس چل رہا ہے، یہ اس کی فائل ہے، اس کا ذرا دھیان رکھنا اور یہ بھی دیکھنا کہ اس کیس کو اچھے سے اسٹڈی کر لو اور اگر تم یہ کیس لینا چاہتے ہو تو اس بات کا دھیان رکھنا کہ اس میں خطرہ بہت ہے۔"

جبرئیل نے وہ لال رنگ کی فائل اپنی طرف گھسیٹی اور اس کو ایک سمجھدار انسان کی طرح بغور پڑھنے کے بجائے سیدھا آخری صفحے پر لے جا کر دستخط کر دیے۔ وہ جبرئیل ہی کیا جو کوئی کام سیدھے طریقے سے کرے، اس کی تو عادت تھی کہ گھی سیدھی انگلی سے نہ نکلے تو وہ انگلی

ہی توڑ دیا کرتا تھا۔ وجدان نے ایک سرد آہ بھری اور وہ فائل اس کے ٹیبل پر چھوڑ کر چلا گیا۔ اسے پتہ تھا کہ جبرائیل نے مر کر بھی فائل نہیں پڑھنی تھی کیونکہ وہ کھیل تو اسے لطف اندوز کرتے تھے جس میں جان کی بازی لگانی پڑے، یہ تو پھر بھی اس کا کام تھا، اس کا پسندیدہ کام۔

وہ اپنی نشست سے اٹھا، ساتھ ہی اپنی وہ بھوری ڈائری دراز سے نکالی اور فائل کے اندر چھپاتے ہوئے کمرے سے نکل گیا۔ پارکنگ لاٹ میں گیا، فائل گاڑی میں رکھی اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ جبرئیل ایک جاسوس تھا جو کہ ایک پرائیویٹ کمپنی کے لیے کام کرتا تھا، ساتھ ہی اس کے حکومت سے بھی کچھ تعلقات تھے اور اسے اپنے کام سے بے پناہ عشق ہے۔

NOVEL HUT

-----><-----><-----

وہ اپنے اپارٹمنٹ میں داخل ہوا اور پیچھے سے دروازہ بند کر دیا۔ ساتھ ہی اس نے وہ فائل لاؤنج میں صوفے پر پھینکی، اپنا کوٹ اچھالا، اپنی ٹوپی سٹینڈ پر لٹکائی اور کچن میں چلا گیا۔ اس

نے دودھ نکالا، انڈے نکالے، بریڈ اور فرانسیسی ٹوسٹ بنا کر کھانے لگا۔ وہ یوں ہی بے وقت کچھ بھی کھا لیا کرتا تھا کیونکہ کوئی تھا ہی نہیں جو اس کے کھانے کا خیال رکھے۔ وہ صرف کھانا ضرورت کے تحت کھاتا تھا، بنا اسے محسوس کیے، اس کا ذائقہ چکھے بغیر بس کھا لیا کرتا تھا۔ یہ تب ہوتا ہے جب صرف آپ اور آپ کی تنہائی ایک ساتھ رہتی ہے، آہ۔۔۔ یہ تنہائی ! اس نے دودھ کا گلاس پیا اور جا کر پھر اپ نی فائل اسٹڈی کرنے لگ گیا۔ پھر اس نے فائل صوفے پر پھینکی اور اپنی ڈائری نکالی، اپنے رازوں کی کتاب، پھر اپنا لیپ ٹاپ نکالا، کچھ ٹائپ کیا اور ایک نمبر پر بھیج دیا۔

ٹھک ٹھک ٹھک۔۔۔ جبرئیل کی آنکھ دروازے کھٹکانے کی آواز سے کھلی۔ اس نے منہ موڑ کر گھڑی کی طرف دیکھا تو شام کے پانچ بج رہے تھے۔ وہ اٹھا اور جا کر دروازہ کھولا، اور دروازہ کھولتے ہی اس کا موڈ غرق ہو گیا۔ اس نے بیزاری سے اس انسان کو اندر آنے کا راستہ دیا اور جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

وہ بھی بڑا ہٹ دھرم معلوم ہوا تھا کہ بنا اس کے رویے کو خاطر میں لیتے ہوئے جا کر آرام سے صوفے پر بیٹھ گیا اور اپنی بتی سی دکھاتے ہوئے بڑے مزے سے کہا، "یار، ایک کپ بندہ کافی پوچھ لیتا ہے؟" آخر وہ کس کا دوست تھا؟ جبرئیل کا بس نہ چلا، ورنہ وہ اس کافی کو اس کے سر پہ الٹا دیتا۔ وہ اس کو ایک گھوری سے نوازتے ہوئے کچن میں چلا گیا اور چند پل بعد دو کافی کے کپ کے ساتھ آیا۔ ایک اس کے سامنے رکھ دیا اور ایک خود لے لیا۔ اس آدمی نے واپس کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ جبرئیل کا چہرہ دیکھ کر وہ چپ چاپ کافی می ٹل گیا، ورنہ وہ یقیناً بسکٹ کا مطالبہ کرتا۔ کچھ پل ایسے ہی گزرے اور جبرئیل کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا، "ولیم، تم کچھ بولو گے بھی یا تم نے قسم کھا رکھی ہے کہ آج اپنا منہ لال کروا کے جانا ہے؟" ولیم جلدی سے سیدھا ہوا اور اس کے سامنے ایک فائل رکھ دی۔ کچھ دیر اس کو دیکھنے کے بعد جبرئیل نے کہا، "بس اتنا ہی... اور کچھ معلوم نہیں ہوا؟" ولیم نے زبردست مسکراہٹ کے

ساتھ جواب دیا، "اگر کچھ ہوتا تو بتا ہی دیتا، مگر بس یہی ملا۔" جبرئیل کو اس کی بات پر لکھ بھروسہ نہ تھا۔

"دیکھو، تمہیں لگتا ہے کیا میں تم سے جھوٹ کہہ سکتا ہوں؟... میں تو اتنا معصوم ہوں... اتنا عاجز ہوں۔" اسے سن کر جبرئیل اش اش کر اٹھا۔ "بندہ بے وقوف اس کو بناتا ہے جس کو پتہ نہ ہو... تم اور معصوم؟ او بھائی، تم تو ایسے انسان ہو جس کو ہمیں دشمنوں کے درمیان چھوڑ دینا چاہیے، تم ان کو آپس میں لڑوا لڑوا کے مار دو گے۔" ولیم دل کھول کر ہنسا۔

"نہیں، بس اتنا ہی تھا۔ قسم لینا چاہتے ہو؟" جبرئیل نے اس پر ایک نظر ڈالی اور واپس اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گیا۔ "اب یہاں سے جاؤ گے بھی کہ پورا دن میرے سر پہ سوار ہونے کا ارادہ ہے؟" ولیم نے بڑے معصوم انداز میں کہا، "میں بیچارہ تمہیں کچھ کہہ رہا ہوں۔"

اور کچھ پل بعد لاؤنج کا منظر کچھ ایسا تھا کہ جبرئیل صوفے پر بیٹھ کر بڑے غور سے اپنا کوئی کام لیپ ٹاپ پر سر انجام دے رہا تھا اور ولیم خاموشی سے اس کو دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ اٹھا اور آہستہ آہستہ چیزوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگا۔ جبرئیل نے کچھ نہ کہا، مگر جب ولیم نے ایک گلدان نیچے گرا دیا اور پھر ایک اینٹیک جو کہ ٹی وی کے پاس رکھا ہوا تھا، وہ بھی نیچے گر کر ٹوٹ گیا، تو جبرئیل کی برداشت ختم ہو گئی اور اگلے ہی پل ولیم اپنے آپ کو

اپارٹمنٹ کے دروازے کے سامنے کھڑا پاتا ہے اور اس کے منہ پہ دروازہ بند کر دیا جاتا ہے۔

بھلائی کا زمانہ ہی نہیں ہے۔

"اف... آج کل تو لوگ اپنے گھر آئے مہمان کا بھی لحاظ نہیں کرتے۔" ولیم بربراتا ہوا چلا گیا، جب کہ اندر جبرئیل نے اپنے اپارٹمنٹ کی طرف دیکھا اور اس کے اندر کا وہ صفائی کرنے

والا کیرا باہر نکل آیا۔ اس کو دیر ہو رہی تھی، لیکن پھر بھی اس نے جلدی سے صفائی کی اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک لمبی اسٹینو والی ٹی شرٹ جس کی آستین اس نے کونیوں تک چڑھائی ہوئی تھی، اور بلیک تنگ، لچکدار پینٹ جس میں اس کا بدن بہت نمایاں لگ رہا تھا، ساتھ ہی اس نے اپنے بوٹ پہنے اور شیشے میں خود کو دیکھتے ہوئے ایک خوبصورت سی مسکراہٹ اچھالی۔ یقیناً اس کی اسی مسکراہٹ پر کئی لڑکیاں دل ہار جاتی ہوں گی۔ اس نے بائیکرز والے گلوز پہننے اور لیدر کا ماسک پہنا۔ وہ باہر نکلا اور اپنی سیاہ رنگ کی سپورٹس بائیک پر بیٹھا اور اسے رات کے اندھیرے میں بھگا لے گیا۔ ویسے تو وہ کام کرنے جاتا تھا جو کہ ایک

سپائی کی حیثیت سے تھا، لیکن اگر انسان ایسے کام پر جائے تو نہ جانے کتنے اور کام بھی ساتھ ہو جاتے ہیں۔

-----><-----><-----

جبرئیل نے ایک سنسان سڑک پہ اپنی بائیک سائیڈ پہ کھڑی کر دی اور وہ ایک درخت کی اوٹ میں ہو گیا۔ اس کے کالے ہولے کی وجہ سے وہ بھی اس رات کا حصہ معلوم ہو رہا تھا۔ اچانک سے سامنے ایک جیپ کھڑی ہوئی، جس کے اوپر فوجی پرنٹ بنا ہوا تھا، اور اس میں سے دو آدمی اترے۔ انہوں نے ارد گرد نظر دورائی اور آہستہ آہستہ جنگل کے اندر جانے لگے۔ جبرئیل نے آہستہ آہستہ ان کے قدموں کے پیچھے قدم ملانے شروع کر دیے۔ وہ ایک جنگل تھا، ہر
طرف سوکھے پتے موجود تھے، جن کے کچلنے پر آواز پیدا ہو رہی تھی اور جبرئیل اس بات کا خیال رکھ رہا تھا کہ وہ ان دونوں کے ساتھ ہی قدم اٹھائے، ورنہ ان پتوں کی آواز کی وجہ سے وہ پکڑا جائے گا۔

اس اندھیری جنگل میں پتوں کے کچھلے جانے کی آواز اور الو کی آواز کے سوائے کوئی آواز نہ تھی، اور اچانک سے وہ دونوں ایک چرچ کے سامنے جا کر رک جاتے ہیں۔ وہ دونوں آدمی واپس اعتراف میں نظر دوراتے ہیں اور چرچ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جبرئیل بھی ان کے پیچھے جاتا ہے، پر وہ چرچ کے دروازے کے بجائے پیچھے کی طرف جاتا ہے، جہاں پہ ایک بیسمنٹ کا الگ سے راستہ ہے۔ وہ بیسمنٹ میں آہستہ آہستہ قدموں سے اتر جاتا ہے اور وہیں پہ وہ دیکھتا ہے کہ ایک وینٹ)یہ دیوار میں کھلا کی ایک قسم ہے جو عمارت کے ہر کمرے سے جڑی ہوتی ہے، یہ ہوا کے گزرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے(موجود ہے۔ وہ اس میں داخل ہو جاتا ہے اور آہستہ آہستہ پیٹ کے بل، ایک کیڑے کی طرح رینگتا اندر کی طرف بڑھنے لگ جاتا ہے۔ اسے اچانک سے کسی کی آواز آتی ہے، وہ نیچے دیکھتا ہے تو وہاں پھر تھوڑے سے سراخ ہوتے ہیں اور اس میں سے ایک عورت اور ایک آدمی آپس میں بحث کرتے ہوئے دکھتے ہیں، اور اچانک یہ دونوں آدمی بھی اسی کمرے میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اب وہ آپس میں کسی سمگلنگ کے بارے میں بات کر رہے تھے۔ یوں تو جبرئیل وہاں پہلے سے موجود نہ تھا اور یہ وہ معلومات بھی نہ تھی جو اسے چاہیے تھی۔ جو چاہیے تھا وہ اسے مل گیا تھا،

لیکن اور معلومات حاصل کرنے میں کون سی برائی؟ اسے پوری بات کا علم نہ تھا، لیکن اس نے باقی کی تمام باتیں ایک ریکارڈر میں ریکارڈ کرلی اور خاموشی سے باہر نکل گیا۔

وہ آرام سے مگر احتیاط سے قدم لیتے ہوئے جنگل میں آگے بڑھتا جاتا ہے اور اچانک سے اسے پیچھے سے کسی کی آواز آتی ہے۔ لو... گئی بھینس پانی میں۔ وہ اپنی بائیک کی طرف جاتا ہے، لیکن یہ کیا؟ وہ دیکھتا ہے کہ آگے بھی چند لوگ موجود ہیں۔ وہ جلدی سے ایک طرف درخت کو دیکھتا ہے اور نہ آؤ دیکھتا ہے، نہ تاؤ، اس پر چڑھ جاتا ہے... خاموشی۔ اس نے یہاں تک کہ اپنی سانسوں کی آواز ان لوگوں تک پہنچنے نہ دی۔ اس نے اپنی زبان اپنے دانتوں کے اوپر پھیری اور اس بات کی تصدیق کرلی کہ اس کا بیک اپ پلان وہی موجود ہے اور خاموشی سے نیچے جو ہو رہا تھا اس پر نظر رکھی۔ جیسے ہی اسے اس بات کا احساس ہوا کہ جو لوگ سڑک پہ کھڑے تھے وہ چرچ کی طرف بڑھ گئے ہیں، وہ آرام سے نیچے اترا اور بائیک سٹارٹ کرنے کی کوشش کی لیکن ماشاءاللہ یہ تو سونے پہ سہاگا تھا، بائیک سٹارٹ ہی نہیں ہوئی۔ اس نے اپنے دل میں ولیم کو بہت کوسا، اسی خبیث کی بددعا لگی ہوگی۔ اب ظاہر سی بات ہے، کسی کو ذمہ دار بھی تو ٹھہرانا تھا۔ اور پھر اس کے دماغ میں ایک بات سوجھی، ظاہر

سی بات ہے وہ جبرئیل ہی کیا جو کہ سیدھی انگلی سے گھی نکالے؟ وہ آرام سے بائیک سے اترا، اس کو درخت کی اوٹ میں کر دیا اور بائیک س ے ہی ایک چھوٹا سا کپڑا اٹھایا اور اس کو بائیک کے اوپر چڑھا دیا۔ آرام سے قدم لیتے ہوئے چار میں سے ایک جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اپنی جیب میں سے ایک چھوٹا سا چاقو نکالا اور جیپ کا اسٹیئرنگ وہیل سنبھال لیا۔ اس چاقو سے دو تین تاروں میں چھیر خانی کی اور کسی تار کو کسی سے ملا کر جیپ سٹارٹ کر دی اور خوش قسمتی کہتے ہوئے گاڑی ڈرائیو کرنے لگا۔ اس نے اپنا موبائل نکالا اور اس پر اس نے وجدان کو بتایا کہ اس نے ایک ریکارڈنگ کی ہے، وہ اس کو سن لیں اور آگے بھیج دیں۔ اسی وقت اس نے ولیم کو کال کی اور اسے اپنے حالات سے آگاہ کیا اور کہا کہ میری بائیک کو صبح تک میرے گھر تک پہنچا دینا۔ ولیم دوسری طرف اپنے کمرے میں بیٹھا تھا، وہ سیدھا ہوا اور کہا، "تم کس میں گھر آ رہے ہو؟" اس نے بڑے مزے

سے بتایا، "میرے پاس خوش قسمتی سے چار اور آپشنز موجود تھے، ان میں سے ایک لے لیا۔ "ولیم نے کہا، "پھر بھی سنبھل کے اپنی لوکیشن شیئر کرو۔" آگے سے جبرئیل نے لاپرواہ انداز

میں کہا، "اب کیا ہو سکتا ہے، نکل تو گیا ہوں اور شہر پہنچنے بھی والا ہوں۔" ولیم نے جواب میں اس کو صرف اتنا کہا، "پھر بھی وقت کا بھروسہ ہوتا ہے۔" اور اسی وقت اس کو پیچھے سے فائرنگ کی آواز آئی۔ جبرئیل نے پیچھے دیکھا اور کہا، "واللہ بڑی کالی زبان ہے تمہاری، اپنا منہ کبھی کبھار بند بھی رکھ لیا کرو... خیر، میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں، بہت کچھ ہو سکتا ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے فون پر اپنی لوکیشن شیئر کی اور اس سے مدد بھیجنے کا کہا۔

اب حالات کچھ یوں تھے کہ آگے جبرئیل تھا اور پیچھے تین گاڑیاں جو اس پہ فائرنگ کر رہی تھیں۔ جبرئیل کی جیپ سب سے آگے تھی اور بہت تیزی سے نکل رہی تھی، جبکہ پیچھے کی تین جیپ بہت جلدی رفتار پکڑ کر اس کے قریب پہنچنے والی تھیں۔ ان میں سے ایک میں وہ عورت بیٹھی تھی جو اندر کمرے میں بیٹھ کے بات کر رہی تھی اور باقی دو میں اس کے ہی آدمی بیٹھے تھے۔

جبرئیل کو لوہا اپنے دائیں بازو میں پیوست ہوتا محسوس ہوا اور اچانک سے جبریل کی جیپ کے ایک ٹائر پہ بھی گولی لگ گئی، جس وجہ سے جیپ اپنا توازن برقرار نہ رکھ پائی اور الٹ

گئی۔ اس سے پہلے ہی جبرئیل جنگل میں چھلانگ لگا چکا تھا، مگر تب تک جبرئیل کو تین گولیاں لگ چکی تھیں۔

جنگل میں کودنے کی وجہ سے وہ تینوں جیپ والے کافی پہلے ہی اس سے آگے نکل چکے تھے۔ انہوں نے اپنی جیپ روکی اور وہ سب اس کی تلاش کرنے لگے۔ جبرئیل خاموشی سے ایک طرف پچھا ہوا تھا، اس کی لوکیشن ولیم کے پاس تھی، اسے پتہ تھا وہ اس تک پہنچ جائیں گے۔ زیادہ خون بہنے کی وجہ سے اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ جبرئیل نیم گنودگی میں جا رہا تھا، اسے اپنے پاس سے پتوں کے کچلنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ اسے پتا چل گیا تھا کہ وہ لوگ اس کی تلاش کر رہے ہیں، لیکن اندھیرے کی وجہ سے اسے دیکھ نہیں پا رہے تھے۔ اسے اس بات کا بھی علم تھا کہ وہ کسی بھی پل پکڑا جائے گا اور اس کا بھی کہ اس کے ساتھ کیا کریں گے۔ اس نے اپنی زبان اپنے دانتوں کے اوپر پھیری اور واپس اپنے فرار کی تصدیق چاہی اور سکون سے لیٹ گیا۔ اس وقت اس کے دماغ میں صرف ایک ہی چیز تھی کہ اگر وہ پکڑا گیا تو؟ کیا ہوگا؟ ابھی اس کا انتقام رہتا ہے۔ وہ اتنی جلدی نہیں مر سکتا۔ اور پھر اس کی سماعت میں پولیس کے سارے کی آواز آئی اور اس نے اپنی بند ہوتی آنکھوں سے دیکھنے کی کوشش کی، پر

وہ دیکھ نہ سکا۔ اس نے کسی کو آواز دینے کی کوشش کی، لیکن آواز اس کی حلق سے نکل نہ سکی۔ اس نے بند ہوتی آنکھوں سے اپنے سامنے کسی کو جھکتے پایا اور بس اس سے زیادہ وہ کچھ دیکھ نہ سکا اور اس کا دماغ تاریک ہو گیا۔

-----><-----><-----

جبرئیل کی آنکھ تیز روشنی سے کھلی۔ اس نے گردن موڑ کے دو تین دفعہ پلکیں جھپکائی، پھر اس کے کانوں سے ایک جانی پہچانی آواز ٹکرائی، وہ وجدان تھا۔ وہ کچھ کہہ رہا تھا، پر اسے اس کے الفاظ سمجھ نہ آئے۔ اس کے جواب میں کسی نے کچھ کہا، اس نے ولیم کی بھی آواز پہچان لی، وہ ولیم تھا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی، لیکن اس کے منہ سے ایک کراہ نکلی، جس نے ان دونوں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ وہ دونوں جو اس کے واپس ہوش میں آنے سے لاعلم تھے، جلدی سے اس کی طرف بڑھے اور اس کو آرام سے بٹھایا... "اب کیسے ہو؟... ٹھیک ہو؟... کہیں درد تو نہیں ہو رہا؟... آرام کرو۔" دونوں نے بولنا شروع کیا تو رکے ہی نہیں۔ جبرئیل صحیح سے بیٹھا، ولیم نے اس کے پیچھے تکیے درست کیے اور وجدان اس کے

لیے پانی لایا۔ اس نے پانی پی کر بولنا چاہا، لیکن اس سے پہلے ہی ان دونوں نے اس کے اوپر سوالوں کی برسات کر دی... "تم وہاں کیا کر رہے تھے؟... تمہارا دماغ خراب تھا؟" ...

"مرنے کا اتنا ہی شوق تھا تو مجھے کہہ دیتے، میں مار دیتا ویسے ! کس نے کہا تھا کہ اپنی جان خطرے میں ڈالو؟"

"عقل تو اس انسان پہ ختم ہوتی ہے، پتہ نہیں اپنے آپ کو کون سا تیس مار خان سمجھتا ہے۔ "

جبریل نے بیزاری سے دونوں کی طرف دیکھا اور ان دونوں کو خاموش ہونے کو کہا: "اب بس بھی کرو، ٹھیک ہوں، میں مرا نہیں جا رہا۔"

ولیم نے آگے سے کھفگی سے جواب دیا: "پتہ ہے، اتنی جلدی ہمارا پیچھا نہیں چھوڑو گے، پر معذور ہو کے بیٹھ جاؤ گے تو کیا کرو گے؟ تمہیں پتہ ہے، تمہیں تین گولیاں لگی ہیں؟"

وجدان نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا: "چلو یہ سب کچھ چھوڑو، تم بتاؤ کہیں درد تو نہیں ہو رہا؟"

اتنے میں ڈاکٹر اندر آئی اور جبرئیل کا معائنہ کرنے لگ گئی۔ اس نے جبرئیل سے چند سوالات پوچھے اور پھر اسے کہا: "آپ فکر نہ کریں، آپ کے لیے میں ایک ڈاکٹر کو کہہ دوں گی، وہ بس آپ کا ہی چیک اپ کرے گی۔"

جبرئیل نے تائید میں سر ہلا دیا مگر کچھ کہا نہیں۔ ڈاکٹر کے جاتے ہی جبرئیل نے ان دونوں کو مخاطب کیا اور اپنے سامان کے بارے میں پوچھا۔ دونوں کا دل کیا کہ وہ اس مونیٹر کو اس کے سر پہ ماریں جو دل کی دھڑکن دکھاتا ہے، پر ان دونوں نے اس کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنا فیصلہ بدل دیا۔ اگر کوئی اور موقع ہوتا تو وہ پکا کچھ ایسا ہی کرتے۔

جناب موت کے منہ سے واپس آئے ہیں، آرام کرنے کے بجائے ابھی بھی کام ہی کرنا ہے؟ "اس بار آئے ہم بچانے، اگلی بار نہیں آئیں گے، سکون سے پرے رہو!" جبرئیل نے بحث کرنے کی کوشش کی، لیکن اس کی ایک نہ چلی تو چھوٹے بچوں کی طرح منہ بسور کے بیٹھ گیا۔

اتنے میں وجدان جبرئیل کے لیے ایک سوپ کا پیالہ لے کر آیا اور اس کو کھانے کا کہا۔ یہ ناانصافی دیکھ کر جبرئیل کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ اس نے حیرانی سے دو دفعہ وجدان اور پھر ولیم اور پھر اپنے سوپ کو دیکھا اور اس کی اس حرکت پر ولیم سے اپنی ہنسی دبانا محال ہو گئی۔

"میں... میں... یہ کھاؤں گا؟" اس نے بے یقینی سے پوچھا۔

ولیم نے تو اپنا قہقہ بڑی مشکل سے دبایا جبکہ وجدان کا غصہ ساتویں آسمان پہ پہنچ گیا: "اور کیا؟ اب تم شہزادے کے لیے چکن بریانی لاؤ؟ اس حالت میں یہی ملے گا اور جاؤ مصیبت میں اور گولیاں کھاؤ، گولیاں تم ایسے کھاتے ہو جیسے بندوق کی نہیں پنڈول کی ہو!"

ولیم نے اس میں اپنا حصہ ڈالنا ضروری سمجھا: "یار، ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟ کھا بھی لو، یا میں اپنی جان کو اپنے ہاتھوں سے کھلاؤں؟"

جبرئیل، جو پہلے ہی تپا ہوا بیٹھا تھا، اس کو ایک گھوری سے نوازتے سوپ پینا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد ایک ڈاکٹر روم میں داخل ہوئی اور جبرئیل کو دوائیوں کے حوالے سے ہدایت دی اور چلی گئی۔

-----><-----><-----

ایک ہفتہ ایسے ہی گزر گیا اور جبرئیل ہسپتال میں رہ رہ کر بہت ہی چڑچڑا ہو گیا تھا۔ اسے ہر بات پہ غصہ آتا تھا اور وہ ہسپتال کے عملے کے ساتھ بھی تعاون کرنے کو تیار نہ تھا، اس وجہ سے کوئی بھی ڈاکٹر اس کو پورے طریقے سے اپنا پیشنٹ بنانے کو تیار نہیں تھا۔ اگر جبرئیل کسی سے صحیح سے بات کر رہا تھا، جواب دے رہا تھا تو وہ بشر حافظ تھا جس نے اس کا آپریشن کیا تھا۔ شاید اس وجہ سے وہ ان سے صحیح سے بات کرتا تھا۔ جبرئیل کو تین گولیاں لگی تھیں۔ دو چھو کر ہی گزر گئیں، جبکہ تیسری اس کے بائے بازو کے اوپر والے حصے میں لگی تھی۔ لیکن خوش قسمتی کی بات یہ تھی کہ اس نے صرف اس کے کثرتی بازو کے گوشت کو زخمی کیا تھا اور ہڈی بچ گئی تھی۔

آخر کار جب اس نے سبھی ڈاکٹرو کو اپنے پاس سے دور بھگا دیا تو آخر میں یہ کام ہاؤس جاب کرنے والے ڈاکٹر سے کہا، اور اس چکی میں پسا بھی تو کون؟... سحرش!

-----><-----><-----

اللہ... اللہ! میرے ساتھ ہی ہونا تھا... اب میں کیا کروں؟ صوبیہ... کچھ بولو یار!

"میں کیا بولوں اور تم فکر کیوں کرتی ہو؟ اس نے جیسے سارے ڈاکٹر کو اپنے آپ سے دور بھگا دیا، تمہیں بھی بھگا دے گا۔ بس تم نے اس سے ڈرنا نہیں ہے اور اپنا روب جمانا۔" اب سحرش بیچاری کیا کہے؟ صوبیہ اس کو تسلی دینے کے بجائے اور ڈرا رہی تھی: "ویسے ہی... تمہیں پتہ ہے، میں نے سنا ہے کہ کوئی خروس اور بد تمیز ہے اور انتہائی آخر انسان ہے؟"

"تو پھر اسے ابھی تک ہسپتال میں رکھا کیوں ہوا ہے؟ اسے نکالتے کیوں نہیں؟" سحرش نے اپنے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہوتے صوبیہ سے سوال کیا۔ تو صوبیہ نے لاعلمی میں کندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا: "مجھے ویسے صحیح سے پتہ تو نہیں ہے، لیکن کہا جاتا ہے کہ

کوئی بڑا ہی امیر آدمی ہے اور اس کے چچا نے اس ہسپتال کے شیئرز لے رکھے ہیں، تو اس لیے ہسپتال والوں کی مجبوری ہے، اسے جھیلنا۔"

سحرش کھڑی ہو گئی اور اس مریض کے کمرے کی طرف جانے لگ گئی، اور ساتھ ساتھ اپنے دل میں اپنی انسٹرکٹر کو بھی کوس رہی تھی جس نے یہ سارا معاملہ اس کے سر پہ ڈال دیا تھا۔

-----><-----><-----

جبریل کے کمرے میں آئے تو وہاں پہ روزمرہ کی طرح ولیم اور وجدان موجود تھے۔ وجدان نے جبرئیل سے وہ سوال کیا جو وہ اس سے کافی پہلے پوچھنا چاہتا تھا، لیکن اس کی خراب طبیعت کے باعث نہیں پوچھا: "جبرئیل، تم وہاں کیا کر رہے تھے؟"

جبریل نے اپنی آنکھیں کھولیں اور اس کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا: "میں تو وہاں کسی کام سے گیا تھا، لیکن ان لوگوں سے پالا پڑ گیا۔"

"جی وہاں پہ تو تمہاری منکوحہ کا گھر ہے نا، جو تم اس طرح تیار ہو کر ملنے گئے تھے؟" وجدان نے اس کی بات کو کسی بھی کھاتے نہ لاتے ہوئے طنز کیا۔

"ہاں اور مجھے ذرا یہ بتانا، تم ایسے کیا تیار ہو کے کرنے گئے تھے جنگل میں؟ ظاہر سی بات ہے، تم جاسوسی کرنے گئے تھے۔"

"نہیں، ویسے ٹھیک تھے، تم ایسے ہی تیار ہو کر جایا کرو..." ولیم نے ان دونوں کی بات بیچ میں کاٹتے ہوئے بولا اور آگے اضافہ کیا: "اگر تم ایسے تیار ہو کے جاؤ گے، اور اگر ان کی جو باس ہوگی وہ کوئی خاتون نکلی، تو کم از کم تمہیں مارنے کا تو سوچیں گی نہیں آگے، اور جو کچھ کر لے، اس کا میں جانتا نہیں... تمہاری جان تو بچ جائے گی۔" اس نے بڑے شوق لہجے میں کہا۔

اس بات پر وجدان کی بے ساختہ ہنسی نکل گئی اور جبرئیل نے کہا: "بندہ ہسپتال کے بستر پر لیٹے ہوئے، دوست کا ہی لحاظ کر لیتا ہے، پر نہیں، تم دونوں کو تو یہ بھی نہیں پتہ۔"

اتنے میں ہی سحرش کمرے میں داخل ہو گئی اور وہ تینوں مرد ایک دم ہی خاموش ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ جبریل نے تو پوری نظر جھکا لی تھی، لیکن اس کے دماغ میں یہ

سوال ضرور تھا کہ یہ بچی یہاں کیا کر رہی ہے، اور اس سوال کو زبان پر لانے والا وجدان تھا: "بیٹا، آپ ک و کوئی کام تھا؟" اس نے اس لیری ڈاکٹر سے پوچھا، کیونکہ جبرئیل نے پہلے دن ہی کہہ دیا تھا کہ اسے کوئی میل ڈاکٹر ہی چاہیے اپنے علاج کے لیے، یہاں تک کہ کوئی فیمیل نرس تک نہیں آتی تھی، اور اس کا قد چھوٹا تھا، اس کے اوپر وہ معصومیت جس کی وجہ سے وہ 18 سال کی لگتی تھی۔

سحرش نے ان کو اپنے آنے کی وجہ بتائی، اس سے پہلے کہ کوئی اور کچھ بولتا، ولیم نے کہا:

"خوش آمدید... خوش آمدید! اندر آجائیں۔"

پھر اپنے دوستوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا:

"جب کوئی خوبصورت لڑکی آئے تو اس سے آنے کی وجہ نہیں پوچھتے، بس کھلے بازو سے استقبال کرتے ہیں۔"

سحرش نے ان تینوں کی گفتگو پر کوئی دھیان نہیں دیا اور آگے آکر جبرئیل سے چند مختصر سوال کیے، اس کا معائنہ کیا اور خاموشی سے کمرہ چھوڑ کر چلی گئی۔ جبرئیل نے بھی کچھ نہ کہا، کیونکہ وہ اسے ایک بچی جیسی لگ رہی تھی اور اسے ڈر تھا کہ کہیں وہ رونے نہ لگے۔

-----><-----><-----

کچھ دن اور گزر گئے، اور جبرئیل کی حالت پہلے سے بہتر ہونے لگی۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ وہ باقی مریضوں کے مقابلے میں تیزی سے صحت یاب ہو رہا تھا۔ اس کے زخم غیر معمولی طور پر جلدی بھر رہے تھے۔ وہ معمول کے مطابق اپنے کمرے میں آرام کر رہا تھا۔ صبح کا وقت تھا، اور چونکہ ابھی صرف نو بجے تھے، تو کمرے میں نہ ولیم تھا اور نہ وجدان۔ یہی وجہ تھی کہ جبرئیل پرسکون لیٹا ہوا تھا۔

مگر اس کے سکون کو ایک دستک نے توڑ دیا۔ اجازت دینے پر، ایک ادھیڑ عمر شخص اندر داخل ہوا۔ اس کی آنکھیں سنہری اور بال سفید تھے، لیکن بڑی عمر کے باوجود اس کی شخصیت میں ایک عجیب سا رعب و دبدبہ تھا۔ انہیں دیکھ کر جبرئیل فوراً احتراماً اٹھ بیٹھا:

NOVEL HUT

"آپ؟... آپ اندر آئیں۔"

یہ الفاظ جبرئیل نے اتنے ادب و احترام سے کہے کہ کمرے کی دیواریں بھی اش اش کر اٹھیں۔ کیونکہ ابھی تک جبرئیل نے جس سے بھی بات کی تھی، انتہائی روکھے انداز میں کی تھی۔ اگر ولیم یہ منظر دیکھ لیتا، تو یقیناً شرط لگا لیتا کہ جبرئیل اس شخص کی بیٹی کے چکر میں ہے۔

اس شخص نے جبرئیل کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا اور قریب ہی رکھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ رسمی حال احوال دریافت کرنے کے بعد وہ اصل بات پر آیا:

"جبرئیل، میرے بچے، کیا تم جانتے ہو کہ تم پر حملہ کیوں ہوا تھا؟ اور وہ کس خاتون نے کیا تھا؟ کیا تمہیں اس بارے میں کچھ علم ہے؟"

NOVEL HUT

جبرئیل خاتون کے ذکر پر ٹھٹکا، لیکن جلدی سنبھل گیا۔ اس نے جواب دیا:

"نہیں... میں اسے نہیں جانتا... نہ میرا اس سے کبھی واسطہ پڑا۔ لیکن... پتہ نہیں کیوں، مجھے لگتا ہے کہ اس معاملے میں اس کا بھی کہیں نہ کہیں ہاتھ ہے، کیونکہ وہ مجھے جانی پہچانی لگ رہی تھی۔"

اس شخص نے مزید سوال کیا:

"کیا تمہیں یاد ہے کہ کون تمہارا پیچھا کر رہا تھا؟ اور کیا ہوا تھا؟"

جبرئیل کے ذہن میں اس رات کے مناظر ایک فلم کی طرح چلنے لگے۔ اس نے سوچتے ہوئے جواب دیا:

"ہاں... میرے پیچھے تین یا چار جیپیں تھیں... مجھے اچھی طرح یاد نہیں۔ انہوں نے میرا پیچھا کیا، مجھ پر فائرنگ کی، اور جب میں زخمی ہوا تو میں جنگل میں کود گیا۔ میری جیپ آگے نکل گئی تھی۔ وہ لوگ جب تک میری جیپ کے پاس پہنچے، تو وہ کچھ فاصلے پر جا کر رکی۔ چونکہ وہ رفتار میں تھے، تو انہیں یہ اندازہ نہیں ہوا کہ میں کہاں کودا ہوں۔ وہ میری جیپ کے پیچھے ہی تلاش کرتے رہے، اس لیے مجھے ڈھونڈ نہ پائے۔"

سنہری آنکھوں والے شخص نے اثبات میں سر ہلایا اور مزید پوچھا:

"کیا تم نے کچھ غیر معمولی محسوس کیا؟"

جبرئیل نے کچھ دیر سوچا اور نفی میں سر ہلایا، لیکن اچانک اس کے دماغ میں ایک منظر ابھرا۔

"ہاں... ان تین جیپوں میں سے ایک میں ایک عورت اور ایک بچہ بیٹھے تھے۔ وہ بچہ انتہائی سنجیدہ تھا، اس کے چہرے پر عام بچوں جیسی معصومیت نہیں تھی۔ اس کی آنکھیں برف جیسی سیاہ تھیں۔ اور وہ عورت... وہ عورت ایسی لگ رہی تھی جیسے وہ ان سب کی باس ہو۔ اس کی آنکھیں جھیل جیسی نیلی تھیں۔"

جبرئیل کی بات پر سنہری آنکھوں والے شخص کے بدن میں ایک لہر دوڑ گئی۔ وہ کرسی سے اٹھا، اپنے سر پر بھورے رنگ کی ہیٹ پہنی، اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ جیسے ہی وہ گوشے سے مڑا، اسی راہداری میں ولیم اور وجدان بھی نمودار ہوئے۔ وہ جبرئیل کے کمرے میں داخل ہو گئے۔

جبرئیل نے ان کی آمد پر جلدی سے ایک چیز، شاید کوئی کاغذ یا گتے کا ٹکڑا، اپنے تکیے کے نیچے چھپا دیا اور کھڑکی کی طرف دیکھنے لگا۔

-----><-----><-----

چند اور دن گزر گئے۔ اگر ہم اسلام آباد کے اس پوش علاقے میں جائیں جہاں امراء کے شاندار گھر موجود ہیں، تو وہاں ایک دو منزلہ خوبصورت کوٹھی کے ایک وسیع کمرے میں وہ سو رہی تھی۔ چاندنی کی ہلکی روشنی اس کے چہرے پر گر رہی تھی، اور اس کی رنگت مزید نکھر رہی تھی۔ ہلال کو اسے دیکھ کر رشک محسوس ہوا۔

کچھ ہی پل بعد، مسجد سے امام کی آواز بلند ہوئی:

"اللہ اکبر... اللہ اکبر"...

وہ آواز پورے ماحول میں گونج رہی تھی، ہر دل کو اپنے رب کی طرف بلانے کے لیے۔ مگر اس نے کروٹ بدل لی۔

پھر دوبارہ وہی صدا بلند ہوئی:

"اللہ اکبر... اللہ اکبر"...

اب کی بار اس نے اپنے کانوں پر تکیہ رکھ لیا تاکہ آواز اس کے کانوں تک نہ پہنچے۔

یہ منظر دیکھ کر ہلال کو افسوس ہوا، ایک گہرا افسوس۔ اسے خود پر افسوس ہوا کہ وہ کس چیز پر رشک کر رہا تھا؟ جو خوبصورتی اس کے چہرے پر ہے، وہ تو ہلال کے ہی نور کا ایک معمولی سا عکس ہے۔ اگر یہ اس کا اپنا نور ہوتا، تو وہ یقیناً اس پکار پر لبیک کہتی اور نماز کے لیے اٹھ کھڑی ہوتی۔

ہلال، جو ابھی چند لمحے پہلے اپنے حس ن تخلیق پر فخر محسوس کر رہا تھا، اب خاموش تھا۔ اسے اپنے خیالوں پر ندامت ہو رہی تھی، کیونکہ اس کی روشنی محض جسمانی تھی، روحانی نہیں۔

-----><-----><-----

سحرش اگلی صبح ناشتے کے وقت کچھ گہری سوچ میں گم تھی۔ وہ اتنی مگن تھی کہ اسے ناشتے کا بھی ہوش نہ تھا۔ اس کے والد نے جب اسے اپنی طرف متوجہ کیا اور پوچھا کہ وہ کس بات پر غور کر رہی ہے، تو اس نے بات ٹالنے کے لیے کام کی مصروفیت کا بہانہ کر دیا۔ لیکن وہ جھوٹ بھی نہیں بول رہی تھی۔

اس کے دماغ میں مسلسل یہی خیال گردش کر رہا تھا کہ جبرئیل باقی مریضوں کے مقابلے میں غیر معمولی طور پر تیزی سے صحت یاب ہو رہا تھا۔ تاہم، اس کے کندھے کا زخم عجیب طور پر بگڑ جاتا تھا، اور یہ بات اس کے تجسس کو ختم ہونے ہی نہیں دے رہی تھی۔

سحرش نے اپنے خیالات کو جھٹکا، خود کو سنبھالا، اور ہسپتال جانے کے لیے روانہ ہو گئی۔

علی صاحب اور خاندان

سحرش اپنے ماں باپ کی اکلوتی بیٹی تھی۔ علی صاحب، جو سحرش کے والد تھے، اور ان کی والدہ صوبیہ، ایک مضبوط اور محبت کرنے والے جوڑے تھے۔ سحرش کا تعلق ایک خوشحال خاندان سے تھا، جس میں دو چچا، عدنان اور ایان، اور ان کے بچے شامل تھے۔ عدنان

NOVEL HUT

صاحب کے دو بچے افضل اور عشاء تھے، جبکہ ایان صاحب کے تین بچے زارہ، سمیہ، اور امن تھے۔

یہ سب الگ گھروں میں رہتے تھے، لیکن ان کے گھروں کی قربت نے ان کے دلوں میں قربت پیدا کر رکھی تھی۔ علی صاحب کے اپنے بھائیوں کے ساتھ تعلقات بے حد مضبوط تھے۔ والدین کی وفات کے وقت علی صاحب صرف 16 سال کے تھے، اور عدنان اور ایان بالترتیب 14 اور 12 سال کے۔ علی صاحب نے کم عمری میں ہی اپنے دونوں بھائیوں کی پرورش کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر لے لی۔

انہوں نے اپنی زمینیں فروخت کر کے کاروبار شروع کیا اور اپنے بھائیوں کے حق کا بھی خیال رکھا۔ وہ چاہتے تو اپنے خوابوں کے پیچھے جا سکتے تھے، لیکن انہوں نے اپنی تعلیم قربان کر کے بھائیوں کے مستقبل کو سنوارا۔ یہ قربانی ان کے دل میں ہمیشہ رہی، اور شاید یہی وجہ تھی کہ سحرش کی ڈاکٹری کی کامیابی نے انہیں بے حد فخر دیا۔

-----><-----><-----

NOVEL HUT

معمول کے مطابق، سحرش ہسپتال میں جبرئیل کے کمرے میں داخل ہوئی۔ کمرہ معمول سے زیادہ خاموش تھا، کیونکہ نہ وجدان تھا اور نہ ولیم۔ وہ دل میں سوچ رہی تھی کہ جب یہ دونوں موجود نہیں ہوتے تو سکون ہی سکون ہوتا ہے۔

جبرئیل اپنی جگہ خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ سحرش نے سلام کیا اور کہا:

"آپ کو کہیں درد تو نہیں ہو رہا؟"

لیکن جبرئیل خاموش رہا۔

یہ دیکھ کر اس نے دوبارہ سوال کیا، لیکن جواب نہ پا کر غصے میں کہا:

"آپ کو سنائی نہیں دیتا؟"

اس لمحے جبرئیل نے بلند آواز میں کہا:

"اللہ اکبر"...

اور اپنے دونوں ہاتھ نیچے کرتے ہوئے جھک گیا۔

NOVEL HUT

یہ دیکھ کر سحرش کو اندازہ ہوا کہ وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ وہ حیرت اور شرمندگی کے ملے جلے جذبات کے ساتھ اسے دیکھنے لگی۔ اسے اس بات کا علم نہیں تھا کہ جبرئیل نماز پڑھتا ہے۔ وہ حیرت میں تھی کہ نماز کے دوران جبرئیل کے چہرے پر کس قدر سکون تھا۔

سحرش کے دل میں کچھ ہلچل سی ہونے لگی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ شاید یہی وجہ ہے کہ جبرئیل کے زخم بار بار خراب ہو رہے ہیں۔ اس کی کیفیت عجیب تھی؛ وہ جبرئیل کو نماز پڑھتے دیکھتی رہی اور دل میں دعا کی:

"اللہ مجھے بھی توفیق دے۔"

کہیں دور، شاید اس کے مقدر میں ہدایت لکھی جا رہی تھی۔

نماز کے بعد جبرئیل نے سلام پھیرا اور سحرش کی طرف دیکھا۔ سحرش کی سنہری آنکھیں اور جبرئیل کی بھوری آنکھیں ایک دوسرے سے ملیں۔

سحرش کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

دل کی دھڑکن تیز ہونے لگی۔

یہ کیا ہو گیا ؟

کیسے ہو گیا ؟

جو بھی ہوا... بس ہو ہی گیا۔

ایسا کبھی ہوا ہے کہ دل کسی کے قابو میں آجائے؟ دل تو سب سے بڑا باغی، سب سے بڑا دشمن ہوتا ہے انسان کا۔ جتنا اس کی مانو گے، یہ اتنا ہی ذلیل کرے گا، اور اس وقت اللہ نے

اس کے دل کو جبرئیل کی محبت سے بھر دیا کیونکہ یہ اس کی محبت کا راستہ ہوگا، اس کی رہنمائی کا راستہ۔

سحرش نے جلدی سے اپنا رخ مانیٹر کی طرف کر لیا، جبکہ جبرئیل خاموشی سے اس کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔

"میں نے آپ سے کچھ سوال کیا ہے؟" سحرش نے اپنی شرمندگی کو چھپاتے ہوئے کہا۔

جبرئیل اسے شرمندہ نہیں کرنا چاہتا تھا، تو اس نے خاموشی سے اسے دیکھا اور آنکھیں بند کر لیں۔

"جی، درد نہیں ہے۔"

سحرش نے اس پر ایک گہری نظر ڈالی اور پھر اس کا معائنہ کرنے کے بعد چلی گئی۔ جبرئیل اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا اور پھر اس کے آفس سے اس کے چند کولیگز اس کا حال دریافت کرنے آ گئے اور وہ ان میں مصروف ہو گیا۔

-----><-----><-----

ایک ہفتہ یوں ہی گزر گیا اور جبرئیل کی حالت اب بہتر تھی۔ سحرش روزمرہ کی طرح اس کے کمرے میں داخل ہوئی، اس کا معائنہ کیا اور اسے یہ اطلاع دی، "کل آپ کو ڈسچارج کر دیا جائے گا۔ آپ کو بس اپنا خیال رکھنا ہے اور احتیاط کرنی ہے۔"

یہ کہہ کر وہ کمرے سے جانے لگی، مگر اس سے پہلے کہ وہ کمرے سے جاتی، جبرئیل نے اسے آواز دے دی، "ڈاکٹر صاحبہ"...

سحرش اپنی جگہ پر رک گئی اور پھر پوری طرح اس کی طرف گھومی اور پوچھا، "آپ کو کچھ چاہیے تھا؟"

جبرئیل نے پہلے اپنی گردن پر ہاتھ پھیرا اور کہا، "میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا۔"

سحرش نے نہ سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔

"کس چیز کا؟"

جبرئیل نے جواب میں کچھ بولنے کے لیے لب کھولے اور پھر بند کر لیے، پھر کھولے اور پھر بند کر لیے۔ اس سے کچھ کہا نہ گیا۔ اس کے کان، گردن، اور پھر چہرہ سرخ ہونے لگا۔

سحرش اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔ وہ کر بھی کیا سکتی تھی؟ پھر جبرئیل نے اس کی طرف ایک چھوٹا سا ڈبہ بڑھا دیا۔

سحرش نے نہ سمجھی سے اس ڈبے کو لے لیا۔

"بس آپ یہ رکھ لیں۔"

جبرئیل یہ کہہ کر نیم دراز ہو گیا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں، جیسے اگر وہ سحرش کو دیکھ نہیں پائے گا تو سحرش اسے نہیں دیکھ پائے گی۔

وہ سوچنے لگا کہ اسے کیا ہوا تھا، وہ اس طرح کیوں رد عمل دے رہا تھا۔

سحرش خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس نے وہ ڈبہ اپنے بیگ میں رکھ لیا اور اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔ اپنے کام میں اسے اس ڈبے کا یاد ہی نہ رہا۔

-----><-----><-----

اور پھر آخر کار وہ دن آگیا، جب جبرئیل کو ڈسچارج کر دیا گیا۔ پتا نہیں کیوں، سحرش کا دل بھاری ہو رہا تھا اور اس کی آنکھیں بھیگنے کو تیار تھیں۔

اف ! یہ غدار دل...

سحرش نے اپنا سر جھٹکا اور وہاں سے چلی گئی۔ وہ آج جلدی گھر چلی گئی، اور اس کے دماغ میں بار بار وہ منظر دکھائی دے رہا تھا۔

جبرئیل کھڑا ہوا تھا اور اس کے پاس ولیم اور وجدون کھڑے تھے۔ ولیم کچھ کہہ رہا تھا اور جبرئیل اس کی بات پر انتہائی بیزار لگ رہا تھا، جبکہ وجدون ہنس رہا تھا۔ جبرئیل کی نظر سحرش پر پڑی اور وہ ہلکا سا مسکرا دیا۔

سحرش نے جواباً مسکرانے کی کوشش کی، مگر وہ مسکرا نہ پائی اور وہاں سے چلی گئی۔

بس اتنی سی بات تھی، اور سحرش کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا۔

کیا اب وہ اس سے کبھی نہیں ملے گی؟ کیا بس اتنی سی بات ہوتی ہے اور سب ختم ہو جاتا ہے؟ کیا یہ سب ایسے ہی ہونا تھا؟ یہ سب ایسے ہی لکھا گیا تھا؟...یہ سب...

اب تقدیر کا ہونا بھی کون ٹال سکتا ہے؟

اس کی نظر اپنے بیگ میں اس ڈبے پر گئی، جو اسے جبرئیل نے ایک دن پہلے دیا تھا۔ اس

نے اس ڈبے کو کھولا تو اسے اندر ایک کیچین ملی۔ وہ کیچین ایک سادہ سی تھی، مگر سحرش کے لیے وہ اتنی بھی سادہ نہیں تھی۔

وہ اس کی زندگی کے ایک باب کی نشانی بن گئی ۔

کیچین کچھ یوں تھی کہ اوپر ایک رنگ بنی ہوئی تھی، اس کے ساتھ نیچے چھوٹا سا گولائی میں کٹا ہوا شیشہ تھا، رنگین اون کی گیندیں، اور آخر میں ایک گھنٹی لگی ہوئی تھی، سنہری اور بھورے رنگ کی ۔

سحرش نے وہ کیچین اپنے بیگ پر لگا لیا اور پھر سو گئی ۔

------><------><------

رات کے نہ جانے کس پہر اس کی آنکھ کھلی تھی۔ اس نے اپنے اوپر لحاف درست کیا اور دوسری کروٹ لے کر سونے کی کوشش کی، مگر پھر اسے فضا میں کسی کی آواز سنائی دی۔ اس کی سماعت پوری طرح بیدار ہوئی تو وہ مؤذن کی آواز تھی۔

وہ اسے اپنی طرف بلا رہا تھا... اللہ کی طرف بلا رہا تھا۔

"اللہ اکبر... اللہ اکبر"...

وہ اسے نماز کی دعوت دے رہا تھا، اسے اللہ سے ڈرنے کی دعوت دے رہا تھا اور اپنی آخرت سنوارنے کی دعوت دے رہا تھا۔

"اللہ اکبر... اللہ اکبر"...

سحرش نے بے چینی سے دوسری طرف کروٹ لے لی۔ شیطان نے اسے بہکانے کی کوشش کی۔

مگر اللہ نے اپنی رحمت اس پر کر دی۔

اسے جبرئیل کا خیال آیا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس نے اپنے اوپر سے لحاف ہٹایا اور شیطان کا وار بےکار ہو گیا۔

وہ قدم قدم چلتی غسل خانے میں چلی گئی۔ وضو کیا اور بہت اچھے سے کیا۔ پھر جا کر نماز کی نیت سے جائے نماز پر کھڑی ہو گئی۔

یا اللہ ! میرے دل سے مہر ہٹا دے، میرے کانوں سے مہر ہٹا دے، اور میری آنکھوں کے آگے سے پردہ ہٹا دے۔ مجھے دیکھنے والا بنا، مجھے سننے والا بنا، مجھے سمجھنے والا بنا۔ میرا ذہن کھول دے، میرا دل کھول دے اور میری آنکھیں کھول دے۔ یا اللہ ! مجھے نور دے اور اس کو میرے لیے عظیم فرما۔ یا اللہ ! مجھے جہنم کے عذاب، دوزخ اور قبر کے عذاب سے بچا۔ یا اللہ ! میری حفاظت فرما۔

بس اور کچھ نہ مانگ سکی۔ اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو اس کا چہرہ گیلا تھا۔ وہ رو رہی تھی، بہت رو رہی تھی۔ اس کے دل میں پچھتاوا تھا، دکھ تھا، غم تھا۔ کیا کچھ نہ تھا۔ لیکن سب سے زیادہ اللہ کی محبت تھی جو اس پل اس کے دل میں جاگی تھی، اور یہ سب کس کو دیکھ کر؟ جبرئیل کو۔

کیا اللہ اسے معاف کر دے گا؟ کیا اللہ اس کی دعائیں قبول کر لے گا؟ وہ اٹھ گئی۔ اس نے جائے نماز سمیٹ کر سائیڈ پر رکھ دیا۔ وہ تو گناہگار تھی۔ اللہ اس کی دعا کیوں قبول کرے گا؟ لیکن اگر اللہ نے اس کی دعا قبول کر بھی لی، تو کیا اللہ کا کچھ جائے گا؟ نہیں، اللہ کے پاس تو خزانوں کے صندوق بھرے ہوئے ہیں۔ اور کسی ایک انسان کی دعا قبول کرنے سے اللہ کے پاس کسی چیز کی کمی نہیں ہو جائے گی۔

یہ تو انسان کے دل پر موقوف ہے کہ وہ کس طریقے سے دعا مانگتا ہے، کس نیت سے دعا مانگتا ہے۔ اس کی نیت صاف تھی اور وہ پہلی دفعہ اللہ کے سامنے اس طرح جھکی تھی۔ اللہ

کو تو اس کا جھکنا ہی بہت بھا گیا تھا۔ اور آسمانوں پر کہیں دور فرشتوں نے سر جھکا لیا۔ کن کی آواز آئی، اور سحرش علی کی دعا قبول ہو گئی۔ اسی پل، اسی لمحے۔

اس کے دل اور کانوں سے مہر ہٹا دی گئی تھی۔ اس کی آنکھوں سے پردہ ہٹا دیا گیا تھا۔ اب وہ سن سکتی تھی، دیکھ سکتی تھی، اور سمجھ سکتی تھی۔ اتنی سی بات تھی۔ اگر وہ اللہ سے

NOVEL HUT

جبرئیل راؤ بھی مانگتی تو وہ بھی اسے مل جاتا۔ وہ نہیں جانتی تھی, کہ دعا کرنے سے پہلے ہسپتال میں بھی اللہ نے اس کی دعا قبول کرلی تھی اور اب بھی۔

-----><-----><-----

ایک ہفتہ گزر گیا تھا اور سحرش اب کوئی نماز نہ چھوڑتی تھی۔ وہ بس اللہ کے خوف سے نماز پڑھتی تھی۔ اسے پتہ تھا وہ گناہگار ہے، سزا کی حقدار ہے۔ وہ بس معافی مانگتی تھی اور کچھ نہ مانگتی تھی۔ اسے بس اللہ سے معافی چاہیے تھی۔ اس کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔ وہ خود تو چلا گیا اپنی محبت لے کر، لیکن اس کے دل میں اللہ کی محبت ڈال دی۔ سحرش نہیں جانتی تھی کہ جب اس کے دل میں جبرئیل کی محبت جاگی تھی، تو اللہ کی بھی محبت اس کے ساتھ ہی آئی تھی۔ اس نے تو جبرئیل کو نماز پڑھتے دیکھا تھا اور اس سے محبت کرلی۔ اور نماز وہ کس کے لیے پڑھ رہا تھا؟ کس کے سامنے حاضری دے رہا تھا؟ ظاہر سی بات ہے۔ لیکن افسوس یہ باب صرف ادھر تک ہی تھا۔ جاسوس جبرئیل راؤ اور ڈاکٹر سحرش علی کی کہانی ختم ہوتی ہے۔یہ

ان کی کہانی کا اختتام تھا اور ہر ایک اختتام کے بعد ایک نئی کہانی شروع ہوتی ہے، اور سحرش کی زندگی میں بھی ایک نیا باب شروع ہوا تھا، آزمائشوں کا باب،

کیونکہ اللہ آزمائشیں اس پر ہی اتارتا ہے جو اللہ کے قریب ہوتا ہے۔ جہاں تک جبرئیل کی بات ہے، اس کی زندگی میں تو آزمائشیں ہی چل رہی تھیں، ابھی تک، آج تک۔ بے شک یہ دنیا ایمان والوں کے لیے بوجھ ہے، ایک پنجرہ ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔

۔۔۔۔۔><۔۔۔۔۔><۔۔۔۔۔

اندھیری رات تھی، ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی، اور اگر اس موسم میں ہم ایک کاٹیج کے پاس آئے تو وہاں کچھ نہ تھا، صرف ایک لکڑی کا کاٹیج، پاس ہریالی ہی ہریالی اور حلال...یہ حلال ہی تو ہوتا تھا ہر جگہ جو ان سب کے رازوں کا محرم تھا، ان سب کے زخموں کا محرم تھا اور وہ اداسی سے اس خوبصورت نیلی آنکھوں والی لڑکی کو دیکھ رہا تھا، جو اس لڑکی کے کاٹیج میں کھڑکی کے سامنے بیٹھی ہوئی کچھ لکھ رہی تھی۔ اگر ہم قریب جائیں تو اس کے ایک طرف ایک بستر اور کھڑکی کے سامنے ہی ایک میز اور کرسی رکھی تھی۔ میز کے اوپر ایک

سیاہی کی شیشی، جس کے اندر ایک پنکھ کا قلم تھا، جیسے قدیم زمانے میں ہوا کرتا تھا، اور وہ لڑکی اس قلم کو اس سیاہی میں ڈبو ڈبو کے اس کاغذ پر لکھ رہی تھی، کسی کو خط لکھ رہی تھی۔

لوگ میری عمر کا خسارہ پوچھتے ہی ں

یعنی لوگ مجھ سے تمہارا پوچھتے ہی ں

میں بتاتا ہوں، میرا تعلق نہیں رہا ان س ے

انہیں یقین نہیں آتا، وہ دوبارہ پوچھتے ہیں۔

خط لکھنے کے بعد اس نے اسے ایک لفافے میں ڈالا۔ پاس ہی ایک موم بتی رکھی تھی، وہ لال رنگ کی تھی، خون جیسا لال اور اسے جلایا۔ آہستہ آہستہ موم پگھلنے لگ گئی اور وہ گرم گرم موم بتی اس کاغذ کے اوپر گرنا شروع ہو گئی۔ اس نے اس کے اوپر مہر لگا دی، ایک خوبصورت تاج کی مہر اور پھر وہ موم بتی بجھا دی۔ روشنی بجھ گئی، اس کمرے میں تاریکی ہو گئی، بس تاریکی جیسے اس نیلی آنکھوں والی کی زندگی میں تھی۔ اس لڑکی نے ایک سرد آہ بھری اور جا کر اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ اور بس وہ خط ہی تھا جو روشن تھا، باقی پورا

کمرہ تاریک تھا۔ اس کے اوپر اس چاند کی روشنی گر رہی تھی، جو سب کے حال اور بیتے کل کا محرم تھا۔ اس سے کچھ چھپانا تھا، جو سب سے دور تھا، پر پھر بھی سب کے قریب تھا۔

-----><-----><-----

جبرئیل اپنے دفتر کے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا اور وہی کیس سٹڈی کر رہا تھا جو اس نے پہلے لیا تھا۔ اچانک سے اس کو ایک دستک نے اپنی طرف متوجہ کیا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو سامنے ہی اس کے بوس تھے۔ وہ کمرے میں داخل ہوئے اور اس کے سامنے کرسی پر براجمان ہو گئے۔

"جبرئیل، ابھی تو صرف دو ہفتے ہوئے ہیں اور ابھی سے تم کام پہ آ گئے؟ تھوڑا سا اور آرام کر لیتے۔"

جبرئیل نے انہیں اپنے صحت یاب ہونے کا یقین دلایا اور کہا، "فکر نہ کریں، ویسے بھی یہ کیس کافی وقت سے بند ہے، اب مجھے اس پہ نظر ڈال ہی لینی چاہیے۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے فائل واپس کھولنے کی کوشش کی، لیکن فوری طور پر تیمور صاحب نے اس کے ہاتھ سے لے لی۔

"یہ کیس اب تم نہی ں ہینڈل کر رہے۔ جو تمہارا ایکسیڈنٹ ہوا تھا، اس کے ایک ہفتے بعد ہی یہ کیس میں نے کسی اور کو دے دیا تھا۔"

یہ سن کر جبرئیل اپنی نشست سے کھڑا ہو گیا، "پر یہ کیس تو میں نے پہلے ہی لے لیا تھا۔" "مگر تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں تھی، اور اس لیے تم یہ کیس نہیں لو گے۔ جا کے آرام کرو، اور جب تک تم کوئی کیس نہیں لو گے، تب تک تم آرام نہیں کر لیتے۔ دو ہفتے مزید آرام کرو۔"

یہ کہہ کر تیمور صاحب کمرے سے چلے گئے اور جبرئیل بڑے خفگی کے عالم میں اپنا سامان سمیٹتے ہوئے دفتر سے نکل گیا۔ وہ جانتا تھا کہ آرام کرنے کا حکم تیمور صاحب کا نہیں، اس کے چچا احمد کا تھا۔

جبرئیل کے خاندان میں اس کے علاوہ بس اس کے چچا احمد رہتے تھے جو کہ اس کے ابو عباس سے آٹھ سال چھوٹے تھے۔ جبرئیل کی والدہ کا نام سونیا تھا، اس کے والد ایک کاروباری انسان اور والدہ گھریلو خاتون تھیں، اور اس کے چچا احمد ان کے ساتھ ہی گھر میں رہا کرتے تھے۔

لیکن ایک حادثے نے ان کی زندگی بدل دی۔ جبرئیل اس وقت زیادہ بڑا نہیں تھا، وہ 10 سال کا تھا اور اس کا چچا احمد 22 سال کا تھا۔

جبرئیل اپنے والدین کے ساتھ اپنے گھر پر تھا، جبکہ احمد شہر سے باہر اپنے دوستوں کے ساتھ اپنی یونیورسٹی کی ٹرپ پر گیا ہوا تھا اور اس کے دو دن تک واپسی نہ تھی۔

جبرئیل جو کہ احمد کے بہت قریب تھا، گھر پر رہ کر اکتا گیا تھا تو اس نے اپنے والدین سے اس بات کا اظہار کیا اور وہ جبرئیل کو اپنے ساتھ اپنے دفتر لے کر چلے گئے۔

اس کے والد کو یاد آیا کہ وہ اپنی ایک ضروری فائل گھر بھول آئے ہیں، تو انہوں نے جبرئیل کو واپس گھر بھیج دیا۔ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ آخری بار تھا جب وہ اپنے والد کو زندہ دیکھے گا۔

وہ گھر گیا اور اپنی ماں سے فائل کے بارے میں پوچھا۔ جب وہ واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ کچھ آدمی عجلت میں پچھلے دروازے سے نکل رہے تھے۔ وہ ایک درخت کے پیچھے تھا، اس لیے وہ اسے دیکھ نہ سکے۔

جبرئیل اپنے والد کے دفتر میں داخل ہوا تو انہیں خون کے تالاب میں دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا۔ وہ مر چکا تھا... روح پہلے ہی جسم سے نکل چکی تھی... صرف گوشت اور ہڈیاں رہ گئی تھیں جس سے سرخ مائع بہہ رہا تھا۔

وہ اتنا حیران تھا کہ ایک لفظ بھی نہ بول سکا۔ وہ گھر کی طرف بھاگا اور سیدھا اپنی ماں کے پاس گیا، مگر وہ کہیں نظر نہ آئیں۔ پھر اسُے تہہ خانے سے کچھ آوازیں سنائی دیں۔ وہ خاموش قدموں سے تہہ خانے کی طرف بڑھا اور جو دیکھا، اسُ نے اس کے ہوش اڑُا دیے۔

تین آدمی اس کی ماں کے جسم کے گرد کھڑے تھے۔ اسُ کی ماں زمین پر بے جان پڑی ہوئی تھی۔ جبرئیل وہیں کھڑا آنکھیں پھاڑ کر دیکھتا رہ گیا۔ اسُے محسوس ہوا کہ جیسے اسُ کی روح اسُ کے جسم سے نکل رہی ہو۔

ان میں سے ایک آدمی جھک کر اسُ کی ماں کے بال پکڑتا ہے اور اسُ سے کچھ کہتا ہے، لیکن وہ سر ہلا کر انکار کر دیتی ہے۔ وہ آدمی اسُ کے بال چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہوتا ہے اور اسُ کے سر کے بیچوں بیچ گولی مار دیتا ہے۔

جبرئیل کو لگا کہ اسُ کے قدموں کے نیچے کی زمین غائب ہو گئی ہو یا آسمان سر سے ہٹ گیا ہو۔ وہ اوپر بھاگا اور باورچی خانے میں جا کر چھپ گیا۔ اسُ نے دیکھا کہ وہ لوگ جا چکے ہیں، تو فوراً پولیس کو کال کی۔ وہ تو صرف ایک بچہ تھا... ایک معصوم بچہ... ایک ایسا پودا جو ابھی اگُ رہا تھا، مگر اسُ دن... اسُ دن اسُ نے اپنی معصومیت کھو دی جب اسُے پولیس کو کال کرنی پڑی اور انُ کے سوالات کا اکیلے جواب دینا پڑا۔ یہاں تک کہ اسُ کا چچا بھی اسُ کے ساتھ نہیں تھا۔ اسُ نے اپنے چچا کو فون کیا، اور احمد فوراً کینیڈا واپس آ گیا۔

جب وہ اپنے والد کو قبر میں دفن کر رہا تھا، تو وہ تینوں چہرے بار بار اسُ کے سامنے آ رہے تھے۔ دو نوجوان لڑکے اور ایک جوڑی سبز آنکھیں جو اندھیرے میں چمک رہی تھیں۔ اسُ کا چہرہ تاریکی میں چھپا ہوا تھا، مگر باقی سب واضح تھا۔ اسُ دن اسُے ایسا محسوس ہوا کہ اسُ نے اپنے والد کے ساتھ خود کو بھی قبر میں دفن کر دیا ہو۔ مٹی اسُ پر ڈالی جا رہی تھی، اور اسُ سے پوچھا گیا... بتاؤ، بغیر روح کے کیسے جیا جاتا ہے؟... اور اسُ کے پاس صرف ایک جواب تھا... دل مردہ... کیا اسُ کے والدین بھی ایسا ہی محسوس کرتے تھے ؟

اسُ دن اسُ نے فیصلہ کیا کہ وہ انُہیں انصاف دلائے گا جو خود انصاف حاصل نہ کر سکے۔ اسُ کے والدین اب اسُ مٹی کا حصہ بن چکے تھے جس سے وہ بنے تھے۔ ہم مٹی سے بنے ہیں اور مٹی میں ہی لوٹ جائیں گے۔ انسان کو دنیا میں مٹی کی طرح رہنا چاہیے۔ ہم مٹی سے بنے ہیں اور مٹی میں ہی مل جائیں گے۔ ہم کچھ نہیں ہیں... صرف مٹی... جس میں لوہا، سونا، اور ہیرے کے ذرات چھپے ہوتے ہیں۔

اس کے بعد اس کے چچا نے کاروبار سنبھال لیا اور اس نے فیصلہ کیا کہ وہ ایک جاسوس بنے گا، اور اس کے لیے اس نے اپنے والد کے وطن پاکستان کا انتخاب کیا۔ اب وہ پاکستان میں رہتا ہے۔

قسط : 2

یہ دنیا ہمیشہ اچھے لوگوں کے ساتھ ہی کیوں بُرا کرتی ہے؟ لوگ پتھر دل پیدا نہیں ہوتے، یہ دنیا ہی انہیں پتھر بنا دیتی ہے۔ آہ! سب کچھ اسی دل کا قصور ہے۔

جبرئیل کو اس کے چچا کا کال آیا۔ "السلام علیکم چچا!"

"وعلیکم السلام!" فون کے اس طرف سے ایک بھاری مردانہ آواز آئی۔

"چچا آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ نے ہی تیمور صاحب کو بولا ہے نا آرام کرانے کا؟"

جبرئیل نے انتہائی خفیف لہجے میں بات کی، جیسے کہ ایک چھوٹا بچہ اپنے ماں باپ سے شکایت کرتا ہے۔

تو احمد ہلکا سا ہنسا، "جناب آپ کی طبیعت تو خراب ہے، جب ٹھیک ہو جائیں گے تب کام کر لینا، اور تم بتاؤ، تم کب واپس آؤ گے جبرائیل؟"

جبرئیل نے ایک سرد آہ بھری اور کہا، "آپ جانتے ہیں، یہاں میرا دم گھٹتا ہے، مجھے لگتا ہے کہ میں مر جاؤں گا۔ بار بار وہ سب یاد آتا ہے۔ آپ مجھ سے ہر بار یہی سوال کرتے ہیں اور میں بھی آپ کو یہی جواب دیتا ہوں۔ آپ سوال نہ کیا کریں۔"

جبرائیل کی بات پر احمد ہنسا اور بات کو مذاق میں اڑُا دیا، "مجھے شک ہے جبرائیل، تمہیں کوئی پسند آگئی ہے، سچ سچ بتاؤ، یہی وجہ ہے نا واپس نہ آنے کی؟"

"کیا؟ نہیں تو، اور ویسے بھی پسند کرنے کے لیے دل چاہیے ہوتا ہے، میرا تو دل بھی مردہ ہے۔ آپ جانتے ہیں، مجھے کوئی پسند بھی آجائے، تب بھی میں کسی کو اپنی زندگی میں شامل نہیں کر سکتا۔"

اس کی بات پر احمد نے نرم لہجے میں کہا، "گڑے مردے اکھاڑن ے سے کیا ہوگا جبرائیل؟ تم واپس آجاؤ، اپنی جان خطرے میں مت ڈالو۔ میرے اور تمہارے سوا کون ہے؟ شادی کر لو اور خوش رہو۔"

NOVEL HUT

جبرائیل کو شرارت سوجھی، "چچا، آپ کیوں نہیں شادی کر لیتے؟ آپ تو ویسے بھی 'ڈیڈی میٹیریل' ہیں۔ پاکستان میں ایسی ایک سے بڑھ کر ایک لڑکیاں ہیں جو آپ پر دیوانی ہو جائیں گی۔"

اس بات پر احمد صاحب گڑبڑا گئے اور ادھر اُدھر کی بات کر کے فون رکھ دیا۔

-----><-----><-----

جبرائیل اپنے اپارٹمنٹ آگیا۔ ہفتے پہلے اسے گولی لگی تھی اور دو ہفتے اس نے ہسپتال میں گزار دیے تھے۔ اور اب یہاں دو ہفتوں کی چھٹیاں ملی ہیں، وہ اب ان میں کیا کرے گا؟ اس نے ایک لمبی سانس لی اور اپنی بھوری جلد والی ڈائری نکالی۔ اس کے اوپر ہاتھ پھیرا اور پھر اسے کھول لیا۔ اب اس نے وقت گزارنا بھی تو تھا ناں۔

جبرائیل کو اگر وہاں پہ ہی چھوڑ دے اور ایک سڑک پر ائے۔

یہاں پہ علی صاحب پیدل چل کے کسی سے بات کر رہے تھے۔ وہ کافی سنجیدہ لگ رہے تھے اور کسی ضروری معاملے کے بارے میں بات کر رہے تھے اور اچانک سے انہیں محسوس ہوتا

ہے کہ ان کے پاس کوئی ہے۔ کوئی خاموشی سے ان کا پیچھا کر رہا ہے لیکن توجہ نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے یہ بات بہت دیر بعد محسوس کی تھی۔ بہت دیر ہو چکی تھی اور اچانک سے انہیں اپنے منہ پہ کسی کا ہاتھ محسوس ہوتا ہے اور اپنی گردن پہ کچھ محسوس ہوتا ہے، اور پھر اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا، روشنی، اندھیرا، روشنی، اور پھر تاریکی، بس تاریکی محسوس ہوتی ہے۔

رات کے 11 بج گئے تھے اور ابھی تک سحرش کے والد گھر نہیں آئے تھے۔ اس وجہ سے سحرش اور ان کی والدہ بہت ہی پریشان تھیں۔ سحرش نے یہ بات اپنے چچا کو بتائی۔ ایان اور عدنان صاحب دونوں اس کو لینے کے لیے آگئے اور ان کو تسلی دی اور اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ انہوں نے کہا کہ کیا پتہ کسی کام میں مصروف ہو گئے ہوں؟ لیکن سب سے بڑا مسئلہ یہی تو تھا کہ علی صاحب اپنا موبائل بھی نہیں اٹھا رہے تھے۔ ان کو موبائل مسلسل بند جا رہا تھا جس وجہ سے سب اور پریشان ہو گئے تھے۔ اب کیا کریں؟ انہیں کچھ تو کرنا تھا نا۔ ایان صاحب، صوبیہ اور سحرش ک و اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے اور کہا کہ جب تک علی صاحب واپس نہیں آجاتے، آپ نے یہی رکنا تھا کہ شاید وہ کچھ دیر تک واپس آجائے، کچھ بھی ہو

جائے۔ ایان، عدنان، افضل اور امن چاروں علی صاحب کی تلاش میں نکل گئے۔ صبح کے چھ بج گئے لیکن ابھی تک وہ گھر نہ آئے تھے۔ صوبیہ بیگم کا تو رو رو کر حال برا ہو گیا تھا اور سحرش تو بہت پریشان تھی، اس کے بھی آنسو رکنے کا نام نہ لے رہے تھے اور ایسے ہی دو دن گزر گئے لیکن ان کا کچھ پتہ نہ تھا۔ سحرش کو اب اپنے چچا ایان کے گھر میں رہنا مناسب نہ لگا تو انہوں نے کافی اصرار کے بعد سحرش اور صوبیہ کو اس کے گھر چھوڑ دیا۔ لیکن ایان صاحب اس بات سے بہت ہی ناخوش تھے، وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کے بھائی کی گمشدگی میں وہ وہاں چلے جائیں، اکیلے رہیں اور پریشان بھی ہوں۔ ان کے بھائی نے ان دونوں کے لیے بہت قربانیاں دی تھیں تو وہ بالکل بھی نہیں چاہتے تھے۔ لیکن وہ یہ بات بھی سمجھ رہے تھے کہ یہ بات ان دونوں کی عزت نفس کو گوارا نہ تھی تو کافی اصرار کے بعد جب وہ نہ مانے اور وہ گھر چلے گئے لیکن وہ دن میں ایک دو دفعہ گھر کا چکر ضرور لگاتے تھے۔ سحرش کو اپنے ابو کی بات یاد آئی کہ اس کے ابو کچھ ماہ سے کافی عجیب برتاؤ کر رہے تھے اور اس کے ابو نے سحرش کو ایک دفعہ ایک بات کہی تھی۔ اس کے ابو نے اسے کہا تھا، "سحرش بیٹا جب بھی کچھ مشکل ہو جائے اور تمہیں راستہ نہ پتہ چلے، تمہیں لگتا ہو کہ حالات بہت مشکل ہو گئے

ہیں اور میں موجود نہ ہوں، تب بس میرا دو دن انتظار کرنا اور پھر تم کسی پہ بھروسہ نہ کرنا، اور اللہ کے علاوہ کسی کو مت پکارنا۔" پھر انہوں نے ایک دبہ

بھی اپنے پاس رکھا ہوا تھا، اسے اٹھا کر انہوں نے کہیں رکھ دیا لیکن سحرش کو یاد نہ تھا کہ کہاں۔ اسے یاد تھا کہ انہوں نے اس دبے کے اوپر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تھا، "سحری سے کہو"، اور ڈبہ زیادہ بڑا نہ تھا، وہ چھوٹا تھا۔ سحرش سب سے پہلے اپنے کمرے میں گئی، اس نے اپنی الماری دیکھی، اپنے بستر کے نیچے دیکھا لیکن اسے کہیں نہ ملا۔ پھر ایسے ہی اس نے پورا گھر چھان مارا لیکن اس کو دبہ نہ ملا۔ پھر اسے یاد آیا کہ اس کے گھر میں ایک ایتک بھی تو ہے جو کہ کافی وقت سے بند پڑا ہے۔ صرف اس کے ابو ہی آجایا کرتے تھے۔ وہ جلدی سے ادھر بھاگی اور وہیں میز کے نیچے اسے وہ دبہ رکھا ہوا مل گیا، وہ وہی تھا۔ اس نے اس ڈبے کو کھولا، وہ دبہ لکڑی کا تھا۔ اس نے ڈبے کو کھولا تو اس کے اندر چند چیزیں موجود تھیں۔ اس میں سے سب سے اوپر ایک خط تھا۔ اس نے اس خط کو ڈبے سے نکالا اور پڑھنا شروع کیا۔ اس خط میں اس کے والد اس سے ہی مخاطب تھے:

"سحرش، میں چاہتا ہوں کہ یہ وقت کبھی نہ آئے جب تمہیں یہ خط پڑھنا پڑے لیکن اگر کبھی ایسا وقت آجائے تو میں پہلے سے اس سب کا انتظام کر چکا ہوں۔ ایسے وقت میں بس میری کچھ ہدایات اپنے ذہن نشین کر لینا اور ان کو اپنے ذہن سے مت نکالنا، جو مرضی ہو جائے۔ سب سے پہلے تم نے اللہ کے سوا کسی پہ یقین نہیں کرنا، کوئی بھی ہو، جتنا بھی قریبی ہو، کسی پر بھی نہیں۔ سحرش، میرا ایک دوست ہے جو یہی پاکستان میں رہتا ہے۔ تم اس سے مل لینا، اس کو ساری صورتحال سے آگاہ کر دینا اور یہ خط اس کے حوالے کر دینا۔ تمہارے والد، علی۔"

یہ خط پڑھ کر سحرش خاموش ہو گئی اور اس نے چند پل سوچنے کے بعد خط کا دوسرا حصہ کھولا تو وہاں پر چند نمبر لکھے ہوئے تھے۔ اس نے اندازہ کر لیا کہ یہ اسی لڑکے کا نمبر ہوگا۔ اس نے اس نمبر پر کال کی، تیسری رنگ اور اٹھا لی گئی اور اس طرف سے ایک بھاری آواز آئی، "کون بات کر رہا ہے؟" سحرش نے دو پل کا وقفہ لیا اور پھر جواب دیا،

"السلام علیکم، میں علی جہانگیر کی بیٹی بات کر رہی ہوں۔" اور اس کے بعد ساری صورتحال اور خط کے بارے میں اس شخص کو بتا دیا۔ اس دوران اس شخص نے اس کو ایک دفعہ بھی

نہیں روکا، نہ کاٹا۔ سحرش بتاتے بات سے بیچ میں رکی اٹکی اور پھر واپس بتانا شروع کر دی۔ یہ پوری بات ختم ہو گئی تو اس شخص نے سحرش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"ٹھیک ہے، آپ کے پاس خط موجود ہے؟" سحرش نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ساتھ ہی کہا،

"جی بالکل، میرے پاس موجود ہے۔" اس شخص نے چند پلوں کا وقفہ لیا اور پھر اسے کہا، "آپ وہ خط اپنے کمرے کی کھڑکی میں رکھ دیں اور اپنی والدہ کو بھی اس خط کے بارے میں بتا دیں۔ باقی سب کچھ میں خود دیکھ لوں گا۔"

سحرش نے حامی بھرتے ہوئے وہی کیا جو اس نے کہا۔

شام کو سحرش کو واپس اسی شخص کا کال آیا۔ سحرش نے فون اٹھا لیا اور اس سے پہلے وہ کچھ بولتی، اس شخص نے کہا:

"اس جمعے کو نماز جمعہ کے بعد آپ کا اور میرا نکاح ہے۔ آپ اپنی امی کو اس کے بارے میں بتا دیں، میں آپ کی والدہ کو بھی اپنے ساتھ رکھنے کو تیار ہوں۔"

NOVEL HUT

یہ بات سن کر سحرش تو بولتی بند ہو گئی۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتی، اس نے فون بند کر دیا۔ الفاظ کیا تھے؟ سحرش کا تو حلق تک سوکھ گیا۔ وہ نیچے گئی، اپنی والدہ کو سارا کچھ بتا دیا۔ اس کی والدہ شروع میں تو مانی نہیں، لیکن پھر اپنے شوہر کا سوچ کر حامی بھرتی۔ مگر جب یہ بات ایان اور عدنان صاحب کو پتہ چلی تو وہ دونوں بہت خفا ہوئے۔ سحرش نے کھٹ والی بات گول مول کر دی تھی، ورنہ یقیناً وہ غصے سے ان کو بول پڑتے۔ ان کا کہنا تھا کہ ان کے بھی بیٹے ہیں اور خوشی سے اپنے بیٹوں کی شادی کرانے کو تیار ہیں لیکن سحرش نے اس کی والدہ کو یقین دلایا کہ سب کچھ اس کے والد کی خوشی سے ہو رہا ہے۔ تو ایان اور عدنان صاحب اب کیا بولتے، کچھ بات کرنے کو رہا ہی نہیں تھا۔

-----><-----><-----

علی صاحب کے گھر رات ہو چکی تھی اور سحرش چاند کے سامنے بیٹھ کر کچھ سوچ رہی تھی۔ اس نے نماز کے انداز میں دوپٹہ لیا ہوا تھا جیسے ابھی نماز پڑھ کر اٹھی ہو اور سوچتے سوچتے اس کی آنکھوں سے گرم آنسو نکلنے لگے۔ وہ خاموش تھی، اس کی آواز تک نہیں آ رہی تھی

لیکن وہ رو رہی تھی، بے تحاشہ، بے انتہا رو رہی تھی۔ روتے روتے کب آنکھ لگ گئی، اس کو پتہ نہ چلا۔ وہ صبح ہوئی تو اس کے سر میں شدید درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ وہ واش بیسن پہ جا کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے ٹھنڈے پانی کے چھینٹے اپنی آنکھوں پر مارے تو
اسے بہت سکون ملا۔ اس کے بعد وہ خاموشی سے تیار ہو کر ناشتے کی میز پر آ کر بیٹھ گئی۔ اس کی امی اس کو تیار دیکھ کر حیران تھیں۔ ان کے سوال کرنے پر اس نے بتایا کہ وہ اپنا ہاسپٹل واپس شروع کر رہی ہے، اس کو ڈگری ملنے ہی والی ہے۔ اگر لاپرواہی دکھائے گی تو مسئلہ بن سکتا ہے۔ سحرش کو اپنی ڈگری کی پرواہ نہ تھی، اپنے ابو کے سامنے اسے کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی، لیکن اپنے دل کو اس نے بہت سمجھایا اور یہ بات اس کے ذہن و دل میں گونجتی کہ وہ اللہ کی رضا میں خوشی رہے، اور اب وہ خوش بھی تھی۔ لیکن اسے بلانے کے لیے کچھ وقت چاہیے تھا، وہ اپنے آپ کو مصروف کرنا چاہتی تھی، اس لیے اس نے واپس ہسپتال جانا شروع کر دیا۔

اللہ اللہ کر کے جمعہ کا دن بھی آ گیا۔ ایان اور عدنان صاحب کے خاندان دونوں وہاں موجود

تھے۔ سحرش نے نئے کپڑے نہیں لیے تھے، صرف ایک سفید رنگ کی کمیز شلوار جس کا دوپٹہ گلابی رنگ کا تھا۔

یوں تو کمیز شلوار اتنا سادہ بھی نہیں تھا، لیکن ایک دلہن کے لباس کے مقابلے میں کافی سادہ ہی لگ رہا تھا۔ اس نے بہت کم میک اپ کیا تھا۔ اپنے کمرے میں خاموشی سے بیٹھی ہوئی تھی، بہشت سے شور اُٹھتا ہوا سنائی دیا۔ تھوڑی دیر بعد اسے منڈی پوچھی گئی اور اس کے بعد اس کے سامنے نکاح کے کاغذ رکھ دیے گئے اور اسے ایسا لگ رہا تھا کہ وہ اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر رہی ہے۔ دستخط ہو گئے، شادی بھی ہو گئی اور سب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ سحرش نے بھی ہاتھ اٹھائے لیکن اس سے کچھ مانگا نہ گیا، اس نے ایسے ہی ہاتھ اپنے پہلو میں رکھ دیے اور وہ خاموشی سے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کے چچا، عدنان اور ایان صاحب کمرے میں داخل ہوئے، اس کے سر پہ ہاتھ رکھا اور اسے اس بات کا یقین دلایا کہ اگر اسے کبھی بھی کوئی مسئلہ ہوا تو وہ یہاں موجود ہوں گے۔ اس نے اثر اٹھا کر ان کی طرف نہیں دیکھا، وہ سر جھک کر اپنے ہاتھوں کو بھی دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی امی کمرے میں داخل ہوئی اور اسے جانے کے لیے تیار کرنا

شروع کر دیا۔ پہلے سے پیک کیے ہوئے تھے، اس کے علاوہ چند زیورات اس کے حوالے کیے جو کہ پہلے ہی اس کا شوہر گاڑی میں رکھ چکا تھا اور پھر اسے محبت سے رُخصَت کیا۔

ایک مرد جو کہ 25 سال کا لگ رہا تھا اس نے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا اس نے اندر بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ خاموشی سے وہاں بیٹھ گئی اس نے دروازہ بند کیا اور اسُ نے اگے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ راستے میں ان کے مابین کچھ بات نہ ہوئی گاڑی ایک بلڈنگ کے سامنے جا کر رک گئی سہرش گاڑی سے اتر گئی اور اس ادمی کے پیچھے زینہ چلنا شروع کر دیا اوپر ایک اپارٹمنٹ میں آکر اسُ شخص نے دروازے کا لاک گھمایا اور دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اسُ نے پھر اندر ایک کمرے میں سحرش کا سامان رکھ دیا اور پھر سحرش سے مخاطب ہوا، بہت ہی دھیمے اور احترام سے، "بھابھی، میں آپ کے شوہر کا دوست ہوں۔ انہیں کچھ کام تھا تو میں ان کی جگہ آگیا اور ان کی طرف سے رضامندی بھی دی تھی۔ انہوں نے مجھے کہا تھا کہ آپ کو یہاں چھوڑ دوں۔ یہ آپ کا گھر ہے اب اور آپ اپنا سامان جیسا چاہیں ویسا ہی سیٹ کر لیں، اور کھانا تھوڑی دیر تک آجائے گا۔" ویسے تو وہ آدمی سحرش سے مخاطب تھا لیکن نظریں زمین پر جمی ہوئی تھیں۔ سحرش نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اندر چلی گئی، اور وہ آدمی باہر نکل گیا۔

ویسے تو وہ آدمی سحرش سے مخاطب تھا لیکن نظریں زمین پر جمی ہوئی تھیں۔ سحرش نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اندر چلی گئی، اور وہ آدمی باہر نکل گیا۔ سحرش نے اُس آدمی کو جاتے ہوئے دیکھا جسے وہ اپنا شوہر سمجھ رہی تھی۔ "اچھا، تو اُس کے پاس اتنا بھی وقت نہیں کہ نکاح پر آ سکے۔ میں تو ویسے بھی اُس پر مسلط ہوئی ہوں۔" سحرش نے ایک سرد آہ بھری اور ایک نظر اُس اپارٹمنٹ پر ڈالی۔ وہ ایک چھوٹا مگر شاندار اپارٹمنٹ تھا جو ایک لیونگ روم، ایک بالکونی، دو بیڈرومز اور ایک اوپن کچن پر مشتمل تھ ا

سحرش سامنے والے کمرے میں چلی گئی جو ایک بیڈروم کے طور پر استعمال ہو رہا تھا اور وہاں اپنا سامان بھی سیٹ کر دیا۔ دوسرا بیڈروم ایک اسٹڈی روم یا دفتر کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ اُس نے سامان سیٹ کیا اور پھر فریش ہو گئی۔ اب وہ کچن میں تھی اور کھانے کے لیے کچھ ڈھونڈ رہی تھی۔ اُس نے پھر کھانا تیار کیا اور کھانے کے بعد سونے کے لیے چلی گئی۔ ابھی مغرب ہی ہوئی تھی مگر وہ تھک گئی تھی۔

NOVEL HUT

اسُ نے خود کو اس رشتے کے لیے ہر طرح سے تیار کر لیا تھا۔ اسُ کی والدہ نے ساتھ آنے سے منع کر دیا تھا اور اب وہ ایان صاحب کے گھر رہ رہی تھی۔ انُ کا کہنا تھا کہ شادی کے بعد بیٹی کا والدین کے گھر رہنا بدنامی لاتا ہے، اور اس کے چچا بھی یہی کہتے تھے۔

رات کے کسی پہر اسُ کی آنکھ کھٹ کھٹ کی آواز پر کھلی۔ اسُ نے آنکھ کھول کر دیکھا تو اندھیرے میں ایک وجود الماری سے کچھ نکال رہا تھا۔ وہ اٹُھ کر بیٹھ گئی اور سلام کیا۔ اسُ وجود نے ہلکے سے سر موڑ کر اسُ کی طرف دیکھا، جواب دیا اور کہا، "میں آپ کو اٹُھانا نہیں چاہتا تھا، میں معذرت خواہ ہوں اگر آپ پریشان ہوئی ہوں۔"

سحرش نے اسُ کی طرف دیکھا اور ہلکا سا مسکرا دی، "آپ نے کھانا کھایا؟" ایک لمحے کے لیے اسُ شخص کا ہاتھ رک گیا اور وہ اپنی جگہ جامد ہو گیا۔ سحرش نے جواب کا انتظار کیا مگر پھر خود ہی بولنا شروع کر دیا، "میں کھانا لگا رہی ہوں، آپ فریش ہو جائیں۔" اسُ نے بغیر کچھ کہے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سحرش اب کچن میں تھی اور کھانا گرم کر رہی تھی، مگر دماغ میں ابھی بھی اسی کا خیال آ رہا تھا۔ عباس، ہاں، اسُ کا نام عباس تھا۔ اسُے یاد کرنا پڑا کہ نکاح خواں نے اسُ کے شوہر کا کیا نام لیا تھا۔ اسُ نے کھانا گرم کر کے لگا دیا اور اب برتن دھو رہی تھی۔

اسُے پیچھے سے کسی کے کرسی گھسیٹ کر بیٹھنے کی آواز آئی۔ وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ اسُ کا شوہر کیسا ہے، مگر پھر اسُ نے سوچا کہ ایسے کیسے دیکھوں؟ کہیں وہ کچھ غلط نہ سمجھ لے۔ اسُ کے خیالات کی ریل گاڑی کرسی کی گھسیٹنے کی آواز پر رکی۔ اسُ نے مُڑ کر دیکھا تو وہ کھانا کھا کر جا چکا تھا۔

وہ آگے بڑھی اور برتن سمیٹنے لگی، اور پھر جب واپس مُڑی تو دیکھا کہ وہ اپنا بٹوہ وہیں بھول گیا تھا۔ اسُ نے سوچا کہ بٹوہ اٹُھائے یا نہیں۔ تھوڑا جھجکی، پھر بٹوہ اٹُھا لیا۔ اسُ نے آواز دی، "سنیے، عباس۔" اتنے میں اسُ کی نظر بٹوے کے اندر ایک تصویر پر پڑی اور وہ تھم گئی۔

یہ اسُ کی تصویر تھی، جو دو سال پہلے اسُ نے ایک پارک میں لی تھی۔ اسُ کے الفاظ اسُ کے حلق میں اٹک گئے۔ وہ حیران تھی، یہ عباس کون ہے؟ اتنے میں عباس کمرے سے باہر آیا اور اسُ کا سامنا خراب ہو گیا۔ "جی، سنیے؟"

اس آواز پر سحرش نے اوپر سر اٹُھا کر دیکھا تو حیران رہ گئی۔ کوئی اتنا بھی پرکشش کیسے لگ سکتا ہے؟ کسی کو اتنا دلکش ہونے کا حق نہیں۔ عباس نے اسُ کے سامنے چٹکی بجائی، جس پر سحرش اپنے خیالات سے باہر آئی اور اسُ کی طرف بٹوہ بڑھا دیا۔

اُس نے بٹوہ پکڑا اور اپنی جیب میں ڈال دیا۔ اگر بٹوے میں اپنی تصویر دیکھ کر وہ حیران ہوئی تھی، تو اپنے شوہر کو دیکھ کر اُس کی سانس ہی رک گئی تھی۔

عباس نے اسے مخاطب کیا، "آپ ٹھیک ہیں؟"

اس نے اسے دو منٹ تک دیکھا اور پھر آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ اٹھا کر اس کے بالوں کو چھوا۔ اس حرکت پر عباس اپنی جگہ جم گیا۔

"آپ کیا کر رہی ہیں؟"

"آپ میرے شوہر ہیں۔"

عباس کو سمجھ نہیں آیا وہ سوال کر رہی ہے یا بتا رہی ہے۔ "جی؟" اس نے سوالیہ انداز میں کہا۔

NOVEL HUT

اس نے پھر سوال کیا، "آپ کی آواز کو کیا ہو گیا ہے؟"

اس بات پر عباس نے جلدی سے اپنے گلے سے ایک پٹی اتاری جو اس نے گلے کے اُس حصے پر لگائی ہوئی تھی جہاں سے آواز نکلتی ہے، جسے ہم vocal cords کہتے ہیں۔ اُس پٹی کے اندر ایک چِپ تھی جو عام طور پر آواز کی لہروں کو بدلنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

"میں یہ اتارنا بھول گیا تھا۔"

"ڈاکٹر صاحبہ، اندر آجاؤں؟" یہ کہہ کر عباس اپنے کمرے کے باہر چلا گیا اور سحرش اس کے پیچھے آئی۔

"آپ کا نام کیا ہے؟ آپ کے کتنے نام ہیں؟"

اس سوال پر اُس نے کہا، "میرا نام جبرائیل ہے۔ آپ نے میرا ایک ہفتہ علاج کیا، مگر آپ کو میں یاد بھی نہیں؟ کتنی افسوس کی بات ہے۔"

اس بات پر سحرش نے سوال کیا، "مگر نکاح خواں نے تو عباس نام لیا تھا؟"

"بی بی، آپ کبھی کسی نکاح پر نہیں گئی کیا؟ جبرائیل بن عباس۔ شادی کے وقت والد کا نام بھی لیا جاتا ہے۔"

سحرش نے اپنی شرمندگی چھپانے کی کوشش کی۔ جبرائیل نے ایک اور سوال کر دیا، "ویسے سچ بتائیں، آپ کو میرا حلیہ یاد نہیں تھا کیا؟"

سحرش نے جل کر اندر ہی اندر جواب دیا، "اتنے مریض آتے ہیں، سب کو تھوڑی یاد رکھوں گی؟ "

اس بات پر جبرائیل دل ہی دل میں ہنس کر کہنے لگا، "چاند بھی مل جائے تو تب بھی لوگ اس پر داغ دیکھتے ہیں۔"

اور پھر خود سے بولا، "میں سب کی طرح تھوڑی ہوں۔"

اب وہ بیچارہ یہ تھوڑا جانتا تھا کہ بھولنا تو دور کی بات، وہ تو کبھی ذہن سے نکلا ہی نہیں تھا۔

ایک تیری چاہت ہے، ایک میری چاہت ہے

پر وہی ہوگا جو میری چاہت ہے

لیکن اگر تو اپنی چاہت کو میری چاہت میں ڈھال لے

NOVEL HUT

تو میں تجھے وہ بھی دے دوں گا جو تیری چاہت ہے"

سحرش نے کمرے کے کونے میں ایک بڑا سا ڈبہ دیکھا۔ اس نے اسے کھولا اور اسے بٹنوں سے بھرا ہوا پایا۔ عین موقع پر جبریل علیہ السلام نے آکر ڈبہ بند کر دیا۔ "یہ کسی کام سے متعلق مسئلے کے لیے ہے۔" یہ کہہ کر اس نے اسے ٹیپ سے بند کر دیا۔ وہ خفیہ کیمرے تھے۔ لیکن کس کام کے لیے ؟

-----><-----><-----

رات گہری تھی اور جہاں ایک طرف جبرائیل کا نکاح ہوا تھا اور وہ اپنی زندگی میں مگن تھا، وہیں دوسری طرف ایک اور زندگی بدل چکی تھی یا شاید ختم ہو گئی تھی۔

رات گہری تھی، آندھی چل رہی تھی۔ سیاہ ہوڈی اور سفید شرٹ میں ملبوس ایک دراز قد آدمی جس کے ہاتھ میں ایک کروبار تھا، اس عمارت میں داخل ہو رہا تھا۔ وہ عمارت ابھی نامکمل تھی اور رات کے اس پہر وہاں کوئی بھی موجود نہ تھا۔ سیاہ رات میں چاند بھی دکھائی نہیں

NOVEL HUT

دے رہا تھا، وہ بھی خوف سے بادلوں کی اوٹ میں چھپ گیا تھا، جیسے اسے معلوم ہو کہ کیا ہونے والا ہے۔

وہ آدمی آہستہ قدموں سے، بڑے اطمینان کے ساتھ زینے چڑھتا گیا اور جب اس عمارت کی دوسری منزل پر پہنچا تو رک گیا۔ وہاں اس اندھیرے میں کسی اور وجود کا بھی احساس ہو رہا تھا۔ اس وجود نے ٹارچ جلائی اور روشنی ہو گئی۔ لیکن اس کا چہرہ اب بھی چھپا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ اس سیاہ ہوڈی کی وفاداری سے ناقابلِ دید تھا۔

وہ اس وجود کے قریب آہستہ قدموں سے بڑھ رہا تھا۔ اس انسان کی آنکھوں میں صرف غصہ تھا اور بس غصہ۔

"کون ہو تم؟ اور تم نے مجھے اس کرسی سے کیوں باندھ رکھا ہے؟ تم مجھے ابھی جانتے نہیں ہو... میں تمہیں تباہ کر سکتا ہوں۔"

آخری بات پر وہ آدمی زور سے ہنسا، اور خوب ہنسا۔ اس کی آواز پورے علاقے میں گونج رہی تھی۔ اس آدمی سے خوف محسوس ہو رہا تھا، پاگل پن کا گمان ہو رہا تھا۔

NOVEL HUT

"پہلے ہی کتنے لوگوں کو برباد کر چکے ہو اور اب اور کتنے کرو گے؟ لیکن اب تمہاری باری ہے۔ تمہارا وہ حال ہوگا کہ تم رحم مانگو گے، مگر وہ تمہیں نہیں ملے گا۔ اور جب تم موت مانگو گے، وہ میں تمہیں دوں گا... موت۔"

ہوائیں تیز چلنا شروع ہو گئی تھیں۔ اس نے وہ کروبار اٹھایا اور اس آدمی کے سر پر مارا، وہ کرسی سمیت اوندھے منہ گر گیا۔ پھر اس نے اسے مارنا شروع کر دیا۔ پہلے اس کے تلووں پر، پھر اس کے سر پر اور آخر کار اس کی ٹانگوں پر۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ آدمی لہو لہان ہو گیا۔ وہ زندگی کی بھیک مانگنے لگا، مگر اس شخص کو ذرہ برابر ترس نہ آیا۔

تھک ہار کر اس نے موت کی درخواست کی، اور وہ سیاہ ہوڈی والا رک گیا۔ اس نے وہ کروبار اٹھایا اور دور کہیں پھینک دیا اور وہاں سے چلا گیا۔ پانچ منٹ، دس منٹ، اور پھر پندرہ منٹ گزر گئے لیکن وہ واپس نہ آیا۔

NOVEL HUT

زمین پر پڑا وجود جو لمبی سانسیں لے رہا تھا، اب اس کی سانسیں ترتیب میں آگئی تھیں، لیکن پورے بدن میں ناقابلِ برداشت درد تھا۔ اس نے ایک لمبی سانس لینے کی کوشش کی، مگر باہر نکالنا بھول گیا۔

وہ منظر خوفناک تھا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک لال رنگ کا گیلن تھا جس کے نیچے کی طرف سوراخ تھا، جس سے مائع باہر نکل رہا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ پورے کمرے کے گرد گھومنے لگا۔

اب وہ مائع پورے کمرے میں پھیل چکا تھا۔

پھر وہ آنکھیں کھولے ہوئے وجود کے پاس آیا اور پنجوں کے بل اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

اس نے اپنی ہوڈی اپنے چہرے سے ہٹائی اور اسے دیکھا:

"اپنی موت کو اتنا قریب سے دیکھو اور مرنے کے بعد بھی مجھے یاد رکھنا۔"

وہ آدمی اسے دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا۔ اتنا کہ الفاظ اس کی زبان سے نکلنے سے قاصر تھے۔

ایک کی آنکھوں میں جیسے خوف اور حیرانی تھی، اور دوسرے کی آنکھوں میں جنونیت اور صرف جنونیت۔

اس نے پھر اس آدمی کو صحیح طریقے سے کرسی پر بٹھایا اور اس کے اوپر وہ مائع انڈیل دیا۔ اسے اچھی طرح بھگونے کے بعد، وہ اس کے گرد ایک چکر کاٹ کر اس کے بالکل سامنے پانچ فٹ کی دوری پر کھڑا ہو گیا۔

"یہاں میرا انصاف ہوگا، سیاہِ منصف کا انصاف۔ میں وہی کروں گا جو مجھے ٹھیک لگے گا۔ میں کسی کو صفائی دینے کا پابند نہیں ہوں۔"

اور سیٹی کی ایک دھند بھری آواز بجاتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ نیچے جا کر اس نے ایک سگریٹ جلائی، اس کا ایک چھوٹا کش لیا، جیسے زندگی میں پہلی بار سگریٹ پی ہو، اور چند قدم کے فاصلے پر وہ جلتے گیلن پر سگریٹ پھینک کر آگے بڑھ گیا۔

وہ تاریک رات تھی جسے اس نے روشن صبح میں بدل دیا۔ اب آگ کی لپٹیں اُس عمارت کو چھو رہی تھیں۔ پوری عمارت آگ کی لپیٹ میں آگئی، جیسے اس انسان کی آنکھیں تھیں۔ غصے اور جنون سے دہکتی ہوئی، اس کی آنکھوں میں آگ دکھائی دیتی تھی۔

"یہ ہے انصاف، میرا انصاف۔"

آسمان پر کہیں بجلی کڑکی مگر بارش نہ ہوئی۔ اللہ کی رحمت نہ برسی۔

-----><-----><-----

شام کا وقت تھا، سورج افق پر اپنے مقام پر چمک رہا تھا۔ جبرائیل اپنے لاؤنج میں بیٹھا چینل بدلنے میں مصروف تھا جبکہ سحرش کچن میں ناشتے کی تیاری میں مگن تھی۔ جبرائیل پورے ہفتے سے گھر پر بیٹھے بیٹھے بور ہو رہا تھا، کیونکہ اسے بے کار بیٹھنے کی عادت نہیں تھی۔ اچانک ایک ترکیب اس کے دماغ میں آئی، اور وہ اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔

کچن میں داخل ہو کر وہ سحرش کو دیکھنے لگا۔ سحرش جو اپنے کام میں مگن تھی، جب اپنے اوپر کسی کی نظریں محسوس کیں تو اس نے سر اٹھایا۔ سامنے وہی دشمنِ جاں خطرہ تھا۔

"آپ کو کچھ چاہیے؟" سحرش نے انتہائی ادب سے سوال کیا۔

جبرائیل نے نفی میں سر ہلا دیا۔ "تو

پھر آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

"یہ میرا گھر ہے، میں یہاں خراب نہیں ہو سکتا؟" جبرائیل نے شرارت سے جواب دیا۔

سحرش نے کوئی جواب نہ دیا اور اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔ اس نے چولہے پر فرائی پین رکھا اور اس میں تیل ڈالا، تو جبرائیل نے چولہا بند کر دیا۔ سحرش نے دوبارہ چولہا جلایا، لیکن جبرائیل نے فرائی پین ہی چولہے سے اٹھا کر سلیب پر رکھ دیا۔ پھر اس نے چائے والے چولہے کو بھی بند کر دیا۔

اس حرکت پر سحرش نے غصے سے پوچھا، "آپ کو کچھ چاہیے؟"

جبرائیل نے پھر نفی میں سر ہلا دیا۔ "تو

پھر جائیں، میں ناشتہ بنا رہی ہوں!"

جبرائیل نے وہی پرانا جواب دے دیا، لیکن اس بار سحرش نے اسے سنجیدگی سے نہ لیتے ہوئے دھکا دینے کے انداز میں کچن سے باہر نکال دیا۔ دشمنِ جاں اب دشمنِ ناشتا بن چکا تھا، اس لیے سحرش نے اسے کچن سے نکال دینا ہی بہتر سمجھا۔

NOVEL HUT

ابھی وہ جبرائیل کو دھکا دے ہی رہی تھی کہ دروازے سے آندھی کی طرح ولیم داخل ہوا۔

"جبرائیل، میرے بھائی، طوفان آگیا ہے!"

پھر ولیم نے اچانک سحرش کو دیکھا اور حیرت سے بولا، "آہ، ڈاکٹر صاحبہ، آپ؟"

جبرائیل نے ایک لمبی سانس کھینچی اور ولیم کو اپنے ساتھ لاؤنج میں لے آیا۔ اور وہ بھی اپنے طوفان کو بھول کرے ساتھ چلا گیا۔ ولیم کو سارا واقعہ سمجھانے کے بعد لاؤنج میں خاموشی چھا گئی۔ پھر اچانک ولیم کا قہقہہ گونج اٹھا۔

"واہ، کیا کہانی ہے بھائی! ویسے تم نے اپنے چچا کو بتایا؟"

جبرائیل نے بات بدلنے کے لیے جلدی سے پوچھ لیا، "تم کسی طوفان کی بات کر رہے تھے ؟

NOVEL HUT

ولیم نے سر پر ہاتھ مارا اور جواب دیا، "میں بھول گیا تھا۔ کل رات ایک حادثہ پیش آیا تھا۔"

پھر اس نے سارا واقعہ جبرائیل کو سنایا۔

یہ سن کر وہ دونوں باہر جانے کے لیے تیار ہو گئے، مگر راستے میں ہی سحرش نے انہیں روک لیا۔

"کہاں جا رہے ہیں آپ لوگ؟"

"ایک کام آگیا ہے، ادھر جا رہے ہیں،" جبرائیل نے مختصر جواب دیا۔

سحرش نے فکر مندی سے کہا، "ناشتہ تو کرتے جائیں، ویسے بھی آپ کی چھٹی نہیں چل رہی تھی؟"

جبرائیل نے انکار کرنا چاہا، مگر سحرش کی ایک گھوری اسے ناشتہ کرنے پر آمادہ کرنے کے لیے کافی تھی۔

اب جبرائیل اور ولیم ناشتہ کر رہے تھے۔ سحرش ناشتہ لا رہی تھی، اور جبرائیل نے ولیم کی طرف دیکھا جو بڑی خوشی سے اپنی بھابھی کی تعریفیں کر رہا تھا اور تھکنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

"میں تو اس کا مجازی خدا ہوں، مجھے ناشتہ کرنے کے لیے روک لیا، یہ تو سمجھ آتا ہے۔ مگر ولیم کو روکنے کی کیا ضرورت تھی؟" جبرائیل دل ہی دل میں سوچ رہا تھا۔

اپنی ایک دن کی دلہن سے سوال کرنے کی ہمت وہ ابھی تک جمع نہیں کر پایا تھا، جس نے اسے پہلے ہی کمرے اور پھر باورچی خانے سے نکال باہر کیا تھا۔

اب وہ دیکھ رہا تھا کہ اس کی بیوی نہ صرف باورچی خانے کی حکمران تھی بلکہ اس کے گھر اور دوست پر بھی قبضہ جما چکی تھی۔

-----><-----><-----

جبرائیل اور ولیم اس کرائم سین پر موجود تھے جہاں یہ واقعہ پیش آیا تھا۔ وہ ایک خالی میدان تھا جہاں کسی عمارت کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہا تھا۔ آگ نے سب کچھ نگل لیا تھا۔ یہ تعمیر پذیر عمارت ایک بزنس مین کی تھی، جس سے بھی پوچھ گچھ کی جا رہی تھی۔

جبرائیل، تیمور صاحب سے اس کیس کو جوائن کرنے کی منت کر رہا تھا۔ یہ ایک بڑا کیس تھا جس کے لیے قابل انویسٹیگیٹر کی ضرورت تھی، اور ایسے انویسٹیگیٹرز بہت کم تھے۔ جبرائیل، جو پہلے ہی گھر بیٹھے بیٹھے تنگ آچکا تھا، اس کیس کو ہینڈل کرنا چاہتا تھا۔

تیمور صاحب لیکن رضامند نہ تھے۔ ابھی ابھی انہیں جبرائیل کی شادی کی خبر ملی تھی، اور وہ چاہتے تھے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ وقت گزارے اور اپنی نئی زندگی پر توجہ دے۔

لیکن اس کے زیادہ اصرار پر وہ مان گئے، حالانکہ اس کی چھٹیوں کو ابھی ایک اور ہفتہ باقی تھا۔

وہ سب ابھی آپس میں بات ہی کر رہے تھے کہ اچانک سے وجدان کی نظر ایک چمکتا ہوا کارڈ پر پڑی، اس نے اسے ہاتھ میں پکڑا اور اس کا عمر ایک تحریر لکھی ہوئی تھی اس انداز میں کہ اس کا وہ والا حساب اندر کی طرف دھنسہ ہوا تھا۔ وہ لوہا کا کارڈ تھا جس پر لکھا تھا کہ:

"سیاحِ منصف کا انصاف۔" ولیم نے جواباً کہا، "یا تو کوئی سیریل کلر لگتا ہے، سائیکوپتھ ٹائپ۔" جبرئیل نے اس کارڈ کو ایک پیکٹ میں ڈال دیا اور انہوں نے پورا دن اس کیس پر گزارا۔

-----><-----><-----

رات کو جبرئیل گھر واپس آیا تو اندر آتے ہی اس کا نام سے کھانے کی خوشبو ٹکرا گئ۔ سہریش کچن میں اس کا کھانا تیار کر رہی تھی۔ جبرئیل نے بلند آواز میں سلام کیا اور کچن میں داخل ہوگیا۔ سہریش نے مصروف انداز میں اسے دیکھا اور کہا، "آپ فریش ہو جائیے، میں کھانا لگا دیتی ہوں۔" سہریش کی بات پر وہ کمرے میں جا کر فریش ہو کر دستر خوان پر آکر بیٹھ گیا۔ سہریش نے کھانا لگایا اور دونوں نے کھانا کھانا شروع کر دیا،بیچ میں جبرئیل اسے چھوٹے موٹے سوال بھی کر رہا تھا۔ کھانے کے بعد سہریش کمرے میں آرام کرنے چلی گئ اور جبرئیل لونگ میں بیٹھ کر تلاوت کرنے لگ گیا۔ اس کی تلاوت کی آواز سن کر سہریش
آہستہ قدموں سے باہر نکل آئ اور اس خوبصورت آواز کو سننے لگ گئ۔ وہ بہت پُرر کھتا تھا۔ اس کی آواز میں ٹھہراؤ تھا۔ جبرئیل نے تلاوت کے دوران ہی اس کی طرف اشارہ کیا اور اسے اپنا پاس بیٹھنے کا کہا۔ وہ جو دروازے کی آوٹ میں تھی، اس کا پاس جھجکتی ہوئ آگئ۔

"اچھا اب آپ مجھے بتاؤ گی کہ کیا کر رہی تھی؟"

اس کی بات پر سہریش نے کوئی جواب نہ دیا۔ "آپ کو قرآن پڑھنا آتا ہے؟" جبرئیل نے یہ سوال کرتے ہوئے قرآن پاک کو ایک طرف رکھ دیا اور اس کا گرد بازو کر دیا۔ سہریش اس حرکت پر ششدر رہ گئی اور پھرہاں میں جواب دیا۔ "تو پھر آپ خود تلاوت کیا کریں، صبح بھی آپ مجھے تلاوت کرتا دیکھ رہی تھیں مگر کر نہیں رہی تھیں۔" سہریش ہلکی سی جھجھک کے ساتھ جواب دیا، "مگر میں... میں کیسے؟" "آپ کوشش کیجیے گا، صبح ہم ساتھ بیٹھ کر قرآن پڑھیں گے۔" سہریش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

صبح اتوار کا دن تھا اور جبرئیل کی چھٹی تھی۔ آج وہ اٹھا اور مسجد سے آکر سہریش کے ساتھ قرآن کی تلاوت کی۔ اب دونوں ناشتے کے لیے کچن میں بیٹھے تھے۔ جبرئیل سہریش کو دیکھ رہا تھا اور ساتھ مذاق بھی کر رہا تھا۔ سہریش اس کے سامنے بیٹھی تھی اور دونوں ناشتہ کر رہے تھے کہ اچانک جبرئیل کے چچا کی کال آگئی۔ جبرئیل کا نوالہ گلے میں پھنس گیا۔ وہ اپنی نشست چھوڑ کر اٹھا اور چچا کی کال اٹھا لی۔

"السلام علیکم، جبرئیل! اپنے چچا کو بھول ہی گئے ہو۔"

"وعلیکم السلام، وہ چچو، میں نہیں بھولا، بس مصروف تھا۔" جبرئیل نے جواب دیا۔

"کس چیز میں؟" اس کے چچا نے اطمینان سے سوال کیا، کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جبرئیل کی ایجنسی سے چھٹی تھی۔

"وہ... میں نے شادی کرلی ہے، اس جمعے کو۔" جبرئیل نے ایک ہی سانس میں اپنے چچا پر بم گرا دیا۔ اس کی بات سن کر اس کا چچا بے یقینی سے اپنی نشست سے کھڑا ہو گیا۔

"تم سچ کہہ رہے ہو؟"

"جی۔" ایک لفظی جواب آیا۔

اسی وقت کال کٹ گئی۔ جبرئیل ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ دوبارہ کال کرے، کہ پیچھے سے ولیم نمودار ہوا، اور جبرئیل کا فون چھوٹ کر نیچے میز پر پڑے پھول دان میں جا گرا۔ جبرئیل نے ایک نظر ولیم اور ایک اپنے فون پر ڈالی، پھر غصے سے کام میں بڑبڑاتا ہوا چلا گیا، "بھابھی کا چمچا! سہریش نہ ہوتی تو دیکھ لیتا اسے!"

NOVEL HUT

ولیم نے معذرت خواہانہ نظروں سے جبرئیل کی پیٹھ پر نظر ڈالی اور اپنی بھابھی کو خوش کرنے لگا، اور ناشتہ بھی مانگ لیا۔ وہ ناشتے میں مصروف تھا کہ اتنے میں جبرئیل کمرے سے باہر آیا۔ جب اس کی نظر ولیم پر پڑی تو وہ جھنجھلاہٹ کے عالم میں اسے دیکھنے لگا اور سہریش سے مخاطب ہو کر بولا، "کیا تم روز آجاتے ہو ناشتہ کرنے؟ میری بیوی تمہاری ملازمہ ہے کیا؟" پھر سہریش کی طرف دیکھ کر بولا، "آج کا کھانا ہم باہر کھائیں گے، کچھ بھی مت بنانا۔"

ولیم نے طنزیہ انداز میں کہا، "ویسے اتوار کا دن ہے، کون سا کام ہے؟ نئی نئی شادی ہوئی ہے، تمہیں چاہیے بھابھی کے ساتھ وقت گزارو، لیکن تم"...

جبرئیل نے اسے گھور کر دیکھا اور اگلے ہی لمحے ولیم دروازے کے باہر پایا گیا۔ ایک ہاتھ میں آملیٹ کی پلیٹ، دوسرے میں دودھ کا گلاس، اور منہ میں ٹوسٹ دبا ہوا تھا۔ پیچھے سے دروازہ بند ہونے کی آواز آئی اور سہریش ہلکی ہنسی ہنستی رہ گئی۔

"ایسے مہمانوں کے ساتھ ایسا ہی پیش آتا ہوں، اور میرے دوستوں کو سر پر مت بٹھاؤ۔" یہ کہہ کر ہدایت دے کر وہ چلا گیا۔

رات کو جب واپس آیا تو دونوں نے کھانا باہر سے کھایا۔ رات کو گھر آکر جبرئیل نے اپنے چچا کو کال کی تاکہ ان کی ناراضگی ختم کرے۔

"کیا ہے؟ اب کیا بچے کی آمد کی اطلاع دینی ہے تم نے؟"

جبرئیل نے اپنی صفائی دی۔ اس کے چچا نے تھوڑا بہت شکوہ کیا اور پھر چند باتیں کر کے فون رکھ دیا۔

-----><-----><-----

دو ہفتے گزر گئے، اور جبرئیل ابھی تک اس کیس کی تحقیقات میں مصروف تھا۔ اس کا کام بہت مشکل جا رہا تھا، لیکن اس کی زندگی سہریش کے ساتھ اچھی گزر رہی تھی۔ دن بہ دن دونوں قریب آ رہے تھے، اور جبرئیل سہریش کے والد کی تلاش میں بھی لگا ہوا تھا۔

جبرئیل آج پھر کرائم سین پر آیا۔ صبح کا وقت تھا اور سورج اپنے عروج پر تھا۔ اس نے یلو ٹیپ کے نیچے سے جھک کر نکلتے ہوئے جگہ کا جائزہ لینا شروع کیا۔ اس کے ساتھ وجدَان بھی تھا، جو زیادہ تر کیسز میں اس کا پارٹنر ہوتا تھا۔

"ہم یہاں دوبارہ کیوں آئے ہیں؟" وجدَان نے سوال کیا۔

"تم نے سنا تو ہوگا کہ مجرم جرم کرنے کے بعد ایک دفعہ ضرور اس جگہ آتا ہے۔" یہ کہتے ہوئے جبرئیل آگے بڑھ گیا اور وجدَان اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔

"لیکن اب کیا کرنا ہے؟"

"کرنا کیا ہے؟ ثبوت ڈھونڈو۔" یہ کہہ کر جبرئیل نے جگہ کا بغور جائزہ لینا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد جبرئیل کو ایک بال کا ٹکڑا ملا۔ "یہ کس کا بال ہو سکتا ہے؟" وجدَان نے پوچھا۔

"کسی انویسٹیگیٹر کا بھی ہو سکتا ہے یا شاید قاتل کا۔ پتا نہیں۔" جبرئیل نے جواب دیا۔

اس نے وہ بال ایک پلاسٹک بیگ میں ڈال دیا اور آگے بڑھ گیا۔ اس دن سے یہاں کوئی نہیں آیا تھا، اور پورے علاقے کو سیل کر دیا گیا تھا۔ "یا تو یہ کسی آفیسر کا ہے یا قاتل کا،" وجدان نے کہا، جبکہ جبرئیل نے اس کی بات پر کوئی رائے ظاہر نہ کی۔

دونوں پیدل چلتے ہوئے اس جگہ سے مین روڈ کی طرف نکلے۔ تھوڑی دوری پر انہیں سڑک کے کنارے خون سے لت پت ایک جگہ دکھائی دی جہاں کچھ صفائی کا عمل جاری تھا۔ ان دونوں کی نظر ایک ساتھ اس جگہ پر پڑی اور انہوں نے ایک آئی ڈی کارڈ دیکھا۔ جبرئیل نے وہ کارڈ بھی اسی زپ لاک بیگ میں رکھ لیا۔

"ویسے یا تو آج ہم پر خدا مہربان ہے یا پھر قاتل بڑا ہی اناڑی ہے۔" وجدان نے طنزیہ انداز میں کہا۔

اتنے میں جبرئیل کو فارنزک ٹیم کی کال آگئی۔ جبرئیل اور وجدان فوراً واپس لوٹ فارنزک ٹیم نے بڑی مشکل سے اس انسان کی اصل شناخت معلوم کی تھی۔ اس کا جسم پوری طرح جل گیا تھا، یہاں تک کہ اس کے فنگر پرنٹس بھی شناخت کے قابل نہیں رہے تھے۔ اسی وجہ

سے ان کو اس کی شناخت کرنے میں بہت دشواری ہوئی۔ انہوں نے پہلے پورے شہر میں گمشدہ افراد کی رپورٹیں اکٹھی کیں اور ان کے اہل خانہ کو ڈی این اے ٹیسٹ کروانے کو کہا۔ آخرکار ایک شخص کا ڈی این اے میچ ہوگیا، جو اس کا بھائی نکلا۔

لاش دیکھنے کے قابل نہیں تھی، اس لیے اسے اس کے بھائی کے حوالے کیا گیا اور اسی حالت میں دفنا دیا گیا۔ لاش کا رنگ مکمل طور پر سیاہ تھا، بالکل ایسا جیسے روشنی بھی اس کے جسم میں جذب ہو جائے۔

دو ہفتے کیس معطل رہنے کے بعد آخرکار کچھ سراغ ملا۔ ان کے تفتیش کرنے پر معلوم ہوا کہ مرنے والا شخص فاروق لغاری تھا، جو ایک ہسپتال میں صفائی کا کام کرتا تھا... محض ایک جنیٹر۔ لیکن جب اس کے پس منظر کی چھان بین کی گئی تو پتہ چلا کہ اس کے پاس بے تحاشا دولت تھی، جو نہ تو کسی قانونی کمائی کا نتیجہ لگ رہی تھی اور نہ ہی وراثت کی صورت میں ملی تھی۔ پولیس نے اس کی تمام دولت ضبط کر لی اور کیس کو مزید آگے بڑھایا۔

-----><-----><-----

رات کو، سحرش جبرئیل کے کندھے پر سر رکھے بیٹھی تھی۔ اچانک اس نے سوال کیا،

"آپ کے والٹ میں میری تصویر کہاں سے آئی؟"

جبرئیل نے سکون سے جواب دیا، "یہ تمہارے ابو نے مجھے دی تھی۔ وہ ہسپتال آئے تھے، ان کی جان کو خطرہ تھا اور وہ چاہتے تھے کہ اگر انہیں کچھ ہو جائے تو میں تمہاری حفاظت کروں۔"

سحرش نے دوسرا سوال کیا، "لیکن آپ نے اسے اپنے والٹ میں کیوں رکھا؟"

جبرئیل نے مسکراتے ہوئے کہا، "بس، کیونکہ میرا دل چاہا۔"

سحرش نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا، "آپ کو مجھ سے محبت تھی؟"

جبرئیل نے کچھ لمحے سوچا اور جواب دیا، "نہیں۔"

یہ جواب سحرش کے لیے غیر متوقع تھا۔ "پھر؟"

جبرئیل نے نظریں جھکا کر کہا، "مجھے نہ تم سے محبت تھی اور نہ کسی اور سے ہے۔ بس میں تمہاری عزت کرتا تھا۔"

سحرش نے اس کی طرف دیکھا، "تھا؟"

جبرئیل نے سر ہلایا، "ہاں، اور اب مجھے تم سے عقیدت ہے، محبت نہیں۔"

سحرش چاہتی تھی کہ جبرئیل محبت کا اظہار کرے، لیکن اسے معلوم تھا کہ جبرئیل کے لیے محبت نہیں، عقیدت ہی کافی تھی۔ پھر اس نے نرمی سے کہا، "لیکن مجھے تو ہے... اور بہت پہلے سے ہے۔"

جبرئیل نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا، "محبت؟"

سحرش نے اثبات میں سر ہلایا، "جی، جبرئیل راؤ کو سحرش سے عقیدت ہے، اور سحرش کو جبرئیل سے محبت۔"

جبرئیل نے ایک لمحے کے لیے رک کر اس کی بات پر غور کیا۔ لفظ "محبت" اس کے کانوں میں گونج رہا تھا۔ وہ حیران تھا کہ کیا واقعی کوئی جبرئیل سے محبت کر سکتا ہے؟

جبرئیل، جو ہمیشہ محبت کے معاملے میں ناکام رہا تھا، اس احساس سے خوفزدہ ہوا۔ اسے محبت قبول کرنے میں دشواری تھی، اور سحرش کی یہ بات اسے گہرے تفکر میں لے گئی۔

-----><------><-----

وہ صبح جبرئیل اور وجدان ہسپتال پہنچے جہاں فاروق کام کرتا تھا۔ یہ ہسپتال بشیر کے زیرِ انتظام تھا، اور وہی آئی ڈی کارڈ بھی بشیر کے نام کا تھا۔ دونوں نے ریسیپشن پر آئی ڈی کے بارے میں معلومات اکٹھی کیں اور آگے بڑھ گئے۔

وجدان نے کہا، "بشیر... اس کا معاملہ کچھ مشکوک لگتا ہے، اس کی تفصیلی تفتیش کرنی پڑے گی۔"

یہ کہتے ہوئے وہ فورینزک لیب گئے۔ فورینزک ٹیم نے تصدیق کی کہ بالوں کا ڈی این اے آئی ڈی کارڈ کے ساتھ میچ کر رہا ہے۔

بشیر کے بیک گراؤنڈ کی جانچ پڑتال شروع کی گئی تو حیرت انگیز تفصیلات سامنے آئیں۔ وہ بے حد دولت مند تھا، اتنا کہ ایک عام ڈاکٹر کی آمدنی سے کہیں زیادہ۔ سوال یہ تھا کہ ایک ڈاکٹر کے پاس اتنی جائیداد کہاں سے آئی؟

دوسری طرف، فاروق، جو ایک جنیٹر تھا، وہ بھی حیرت انگیز طور پر بے پناہ دولت کا مالک تھا۔ یہ دونوں معاملات بظاہر جڑے ہوئے لگ رہے تھے۔

وجدان نے سوچتے ہوئے کہا، "کچھ گڑبڑ ہے۔ ایک جنیٹر، جو اتنا امیر ہے، اور ایک ڈاکٹر، جو خود بھی حد سے زیادہ مشکوک ہے... آخر مجرم کون ہے؟ اور جرم کیوں کیا گیا؟"

جبرائیل نے گہری سانس لی اور کہا، "ابھی بہت کچھ پتا لگانا باقی ہے.... بہت کچھ۔"

یہ معاملہ مزید پیچیدہ ہوتا جا رہا تھا۔ جبرائیل اور وجدان نے سی سی ٹی وی فوٹیج میں دو سیکنڈ کی مختصر کلپ دیکھی، جس میں سفید وین دکھائی دی، لیکن اس کی نمبر پلیٹ چھپی ہوئی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ یہ قاتل کی وین ہو سکتی ہے۔ اسی سراغ کے تحت انہوں نے

ڈاکٹر بشیر کے خفیہ فارم ہاؤس پر چھاپہ مارنے کا فیصلہ کیا، جو کہ بڑی مشکل سے ان کے علم میں آیا تھا۔

فارم ہاؤس کی بیسمنٹ میں غیر قانونی ہتھیاروں کا ذخیرہ ملا، جنہیں پولیس نے ضبط کر لیا۔ وہاں ایک سرخ رنگ کا گیلن بھی برآمد ہوا، اور ایک سیاہ ہوڈی ملی جس پر خون کے دھبے تھے۔ فورینزک جانچ کے بعد معلوم ہوا کہ ہوڈی پر موجود خون فاروق کا تھا۔ مزید تحقیق سے یہ بھی انکشاف ہوا کہ گیلن میں موجود پٹرول نہایت اعلیٰ معیار کا تھا، جو مقامی طور پر دستیاب نہیں بلکہ غیر قانونی طریقے سے درآمد کیا گیا تھا۔

فارم ہاؤس سے نکلنے کے بعد جبرائیل اور وجدان نے قریب کے جنگل میں کچھ عجیب نشانات دیکھے، جو کسی کے گھسیٹے جانے کے انداز میں زمین پر بنے ہوئے تھے۔ ان نشانات کا تعاقب کرنے پر انہیں وہی سفید وین ملی، جس میں ایک خون آلود کروبار اور بلیک منی سے بھرا ایک بیگ ملا۔ پولیس نے یہ تمام اشیاء بھی ضبط کر لیں۔

اسی دن ڈاکٹر بشیر کو ہسپتال سے گرفتار کر لیا گیا۔ تمام ثبوت اس کے خلاف تھے۔ تفتیش کے دوران اس نے اعتراف کیا کہ وہ غیر قانونی ذرائع سے بلیک منی کماتا تھا، لیکن فاروق کے قتل کے بارے میں اس نے اعتراف کرنے سے انکار کر دیا۔

عدالت نے تمام ثبوتوں کی بنیاد پر ڈاکٹر بشیر کو مجرم قرار دیا اور اس سے بزنس مین کی جلی ہوئی املاک کا ہرجانہ بھرنے کا حکم دیا۔ لیکن فاروق کے قتل کی گتھی ابھی پوری طرح نہیں سلجھی تھی۔ جبرائیل اور وجدان کو اب بھی یقین تھا کہ اس کیس کے پیچھے کوئی بڑا راز چھپا ہوا ہے، اور ان کا سفر ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔

جبرائیل کی زندگی بظاہر پرسکون اور خوشحال دکھائی دے رہی تھی۔ وہ اور سحرش اپنے معمولات میں خوش تھے، لیکن سحرش کے والد کی گمشدگی ان کے سکون میں خلل ڈال رہی تھی۔ جبرائیل کے دل میں یہ بات کھٹک رہی تھی کہ سحرش کے والد کو کیسے تلاش کیا جائے

۔

-----><-----><-----

ایک دن کام کے دوران جبرائیل کو ایک ترکیب سوجھی۔ وہ فوراً اٹھا، دفتر سے نکل کر اپنی بائیک پر گھر پہنچا۔ گھر جا کر اس نے کسی کو فون کیا، اپنی پرانی ڈائری نکالی اور اس میں کچھ لکھا۔ پھر ایک نئی سفید ڈائری نکال کر اس میں بھی کچھ نوٹ کیے۔ یہ سفید ڈائری اس نے حال ہی میں خریدی تھی، اور اب وہ اس میں اکثر کچھ نہ کچھ لکھتا رہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اسے ایک فون کال موصول ہوئی۔ اس نے فون پر گفتگو کے دوران کچھ اور لکھا اور کال ختم کر دی۔

اس کے بعد اس نے تیمور صاحب کو فون کیا اور دو دن کی چھٹی مانگی، جو اسے بغیر کسی سوال کے دے دی گئی۔

رات کے وقت جبرائیل نے اپنے مخصوص کالے لباس میں خود کو تیار کیا اور اپنی مہم پر نکل گیا۔ وہ دبے قدموں ایک گھر میں داخل ہوا، وہاں چھان بین کی اور پھر اگلی جگہ کی طرف بڑھا۔ اس نے ایک فارم ہاؤس، دکان، گودام، میڈیکل اسٹور، اور کئی دیگر جگہوں کی تلاشی لی۔ آخر کار وہ تھکا ہارا اپنے گھر واپس لوٹ آیا۔

NOVEL HUT

اگلے دن اس نے سحرش کے ساتھ وقت گزارا تاکہ وہ کسی شک میں نہ پڑے۔ لیکن رات ہوتے ہی وہ دوبارہ اپنی مہم پر نکل پڑا۔ اس بار وہ ساتویں جگہ پر پہنچا، جو ایک گودام تھا۔ وہاں اس نے ایک خفیہ کمرہ دیکھا۔ جبرائیل دبے قدموں نیچے اترا اور جو منظر اس کے سامنے تھا، اس نے اسے حیران کر دیا۔

وہاں سحرش کے والد تھے، جو رسیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔

وہ انہیں ہسپتال لے کر آیا اور ان کے ٹیسٹ کروائے۔ انہیں باندھ کر رکھا گیا تھا لیکن کوئی تشدد کے آثار نہ تھے اور نہ ہی کوئی اور ثبوت۔ ٹیسٹ رپورٹ سے پتہ چلا کہ ان کے خون میں کچھ نشہ آور چیزیں شامل تھیں، یعنی انہیں نشہ دیا گیا تاکہ ان سے معلومات اگلوا سکیں۔
جبرائیل انہیں ان کے گھر لے آیا۔ سب انہیں دیکھ کر بہت خوش تھے، اور جب وہ سحرش کو لے کر آیا تو وہ رونے لگی۔ سحرش رات وہیں رک گئی جبکہ جبرائیل کو کام تھا، اور وہ چلا گیا۔

-----><-----><-----

اگلے دن جبرائیل نے علی صاحب سے تفصیل سے اس معاملے پر بات کی۔ ان کا کہنا تھا کہ انہیں کسی ہری آنکھوں والے نے اغوا کیا تھا، جس کی آنکھوں کا رنگ زہر جیسا تھا۔ سبز آنکھیں، زہر جیسی... جبرائیل کے جسم میں ایک لہر دوڑ گئی۔ کیا یہ وہی ہے؟ وہ بس سوچ پایا، کچھ کہہ نہ سکا۔ جبرائیل نے ان سے چند اور معلومات حاصل کیں۔ علی صاحب، جبرائیل اور سحرش کو ساتھ خوش دیکھ کر بہت خوش تھے۔

علی صاحب نے جبرائیل سے سوال کیا، "وہ کون تھا جس نے مجھے اغوا کروایا تھا؟"

"میں وہی پتہ کرنے جا رہا ہوں۔" یہ کہہ کر جبرائیل چلا گیا۔

آج بشیر کو سزا ملنی تھی۔ جبرائیل اسے ملنے گیا۔ بشیر اسے دیکھ کر پریشان ہو گیا۔

"تم... تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو؟ میں نے تمہاری جان بچائی، اور تم مجھے یہ صلہ دو گے میری ہمدردی اور محنت کا؟"

اس کی بات پر جبرائیل نے کچھ نہ کہا۔ اس کی آنکھیں ہمیشہ کی طرح ٹھنڈی تھیں اور وہ آگے بڑھ گیا۔

سب عدالت میں موجود تھے اور عدالت فیصلہ سنانے کو تیار تھی۔

"تمام ثبوتوں اور گواہوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، ہم ملزم بشیر کو سزائے موت سناتے ہیں، وہ بھی بجلی کے ذریعے۔"

اللہ ایسی دردناک موت، جس پر روح بھی کانپ جائے۔ بے شک ایسے جرم کرنے والوں کو ایسی ہی سزا ملتی ہے۔

واپسی پر جبرائیل گھر جا رہا تھا۔ راستے میں اسے ایک دکان نظر آئی، وہ اس میں چلا گیا۔ پتہ نہیں کیوں اس کا دل کیا کہ وہ سحرش کے لیے کچھ لے۔

آخر کار، اسے کچھ اچھا لگا، اور وہ گھر چلا گیا۔

سحرش نے آج سیاہ رنگ کا جوڑا پہن رکھا تھا، اور اس کا چہرہ کسی قسم کے میک اپ سے آری تھا۔ جبرائیل اس کے قریب آیا اور پیچھے سے اسے گلے لگا لیا۔ سحرش کے مڑنے پر اس نے اس کی تعریف کی، جس پر سحرش نے شرما کر سر جھکا لیا۔ پھر اس نے اس کے ہاتھوں میں سفید رنگ کا گہنا پہنایا اور اس کے سامنے ایک چیز رکھ دی۔

سحرش نے دیکھا، وہ کاجل تھا۔

"کاجل؟"

جبرائیل نے نرمی سے کاجل اس کے ہاتھ سے لیا اور اس کی آنکھوں میں لگا دیا۔

"اچھی لگ رہی ہو،" یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

ان کی شادی کو ایک مہینہ ہو گیا تھا، اور وہ دونوں بہت خوش تھے۔ ایسا لگ رہا تھا کہ آزمائشیں ختم ہو رہی ہیں، سب ٹھیک ہو رہا ہے، زندگی میں سکون آ رہا ہے۔ لیکن یہ دنیا تو مومنوں کے لیے امتحان ہے۔ آزمائشیں اتنی جلدی کیسے ختم ہو سکتی ہیں؟ یہ تو اس وقت سے لے کر اس وقت تک ہیں جب انسان مٹی تھا اور مٹی ہو گا۔

NOVEL HUT

-----><-----><-----

اگلے دن جبرائیل کو ایک کال موصول ہوئی، جس نے اس کا سکون چھین لیا۔

اسے پتہ چل گیا کہ وہ گودام کس کا تھا... وہ گودام ایان صاحب کا تھا... ایان صاحب؟...

سحرش کا چچا؟ "لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ان کی آنکھیں تو بھوری رنگ کی ہیں"...
جبرائیل نے حیرت اور الجھن کے عالم میں سوچا۔

"یہ کیا چل رہا ہے؟" اس کے ذہن میں سوالات کے بھنور نے اسے سکون سے بیٹھنے نہ دیا۔

"کیا یہ سب محض ایک اتفاق ہے یا پھر کوئی بڑی سازش؟"

ایک تفتیش کار جو دوسروں کی کہانیاں سلجھاتا تھا، آج اسے اپنی ہی کہانی کی تفتیش کرنی پڑ رہی تھی۔

دنیا واقعی گول ہے۔

یہ کہانی سوالیہ نشانوں سے بھری ہوئی ہے، ہر پل ایک نئی گتھی، ایک نیا راز کھولتی ہے۔
اگر اس فون کال نے جبرائیل کا سکون برباد کیا، تو آنے والے لمحے یقینی طور پر اس کی زندگی مزید مشکلات سے دوچار کریں گے۔

کال سے اسے اطلاع ملی کہ رات کو ایک اور قتل ہوا ہے، اور وہاں سے بھی وہی کارڈ ملا جو پہلے ملا تھا۔

تو کیا جسے انہوں نے سولی پر چڑھایا تھا، وہ مجرم نہیں تھا؟ لیکن معصوم بھی نہیں تھا۔ بشیر کے ہسپتال میں اعضاء غیر قانونی طور پر فراہم کیے جاتے تھے، اور اس جرم پر اسے سزا ملنی تھی، لیکن اتنی دردناک موت ؟

جبرائیل نے اس واقعے اور تازہ قتل کے بارے میں کئی مفروضے قائم کیے:

ایان صاحب کو فریم کیا جا رہا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ گودام کسی اور کے استعمال میں ہو۔

عدنان صاحب یہ سب کروا رہے ہیں تاکہ جبرائیل اور دیگر کو دھوکہ دیا جا سکے ۔

علی صاحب کو تشدد سے بچایا گیا تاکہ وہ پولیس کیس نہ کریں یا عدنان صاحب نے واقعی انہیں اغوا کیا ہو تاکہ کوئی خاص معلومات حاصل کی جا سکیں۔ لیکن آخر وہ کون سی معلومات ؟

ہر سوال ایک ہی جگہ پر جا کر ختم ہو جاتا تھا، اور یہ معمہ مزید الجھتا جا رہا تھا۔

جہاں تک بشیر کی بات ہے، اس کی موت کے فوراً بعد یہ قتل ہونا اس بات کا عندیہ دیتا تھا کہ اسے کسی نے انتہائی مہارت کے ساتھ فریم کیا۔

قبرستان کے پاس جو شخص قتل ہوا، اس کی ٹانگ توڑی گئی اور اسے تشدد کا نشانہ بنایا گیا، اور وہاں سے بھی وہی کارڈ ملا۔

یہ ظاہر کرتا تھا کہ قاتل نہ صرف ذہین ہے بلکہ بہت باریک بینی سے اپنا کھیل کھیل رہا ہے۔

وہ ظالم ہے اور ذہین، جو اتنے دردناک طریقے سے انسانوں کو قتل کرتا تھ ا

-----><-----><-----

مقتول کی ٹانگیں مکمل طور پر ٹوٹی ہوئی تھیں۔ اس کی ٹانگوں کی ہڈی ضائع ہو چکی تھی اور اسے بہت چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں توڑ دیا گیا تھا۔ اسے ایک انتہائی اذیت ناک موت دی گئی تھی۔

جبرائیل کے جسم میں ایک سنسنی دوڑ گئی، اس کی حالت کو دیکھ کر۔

سب سے زیادہ خوفناک بات یہ تھی کہ قاتل کے پاس اندر کی تمام خبریں تھیں: کس وقت سزا ہوگی، کس کو سزا ہوگی، اور پھر وہ اپنے اگلے شکار کو بآسانی چن لیتا۔

کسی اندرونی شخص کی غداری کی نشاندہی بھی واضح ہو رہی تھی۔

یہ سب سوچتے ہوئے جبرائیل کی ذہنی حالت بوجھل ہو چکی تھی۔ ہر راز ایک اور بھید کھول رہا تھا، اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ یہ جال بے انتہا پیچیدہ ہو چکا ہے۔ لیکن راز تو تب تک ہی چھپتے ہیں جب تک کوئی انہیں تلاش کرنے نہ لگے۔

بھلا راز بھی کبھی چھپے رہتے ہیں؟

یہ گتھی سلجھنے کے بجائے بہت بری طرح سے الجھ رہی تھی۔ ان سب کا آپس میں بہت گہرا تعلق تھا اور سب ایک ہی جگہ آکر جڑتے تھے۔

کہانی میں عموماً سب ویسا نہیں ہوتا جیسا دکھائی دیتا ہے، اس میں بھی سب ویسا نہ تھا جیسا دکھ رہا تھا۔ سب بہت زیادہ آسان ہے اور بہت پیچیدہ۔ جبرائیل نے اس کیس میں کسی کو بھی اپنے ساتھ شامل نہیں کیا، وہ اور وجدان دونوں اس کیس پر کام کر رہے تھے۔ قاتل پکڑا گیا لیکن پھر وہی نتیجہ نکلا، سزا کے بعد معلوم ہوا کہ وہ قاتل نہیں تھا لیکن اس کا پس منظر مشکوک تھا، وہ اسمگلنگ میں ملوث تھا۔ یہ سب کیا چل رہا تھا؟

پھر ایک اور قتل ہوا، اور پھر وہی نتیجہ۔ اس بار قاتل نے مقتول کو تیزاب کے ذریعے مارا تھا، اور جو شخص پکڑا گیا وہ بھی اصلی قاتل نہیں تھا بلکہ کسی نے اسے پھنسایا تھا۔

مزید دو ایسے ہی واقعات سامنے آئے، لیکن ان کا بھی کوئی سراغ نہ نکلا اور انہیں یونہی بند کر دیا گیا۔ ایک اور کیس سامنے آیا جس کا قاتل پکڑا گیا، لیکن وہ بھی محض فریم کیا گیا تھا۔ جبرائیل کی ذہنی حالت ان قتلوں کی وجہ سے بگڑ رہی تھی۔ وہ کہیں اور ہوتا تھا اور نکلتا کہیں اور تھا۔ اسے چیزیں بھولنے لگی تھیں اور وہ جو ہمیشہ ٹھنڈے مزاج کا آدمی تھا، اب غصے میں آکر بولتے بولتے قابو کھو بیٹھتا تھا۔ جبرائیل ذہنی طور پر شدید پریشان ہو چکا تھا۔

NOVEL HUT

اسی لیے اس نے اپنے چچا اور تیمور صاحب کے اصرار پر اس کیس کو چھوڑنے کا سوچا۔ حالانکہ وہ کبھی ایسا کیس نہ چھوڑتا، لیکن اب اسے اس بات کا احساس تھا کہ وہ اکیلا نہیں رہا، اس کے ساتھ کوئی ہے جو اس کا انتظار کرتی ہے، اس کی راہ تکتی ہے۔

اور اس کے رویے کو نہ صرف دفتر میں بلکہ گھر پر بھی محسوس کیا جا رہا تھا۔

اس قاتل کی عجیب بات یہ تھی کہ اس کا پیٹرن کبھی ایک جیسا نہیں ہوتا تھا۔ وہ ہر شکار کو الگ طریقے سے مارتا تھا اور پھر اپنا کارڈ بھی چھوڑ جاتا تھا۔ جب وہ کسی کو قتل کرتا تھا، تو اس کے بعد کسی اور کو اس کے بدلے میں فریم کر دیتا تھا۔ جب وہ شخص پولیس کی حراست میں آجاتا تھا، تو قتل رک جاتے تھے۔ اور جیسے ہی اس شخص کو سزائے موت ملتی تھی، اسی رات کو ایک نیا شکار اور پھر وہی خون کی ہولی کھیلتا تھا۔

NOVEL HUT

اس نے کسی کو جلا کر مارا، کسی کو تیزاب سے، کسی کو ڈبونے سے، کسی کو تشدد سے، کسی کو بجلی سے، اور کسی کو آہستہ زہر دے کر۔ ایسا کوئی طریقہ نہیں تھا جو اس نے استعمال نہ کیا

ہو۔ جبرائیل کو تو شک ہوا کہ شاید یہ *Ways to Kill a Person 101* پر ایک کتاب لکھنا

چاہتا ہے۔

NOVEL HUT

3 قسط:

بشیر کی موت کے بعد چند مزید اسی قسم کے قتل ہوئے اور کارڈ بھی ملا، لیکن ملزم ہاتھ نہ آیا۔ مگر اب پچھلے دو ہفتوں سے کوئی ایسا واقعہ سامنے نہیں آیا تھا، اور سب ٹھیک جا رہا تھا۔ لیکن جبرائیل کو ایک بات مسلسل پریشان کر رہی تھی: وہ سب لوگ جن کا قتل ہوا تھا، دنیا کے سامنے اچھے تھے، لیکن اندر کہیں برے کام کر رہے تھے۔

جبرائیل نے ان سب قتلوں کی تفتیش کی تھی۔ فاروق کے بعد تیرہ اور قتل ہوئے، جن میں سے پانچ کے مجرم پکڑے گئے، لیکن وہ سب کسی نہ کسی طرح پھنسائے گئے تھے۔ باقی کسی کا بھی مجرم سامنے نہ آسکا۔ اور جو لوگ پھنسائے گئے تھے، وہ بھی اندرونی طور پر برے کاموں میں ملوث تھے۔

NOVEL HUT

اس قاتل کی وجہ سے لوگوں میں خوف کا سماں تھا۔ نیوز چینلز اسے ایک ویجلانٹے قرار دے رہے تھے، اور عام عوام کا کہنا تھا کہ یہ کرپٹ لوگوں کو ختم کر رہا ہے، یہ ہمارا مسیحا

ہے۔ اس لیے وہ خوش تھے۔ لیکن راتوں کی نیند تو ان تمام افسران، سیاستدانوں اور ان لوگوں کی اڑ گئی تھی جو ایسے کاموں میں ملوث تھے۔ ان کے نزدیک یہ ایک سائیکو کیس تھا اور اسے پکڑ کر سزا دی جانی چاہیے۔ اوپر سے اسے پکڑنا بھی ایک بڑا چیلنج تھا۔

"سیاہِ منصف" عوام کے لیے مسیحا تھا۔ جب ظلم حد سے بڑھ جاتا ہے تو بغاوت ہوتی ہے اور ایسے لوگ پیدا ہوتے ہیں جیسے آزادی سے پہلے قائد نے بغاوت کی تھی۔ عوام کے لیے وہ مسیحا تھا، جبکہ حکومت کے لیے وہ باغی۔

جہاں تک ایان صاحب کا تعلق ہے، جبرائیل کو ان کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ اوپر سے دباؤ اور تناؤ کی وجہ سے جبرائیل چیزیں بھولنے لگا تھا۔ وہ کہیں سوتا تھا اور جاگتا کہیں اور تھا۔ سحرش کا کہنا تھا کہ وہ نیند میں چلتا ہے۔

یہ معاملہ اُلجھتا جا رہا تھا۔ دو ہفتوں سے کوئی کیس نہ آنے کے باوجود جبرائیل پریشان تھا، اور اس کی پریشانی کو بھانپ کر سحرش اس کا موڈ بہتر کرنے کی کوشش کرتی رہتی تھی۔

-----><-----><-----

NOVEL HUT

جبرائیل صبح ناشتے کی میز پر بیٹھا تھا جب سحرش نے اس سے وہ سوال کیا، "جبرائیل، کیا تمہیں مجھ سے محبت ہو گئی ہے؟"

جبرائیل کا ہاتھ رک گیا۔ اس نے نفی میں سر ہلایا اور پھر سحرش کو گلے لگایا اور اپنے کام پر چلا گیا۔

سحرش نے ایک لمبی سانس لی۔ یہی جواب وہ ہمیشہ دیتا تھا۔

کیا جبرائیل کو سحرش سے کبھی محبت نہیں ہوگی؟

جبرائیل نے اپنی ذہنی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے بہت کم کیسز لیے تھے، اور اب ایک خودکشی کا کیس تھا جو تیمور صاحب نے جبرائیل کے حوالے کیا تھا۔ جبرائیل نے اسے تفصیل سے پڑھا اور خدا کا شکر تھا کہ اس کیس میں وہ کارڈ شامل نہیں تھا، ورنہ وہ مر کر بھی یہ کیس نہ لیتا۔ وہ اس نامعلوم ویجی لینٹی سے تنگ آچکا تھا جو لوگوں کو اس قدر دردناک طریقے سے مار رہا تھا۔

جبرائیل اس جگہ پہنچا جہاں یہ واقعہ پیش آیا تھا۔ یہ ایک لگژری اپارٹمنٹ تھا جو بہت مہنگا تھا۔ لیکن یہ آدمی تو ایک عام نوکری کرنے والا شخص تھا، جس کی تنخواہ پچاس ہزار تک ہوگی، تو پھر اتنا مہنگا اپارٹمنٹ ؟

مزید تفتیش پر اسے معلوم ہوا کہ یہ اپارٹمنٹ اس کی گرل فرینڈ نے اسے تحفے میں دیا تھا۔ تو یہ کیس صاف لگ رہا تھا... ایک خودکشی؟... ٹھیک ہے۔

جبرائیل نے یہ کیس بند کر دیا اور اب وہ کچھ دنوں کے لیے ہر کام سے آزاد تھا۔ اسے ایک ہفتے کے لیے دفتر کا کوئی کام نہیں کرنا تھا۔

واپسی پر جبرائیل نے سحرش کو اس کے والدین کے گھر چھوڑا جہاں سحرش نے کچھ دن رکنے کا ارادہ کیا تھا۔

وہ ہر ذمہ داری اور ہر قسم کی چیزوں سے آزادی چاہتا تھا۔ اسے کچھ پتہ کرنا تھا۔ وہ کسی چیز پر شک کرتا تھا اور اسے دور کرنا تھا۔

NOVEL HUT

جبرائیل اور علی صاحب بیٹھے چائے پی رہے تھے جب علی صاحب نے وہ موضوع چھیڑ دیا جسے جبرائیل ٹال رہا تھا۔

"جبرائیل، تم نے میرے اغوا کرنے والے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا؟"

جبرائیل نے چائے کا گھونٹ نگلا اور بڑے اطمینان سے جواب دیا:

"ہاں، میں بتانا بھول گیا۔ جس نے آپ کو اغوا کیا تھا، وہ اور کوئی نہیں..." جبرائیل نے ایک وقفہ لیا اور پھر بولا، "انسان تھا۔"

علی صاحب کا کندھا جھک گیا، وہ جانتے تھے کہ جبرائیل جھوٹ بول رہا تھا، کام کچھ اور تھا لیکن انہوں نے کچھ نہیں کہا۔ انہیں پتہ تھا جو بھی معاملہ ہوگا، سامنا آجائے گا اور وہ چاہتے تھے کہ وہ تھوڑا ذہنی دباؤ سے آزاد ہو جائیں۔ "تم کچھ چھپا رہے ہو جبرائیل۔ مجھے شک ہے۔"

"کچھ باتیں نہ جاننا بہتر ہوتا ہے، ورنہ وہ صرف دل دکھاتی ہیں۔"

"میں جاننا چاہتا ہوں،" جبرائیل نے ایک لمبی سانس لی اور مناسب الفاظ ڈھونڈتے ہوئے کہا:

"دیکھیں، میرے سامنے ابھی ایک نام آیا ہے... ہو سکتا ہے کہ انہیں پھنسایا گیا ہو... میں مکمل تفتیش کے بعد ہی۔"

جبرائیل کے الفاظ اس کے منہ میں ہی رہ گئے جب علی صاحب نے پوچھا، "نام؟"

"ایان"...

"میرا بھائی؟" جبرائیل نے ہاں میں سر ہلا دیا۔

اس کے بعد کچھ دیر تک کمرے میں خاموشی چھائی رہی۔ جبرائیل شرمندہ لگ رہا تھا، جیسے اغوا اس نے ہی کروایا ہو یا وہ ایان کا ساتھی ہو۔

یہ خاموشی علی صاحب نے توڑی۔

"کہاں جا رہے ہو؟ کب تک واپس آؤ گے؟"

اس سوال پر جبرائیل نے بتایا کہ اس کے چچا کی کال آئی تھی اور وہ جبرائیل کو ایک کاروباری ملاقات اور چند بزنس پارٹیز میں شرکت کرنے کو کہہ رہے تھے، ورنہ ان کے لیے خود پاکستان آنا پڑے گا۔

جیسے ہی اس کا کام ختم ہوگا، وہ سحرش کو اپنے ساتھ لے جائے گا۔

رات گہری ہوتی جا رہی تھی اور اسی تاریخی رات میں جبرائیل کا سب سے بڑا دشمن، "سیاہِ منصف"، اس کے خلاف ایک نئی چال سوچ رہا تھا۔

-----><-----><-----

سحرش نے اپنا پورا دن اپنے والدین کے ساتھ گزارا۔ اب جب کہ جبرائیل نہیں تھا، اس کے پاس کھلا وقت تھا اپنے والدین کے لیے، جنہیں اس نے بہت یاد کیا تھا۔

رات کو جبرائیل سے اس کی بہت کم بات ہوئی، بس حال چال ہی دریافت ہوا۔ جبرائیل کا انداز بھی عجیب تھا... کچھ زیادہ ہی عجیب۔

اگلے دن، وہ اپنی دوست صوبیہ کے ساتھ شاپنگ پر گئی۔ واپسی پر دونوں نے پارلر سے ہر طرح کا مینی کیور اور پیڈی کیور کروا لیا۔

بیچارہ جبرائیل، آج اسے پتہ چلے گا کہ بیویاں کتنا پیسہ خرچ کر سکتی ہیں۔

سحرش کی اگلے دن اپنے چچا، ایان سے تفصیلی بات ہوئی، اور انہوں نے اپنی اس شادی سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ وہ بالکل خوش نہیں تھے اور اس کی وجہ بھی بتانے سے قاصر تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ جبرائیل ایک عیاش انسان ہے اور سحرش اتنی سادہ۔ "تم دونوں کا کوئی جوڑ نہیں بنتا۔" لیکن سحرش نے دو ماہ جبرائیل کے ساتھ گزارے تھے اور اس کے کردار میں ایسی کوئی بات نہیں دیکھی تھی۔ یہ بات اسے ناگوار گزری، لیکن اس نے کچھ کہا نہیں۔

اسی دن شام کو اسے کسی سے ملاقات کرنی تھی، اور اس شخص نے اسے ایک ہوٹل میں بلایا تھا۔ وہ ہوٹل کے باہر اس کا انتظار کر رہی تھی کہ اچانک اس کی نظر جبرائیل پر پڑی، جو کسی لڑکی کے ساتھ تھا۔ اس لڑکی نے بے تکلفی سے جبرائیل کا ہاتھ پکڑ لیا، اور جبرائیل نے

NOVEL HUT

کوئی مزاحمت نہ کی۔ جبرائیل کے چہرے پر مسکراہٹ تھی، اور اس کے گال پر وہ ڈِمپل نمایاں تھا جو سحرش کو ہمیشہ خوبصورت لگتا تھا۔

یہ منظر سحرش سے دیکھا نہ گیا اور وہ وہاں سے فوراً چلی گئی۔ اس نے جبرائیل کو کال کی۔

جبرائیل نے کال اٹھائی، اور سلام کے بعد سحرش نے سوال کیا، "جبرائیل، آپ کہاں ہیں؟"

جبرائیل نے کچھ لمحے توقف کیا اور پھر کہا، "میں کام میں مصروف ہوں، بعد میں بات کرتا ہوں۔"

یہ سن کر سحرش کا دل ٹوٹ گیا۔ وہ سیدھی گھر گئی اور خود کو سب کے سامنے بالکل نارمل ظاہر کیا۔ لیکن اندر جو طوفان برپا تھا، اس کا حال صرف وہ اور اس کا رب جانتے تھے۔

رات کو جبرائیل کی کال آئی، تو سحرش نے اٹھالی۔ جبرائیل نے بات کرنے کی کوشش کی، لیکن وہ ہاں ناں میں جواب دیتی رہی، اور اس کا لہجہ بہت بوجھل تھا۔ جبرائیل نے اس سے حال پوچھا، تو وہ پھوٹ پڑی اور سسکیوں کے ساتھ رونے لگی۔

"چچا ٹھیک کہتے ہیں... آپ... آپ اچھے نہیں ہیں... ہاں... آپ عیاش ہیں... میں نے خود آپ کو... اس کے ساتھ دیکھا تھا... وہ... وہ چڑیل... میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔"

یہ سن کر جبرائیل کا رنگ فق ہو گیا۔ کیا واقعی سحرش نے سب کچھ دیکھ لیا تھا؟ یہی وجہ تھی کہ اس نے اسے دور بھیجا تھا؟

"آپ اس لیے مجھ سے محبت نہیں کرتے تھے، نا؟ کیونکہ آپ کو اس ڈائن سے محبت تھی؟"

جبرائیل نے اسے سمجھانے کی کوشش کی، "دیکھو، دوسروں کو ایسے نہیں کہتے۔"

"ہاں، آپ تو اس کے ہی ساتھ ہے نہ؟"

"ایسا نہیں ہے... میری بات سنو"...

"نہیں، آپ سنیں۔ آپ کو مجھ سے محبت ہے یا نہیں؟ آپ کو سچ بولنا ہوگا، آپ کو میری قسم!"

"سحرش، بات یہ ہے کہ"...

"ہاں یا ناں؟"

"نہیں، لیکن..." اس سے پہلے کہ جبرائیل کچھ اور کہتا، سحرش نے کال کاٹ دی۔

اسی وقت، وہ لڑکی جبرائیل کے قریب آئی اور اس کے پاس آکر رک گئی۔ جبرائیل نے موبائل اپنی جیب میں رکھا، مسکرایا اور اس کے لیے دروازہ کھولا۔

"چلیں؟"

"چلو۔" اس سیاہ میکسی پہنے لڑکی نے ادا سے کہا اور جبرائیل کے بازو پر ہاتھ رکھ دیا۔

-----><-----><-----

سحرش نے انتظار کیا لیکن جبرائیل کی کوئی کال موصول نہ ہوئی۔ وہ شدید مایوسی کا شکار ہو گئی اور ساری رات روتے ہوئے گزار دی۔ اگلے دن اس نے اپنے والد کو سب کچھ بتا دی ا

علی صاحب کو شدید غصہ آیا، لیکن اپنے اشتعال کو قابو میں رکھنے کے لیے انہوں نے ایک پورا گلاس پانی پیا۔ پھر انہوں نے سحرش سے مخاطب ہو کر کہا:

"سحرش بیٹا، آپ اپنی والدہ سے اس بارے میں کچھ نہیں کہیں گی، نہ کسی اور سے۔ یہ معاملہ میں خود دیکھوں گا، اور اب آپ اس کی کال بھی ریسیو نہیں کریں گی۔"

یہ کہتے ہوئے علی صاحب نے اپنی نشست چھوڑ دی اور کھڑکی کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔ یہ ان کا واضح اشارہ تھا کہ وہ تنہا رہنا چاہتے ہیں۔

سحرش وہاں سے چلی گئی۔ علی صاحب کے چہرے پر ایک چھوٹی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ انہوں نے آہستگی سے کہا، "احمق۔" پھر وہ کھڑکی سے باہر دیکھتے رہے، جیسے کسی گہرے خیال میں گم ہوں۔

اگلے دن سحرش نے خود کو سنبھال لیا۔ وہ کمرے میں بیٹھی تھی اور بار بار جبرائیل کی کال آ رہی تھی، جسے شروع میں اس نے نظر انداز کیا، لیکن پھر تنگ آکر اس نے اس کی کالز کاٹنا شروع کر دیں۔

جبرائیل اس پر بہت حیران تھا۔ "سحرش نے میری کالز کاٹ دی؟ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔" وہ پریشان ہونے کے ساتھ زیادہ حیران تھا۔

"سحرش ایسا کیوں کرے گی؟" یہ سوال بار بار اس کے ذہن میں گردش کرتا رہا، اور پھر اچانک جیسے جھماکے کے ساتھ جواب اس کے دماغ میں آگیا: "ظاہر ہے، یہی وجہ ہو سکتی ہے۔"

اس نے پھر علی صاحب سے بات کرنے کا سوچا۔ "السلام علیکم، سحرش میری کالز کیوں نہیں ریسیو کر رہی ہیں؟" وہ سیدھے موضوع پر آیا۔ "مجھے کیا پتا۔" انھوں نے لاعلمی سے کندھا اچکایا۔ "آپ ہی جانتے ہیں۔" اسے غصہ آیا، وہ برف سا انسان اب پگھل رہا تھا۔

"اچھا، اسُ نے تمہیں ایک لڑکی کے ساتھ دیکھا تھا، وہ بھی ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے۔ میری بیٹی کی غلط فہمی دور کرو اور لے جاؤ اسُے ورنہ وہ کہیں نہیں جائے گی اور میں زبردستی نہیں کروں گا۔" وہ یہ نہ کہ سکا میں اسُے سمجھانے کی کوشش کر چکا ہوں۔" جبرئیل نے وقفہ لیا اور بس یہ کہہ سکا "آپ میرے کردار پر..." اس سے پہلے کہ اس کی بات ختم ہوتی، علی صاحب بول پڑے، "نہیں، میں آنکھیں بند کر کے تم پر یقین کرتا ہوں، لیکن تم نے میری بیٹی کا بھروسہ توڑا ہے، اسُے جیت لو اور اسُے لے جاؤ۔" یہ کہہ کر انھوں نے کال کاٹ دی۔

جبرئیل دوسری طرف موبائل کو دیکھتا رہا۔ وہ گاڑی سے اترُا اور پھر بیل بجائی۔ وہی لڑکی جس کے بال کندھوں تک کٹے تھے، ایک بلیک ساڑھی میں باہر آئی اور اس کا بازو پکڑ لیا، "جبرئیل سویٹ ہارٹ، مجھے تمہارا ہی انتظار تھا۔" جبرئیل کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی، "سوری بیبی، مجھے دیر ہو گئی۔"

اور ہلال یہ سب کچھ غور سے ملاحظہ فرما رہا تھا۔

کچھ دن مزید گزر گئے لیکن سحرش کو جبرئیل کی طرف سے کوئی کال نہ آئی۔ وہ بہت اداس ہو گئی تھی اور علی صاحب اب واقعی پریشان ہو گئے تھے۔ جبرئیل ایسا نہیں تھا۔ سحرش نے اپنا غم اپنے والدین سے چھپانے کے لیے ہسپتال میں ڈبل شفٹس بھی کرنا شروع کر دیں۔ وہ رات کو واپس آئی تو اس کے والد نے اسے اپنی اسٹڈی میں بلایا، وہ خاموشی سے اسٹڈی میں چلی آئی۔ انہوں نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ ان کے سامنے والی نشست پر بیٹھ گئی۔

"سحرش، کیا آپ کی جبرئیل سے بات ہوئی؟" سحرش نے نفی میں سر ہلا دیا، وہ بس اپنے ہاتھ میں پکڑی چائے کی پیالی کو گھور رہی تھی۔ اب علی صاحب الفاظ تلاش کر رہے تھے کہ اسے آگے بات کرنے کے لیے کچھ کہا جائے، لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتے، اس نے ان کی مشکل آسان کر دی اور خود ہی بولنا شروع کر دیا۔ "ابو، آپ پریشان نہ ہوں، میں اتنی کمزور نہیں، میں..." اس سے پہلے کہ وہ آگے کچھ بولتی، اس کا اگلا لفظ اس کے حلق میں دب گیا۔

اس کی آنکھیں ٹی وی پر چلتے منظر کو دیکھ کر پھیل گئیں۔ ٹی وی پر ایک لڑکی کو کسی ہوٹل سے ہتھکڑیاں لگائے باہر نکلتے ہوئے دکھایا جا رہا تھا۔ اس کے بال کندھوں تک تھے اور وہ حسین تھی، اس نے میکسی پہن رکھی تھی جو اس کی آنکھوں کی طرح سیاہ تھی اور اس کی آنکھیں غصے سے لال ہو رہی تھیں، وہ چیخ رہی تھی، کچھ کہہ رہی تھی۔ سحرش نے جلدی سے ریموٹ لے کر ٹی وی کی آواز بڑھائی۔ نیوز رپورٹر حلق پھاڑ پھاڑ کر چلا رہی تھی: "تو آپ دیکھ سکتے ہیں، مشہور اور جانے مانے بزنس مین علی اورنگزیب کی اکلوتی بیٹی اپنے بوائے فرینڈ کے قتل میں گرفتار۔ آگے جانے کے لیے آپ دیکھتے رہیں۔"

سحرش حیران تھی، اس کے والد اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے، انہیں سمجھ نہیں آیا کہ اس میں ایسی کیا بات تھی جس سے وہ حیران ہو رہی تھی۔

"یہ وہی لڑکی ہے... جبرئیل کے ساتھ میں نے اسے دیکھا تھا" وہ مارے مارے انداز میں یہ بات کہہ رہی تھی۔ "کیا جبرئیل کو اس نے مار دیا؟" وہ ٹی وی کو ہی دیکھ رہی تھی اور پھر

واپس وہی پروگرام آیا اور جبرئیل قدم قدم چلتا ہوا اسی بلڈنگ سے نکلا۔ وہ ٹھیک تھا، صحیح سلامت تھا، یہ دیکھ کر اس کی سانس میں سانس آئی۔ وہ تو اس کی بے وفائی بھی بھول گئی تھی، بس یاد تھا تو یہ تھا کہ وہ اس کا شوہر اور پہلی محبت تھا۔ بس... کچھ اس سے زیادہ ہو سکتا تھا لیکن کم نہیں۔

رپورٹر اس کی طرف لپکا، اس کے آگے مائیک کر رہا تھا اور وہ سب کو سائیڈ پر کرتا، راستہ بناتا جا رہا تھا۔ اس سے سوال کیے جا رہے تھے، وہ کچھ نہ کہہ سکی، بس اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کے والد کسی کو کال کر رہے تھے، وہ یقیناً وہی تھا اور وہ خاموشی سے اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اس نے کچھ نہیں کہا، اس کے دل میں ہزاروں سوالات تھے اور اس کا دل ٹرین کی رفتار سے دھڑک رہا تھا۔

اور اب ان سب سوالات کا جواب صرف جبرئیل دے سکتا تھا۔

-----><-----><-----

NOVEL HUT

حصہ: دوم

طوفان اور خاموش ی

خاموشی کبھی کبھی طوفان سے زیادہ شور مچا دیتی ہے۔ کچھ کہانیاں ایسی ہوتی ہیں جو چلتے طوفان کی طرح سب کچھ تہس نہس کر دیتی ہیں، مگر ان کا اصل راز ان لمحوں میں چھپا ہوتا ہے جب ہر طرف خاموشی چھا جاتی ہے۔

جس خاموشی میں سوال چھپے ہوں، وہ اکثر طوفان کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ وہ خاموشی جو چیخنا چاہتی ہو مگر الفاظ نہ پائے، وہ کہانی کا وہ حصہ ہے جہاں کرداروں کی روحیں بولتی ہیں اور حقیقتیں آشکار ہوتی ہیں۔

یہ کہانی بھی خاموشی اور طوفان کے درمیان جھول رہی ہے۔ ایک طرف طوفانی سازشیں ہیں، سازشیں جنہوں نے ہر ایک کو اپنے شکنجے میں جکڑ رکھا ہے۔ اور دوسری طرف خاموش لمحے، جن میں سوال ہیں، خوف ہے، اور وہ راز جو کبھی نہ کبھی بے نقاب ہوں گے۔

کیا اس کہانی کا طوفان خاموشی سے جنم لے گا؟ یا خاموشی خود ایک نیا طوفان پیدا کرے گی؟

جب خاموشی پھیل جاتی ہے تو طوفان آتا ہے، اور جب طوفان آتا ہے تو اس کے بعد بھی خاموشی ہوتی ہے۔ طوفان گزر گیا تھا، اب بس خاموشی تھی۔ لیکن یہ خاموشی بھی کسی طوفان سے کم نہ تھی۔

اس معاملے کو سمجھنے کے لیے ہمیں کچھ دن پیچھے جانا ہوگا، اُس دن جب جبرئیل نے اپنا آخری کیس بند کیا تھا اور چھٹیوں پر چلا گیا تھا... دنیا کے سامنے۔

جبرئیل نے اسے خودکشی قرار دے کر افسران کے سامنے کیس بند کر دیا تھا۔ لیکن جب جبرئیل نے کیس کو دوبارہ تفصیل سے دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ یہ ویسے تو ایک خودکشی ظاہر کرنے کی کوشش تھی، لیکن در حقیقت یہ ایک قتل تھا، "ایک مرڈر"۔

ایسے کئی کیسز ہوتے ہیں جنہیں دنیا کے سامنے بند کر دیا جاتا ہے، لیکن اندرونی طور پر وہ جاری رہتے ہیں۔یہ بھی ان ہی میں سے ایک تھا۔ ایسے کیسز کو خفیہ اس لیے رکھا جاتا ہے تاکہ مجرم کو لگے کہ وہ محفوظ ہے، اور وہ پرسکون ہو جائے، پھر اسی سکون کا فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔

جب جبرئیل نے اس کیس کا مطالعہ کیا تو یہ سامنے آیا کہ جو زہر استعمال ہوا تھا، وہ انسان کو مارنے میں صرف ایک یا دو منٹ لیتا ہے۔ اور بھلا کوئی خودکشی کرے تو اتنے دردناک طریقے سے کیوں کرے گا؟

جبرئیل نے اس کیس میں تین لوگوں کو مشکوک سمجھا:

پہلا، اس کی گرل فرینڈ زہرہ،

دوسرا، اس کی گرل فرینڈ کا باڈی گارڈ،

اور تیسرا، زہرہ کا مشکوک۔

سب سے پہلے ہم زہرہ کے باڈی گارڈ محمد عالم کی بات کرتے ہیں، جس کی حال ہی میں احمد کے ساتھ لڑائی ہوئی تھی، اور یہ جھگڑا کافی دیر تک جاری رہا۔

پھر سہیل کی بات کی جائے تو وہ تو احمد کا رقیب تھا، اور یہ ایک عام بات ہے کہ رقیب اور معشوق کی صدیوں سے دشمنی چلی آ رہی ہوتی ہے۔

لیکن زہرہ؟ وہ تو اس کی گرل فرینڈ تھی، تو اسی کو سب سے پہلے کیوں تفتیش میں شامل کیا گیا؟ اس کی بھی ایک خاص وجہ تھی۔

زہرہ موت پہلے دن آئی اور رو بھی رہی تھی... مگرمچھ کے آنسو، یو نو۔ اس نے احمد کی تصویر بھی اپنے سوشل میڈیا پر پوسٹ کی، جس میں وہ اس کے لیے دعا کر رہی تھی اور لوگوں سے بھی دعا کرنے کا کہہ رہی تھی۔ یہاں تک تو سب کچھ نارمل لگ رہا تھا، لیکن جب اس نے احمد کے نام پر لوگوں کو چیزیں بانٹنا شروع کیں، جیسے اولڈ ہومز میں جا کر چیزیں دینا، یتیم خانے میں بچوں کو تحائف دینا، اور پھر اپنے سوشل میڈیا پر لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کرنا، تو معاملہ مشکوک لگنے لگا۔

مشکوک ہونے کی وجہ یہ بھی تھی کہ اس نے پارٹیز میں جانا ترک نہیں کیا تھا۔ جس دن احمد کی موت ہوئی، اسی رات وہ ایک کلب میں موجود تھی۔ سوشل میڈیا پر دو آنسو بہانے سے

ہمدردی اور شہرت تو مل سکتی ہے، مگر عزت نہیں۔ جبریل کو معلوم تھا کہ لوگ شہرت کے لیے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔

یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی کہ وہ اپنے بوائے فرینڈ کی موت کے بعد اس کے نام پر شہرت حاصل کرے، لیکن بڑی بات یہ تھی کہ اس نے اس کی موت کا سوگ نہیں منایا اور نہ ہی اس کو پروسیس کرنے کا وقت لیا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اس کے لیے پہلے سے تیار تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جبرئیل کا پہلا شک زہرہ پر گیا۔

اس نے اپنے ساتھ ولیم کو شامل کیا، اور ولیم نے اسے زہرہ کے بارے میں تمام معلومات فراہم کر دیں کہ وہ ایک بزنس پارٹی میں شریک ہوگی۔ جبرئیل کی خوش قسمتی کہ اس پارٹی کا دعوت نامہ اس کے چچا کے پاس بھی تھا۔ جبرئیل نے اپنے چچا کے نام سے اس پارٹی میں شرکت کا فیصلہ کیا تاکہ وہ زہرہ پر گہری نظر رکھ سکے۔

زہرہ کا والد ایک کمال کا بزنس مین تھا، اس لیے ایسی پارٹیوں میں اس کا آنا کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی۔

NOVEL HUT

جب جبرئیل وہاں پہنچا، تو اس کی کوشش تھی کہ وہ پس منظر میں رہے تاکہ زہرہ کی نظروں میں نہ آئے۔ لیکن قسمت ایسی تھی کہ زہرہ نے خود ہی آگے بڑھ کر اسے اپروچ کر لیا۔

یہ دیکھ کر جبرئیل نے فوراً اپنے منصوبے کو بدلنے کا فیصلہ کیا۔

"اپنے بوائے فرینڈ کی موت کے اگلی رات ہی کسی مرد کو اپروچ کرنا؟... ویری سسپیشس، مس زہرہ۔" جبرئیل یہ صرف سوچ سکا۔

اس نے اس کی آنکھوں میں پسندیدگی دیکھ لی تھی اور اسی کا فائدہ اٹھانے کا سوچا تھا۔ اس نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھا لیا لیکن اسی وقت نمبر کا تبادلہ احمقانہ لگا۔ اس کے لیے اس کے پاس اور منصوبے تھے۔ اس نے ولیم کو کہا کہ وہ اس کی آگے کی روٹین کا پتہ کرے۔

-----><-----><-----

ولیم اور وہ دونوں ایک لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ ولیم نیچے زمین پر اور وہ اوپر صوفے پر بیٹھا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ سب پر تھا، جبکہ دوسرا اس نے صوفے کی پشت پر پھیلایا ہوا تھا۔ اس نے سفید شرٹ اور سرمئی پینٹ پہن رکھی تھی، جس کی کالی بیلٹ شرٹ کے اوپر کندھوں

تک جاتی تھی اور کمر کے بیچ میں آکر مل جاتی تھی۔ اس نے اپنے دونوں پیر قینچی کی صورت سامنے ٹیبل پر رکھے تھے۔

"کیا ہو گیا ولیم؟ تم اتنے بیکار کب سے ہو گئے کہ ایک لڑکی کی لوکیشن بھی نہیں پتہ کر سکتے؟"

ولیم نے اس پر نظر بھی نہ ڈالی اور اسی اطمینان سے کہا:

"میں بیکار ہوں نا؟ رک جا، بھابھی کو تمہارے بارے میں بتا دیا تو دیکھنا، انہیں پتہ ہے کہ تم لڑکیوں کے ساتھ کام کے نام پر گل چھڑے اڑا رہے ہو۔"

جبرئیل سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"میری بات کان کھول کر سن لو۔ اگر تم نے یہ بات سحرش سے کہی یا اسے اس کی بھنک بھی لگی، تو یاد رکھنا، میں بھول جاؤں گا کہ تم میرا دوست ہو!"

اس سے پہلے وہ کچھ اور بولتا، ولیم خود ہی بول پڑا:

"مل گئی لوکیشن... وہ ایک کلب میں ہے۔" ولیم اٹھا اور فوراً کلب کے لیے نکل گیا۔

ولیم نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔ "توبہ! کیسی کیسی جگہوں پر جانا پڑتا ہے، اچھا ہے میں جبرئیل کی طرح آدھا وقت قانون مرید اور پورا وقت زن مرید نہیں ہوں۔"

وہاں جبرئیل کی ملاقات زہرہ سے ہوئی۔ اسے ایک اتفاق دیکھنا تھا، اس لیے وہ تھوڑی دور جا کر دوسری طرف منہ کر کے خراب ہو گیا اور کچھ دیر بعد آکر زہرہ سے بات کی جب زہرہ نے اسے نوٹس نہیں کیا۔

"اللہ! کیا کیا کرنا پڑ رہا ہے، سحرش میری جان نہ میری جان نکال دینی ہے۔"

زہرہ اسے دیکھ کر حیران اور اس سے زیادہ خوش تھی۔

"آپ؟...مجھے نہیں پتہ تھا کہ آپ یہاں ملیں گے۔"

"یہ تو میں ہی نہیں جانتا تھا۔" اس نے سانس خارج کرتے ہوئے منہ میں بڑبڑانے کے انداز میں کہا۔ "جی؟"

"میرا مطلب، میں بھی نہیں جانتا تھا۔"

ان دونوں نے ایسی ہی باتیں کیں اور جبرئیل نے اس کا نمبر لے لیا۔ اب اسے کس نام سے محفوظ کروں؟ اس نے سوچا اور فوراً ایک پرفیکٹ نام سوجھا:

"پھانسی کا پھندا"

یہ اس کے لیے واقعی پھندا ہی تھا۔ اگر اس کی بیوی کو پتہ چلتا تو مسئلہ بن جاتا۔

اگلے دن اس نے وہی موبائل کور لیا جو اس کے پاس تھا۔ موبائل ماڈل تو دونوں کے پاس آئی فون کا لیٹسٹ ماڈل تھا۔ جبرئیل آئی فون کا عاشق نہ تھا۔ وہ اینڈرائیڈ استعمال کرتا تھا لیکن اس نے ایسے کاموں کے لیے آئی فون رکھا ہوا تھا۔ اس نے وہی کور اور وہی وال پیپر لگایا جو زہرہ کے فون پر لگا تھا۔ اگلے دن ہی زہرہ کی کال آگئی۔ اس نے اسے ایک ریسٹورنٹ میں ملنے کے لیے بلا لیا لیکن اس کی قسمت، وہی ریسٹورنٹ تھا جہاں اس کی بیوی اپنی دوست سے ملنے آرہی تھی اور اس کی بیوی نے اسے دیکھ لیا تھا۔.

وہ ریسٹورنٹ میں تھوڑی دیر سے آیا۔ ابھی زہرہ کو بھی بس پانچ منٹ ہوئے تھے ریسٹورنٹ میں آئے اور دونوں نے کھانا آرڈر کیا۔ وہ بس اچھے موقع کی تلاش میں تھا۔ باہر ولیم وین میں

بیٹھا ہوا تھا اور اس آلے کی مدد سے ہدایات دے رہا تھا جو جبرئیل کے کان میں موجود تھا۔ جبرئیل کو اچانک ولیم کی آواز آنا بند ہو گئی اور وہ کچھ بڑبڑا رہا تھا۔ اس نے جھنجھلاہٹ کے عالم میں وہ آلہ اتار دیا اور زہرہ سے باتوں میں مصروف ہو گیا۔ وہ زبردستی مسکرایا، جس سے اس کے ڈمپل نمودار ہو رہے تھے لیکن اس کی مسکراہٹ کھوکھلی تھی... اس کی آنکھیں خالی تھیں۔

زہرہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور جبرئیل اس پر حیران ہو گیا کہ اسے رد عمل دینے کا وقت نہ ملا۔ اس نے دو پل کچھ نہ کہا اور پھر اپنا ہاتھ چھڑوا لیا۔ اس کی مسکراہٹ بھی غائب ہو گئی تھی۔ اس نے زہرہ کو اپنا فون ان لاک کرتے دیکھا۔

اس نے جان بوجھ کر ایسی جگہ منتخب کی تھی کہ زہرہ کے پیچھے شیشے کی دیوار ہو اور وہ اس کا استعمال کر کے فون ان لاک کرتے ہوئے پاسورڈ دیکھ لے۔ اس ملاقات میں جبرئیل موبائل بھی اٹھا لیتا لیکن اسے سحرش کی کال آگئی اور وہ ایسا نہ کر سکا۔ ایک لمحے کے لیے اس کا دماغ کام کرنا بھول گیا تھا۔ اسے یاد آیا کہ ولیم نے اسے کیا کہا تھا۔ اسے لگا یہ ولیم کا کام ہے۔ ولیم، وہ اور زہرہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا اس کے بارے میں۔

وہ گھر آیا تو ولیم آگے تھا اور وہ اس کا پیچھا ایک لیمپ کے ساتھ کر رہا تھا۔ وہ آج واقعی اس لیمپ کو اس کے سر پر مارنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"بھائی، میری بات تو سن لے، مجھے سمجھانے کا موقع تو دے۔ میں قسم سے بھابھی سے کچھ نہیں کہا... یہ ایک... آہہہ!"

جبرائیل نے اسے ایک پل کے لیے نظر انداز کیا اور اس کی طرف ایک اسٹیل کی پلیٹ سے حملہ آور ہوا، جس سے وہ اپنی خوش قسمتی سے بچ گیا۔ لیکن ابھی بھی جبرائیل اس کا پیچھا کر رہا تھا اور اسے نئی نئی القابات سے نوازتا ہوا بھاگ رہا تھا:

"کمینہ، جس تھالی میں کھایا، اسی میں چھید کیا... میرا ہنستا بستا گھر تجھ سے برداشت نہ ہوا نا؟"

آخر کار جب وہ دونوں شانت ہوئے تو جبرائیل نے اگلے مرحلے کا منصوبہ بنایا۔ کچھ دن بعد اس نے اسے اپنے ساتھ ایک پارٹی میں مدعو کیا، لیکن وہاں بھی اسے موقع نہ ملا کہ وہ اس کے فون پر ہاتھ صاف کر سکے۔ پھر ایک اور پارٹی کا موقع آیا، اور وہاں اس کے ہاتھ موقع لگ گیا۔

اس نے اپنا فون میز پر رکھ دیا تھا۔ جبرائیل نے باتوں باتوں میں اپنا فون اس کے فون کے پاس رکھ دیا اور پھر اپنا فون اٹھا کر کال کے بہانے سے ریستوران سے باہر چلا گیا۔ باہر ولیم اس کے وین میں انتظار کر رہا تھا۔ اس نے ولیم کو وہ فون دیا۔ ولیم نے جلدی سے سارا ڈیٹا کاپی کر لیا اور واپس چلا گیا۔

"معذرت، میں غلطی سے آپ کا فون لے گیا۔" اس نے معذرت کرتے ہوئے اندر آکر گردن پر ہاتھ پھیرا۔

زہرہ ہلکا سا ہنسی: "آپ بھی، میری میچنگ میں وہی کور اور بیک گراؤنڈ پکچر لگائیں گے، تو ایسا ہی ہوگا۔"

جبرائیل نے زبردستی مسکرا دیا۔ وہ اس ڈرامے سے تنگ آچکا تھا اور یہاں سے نکلنا چاہتا تھا۔

NOVEL HUT

وہ گھر آیا اور پھر ثبوت کے لیے اس کا سارا ڈیٹا کھنگال ڈالا۔ اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ تھی جب اسے وہ ثبوت مل گیا۔ لیکن کہانی نے نیا موڑ لے لیا۔ وہ اتنا معصوم نہ تھا جتنا دکھائی دیتا تھا۔

احمد مافیا ٹیم کا رکن تھا اور بہت برے برے کاموں میں ملوث تھا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی گرلفرینڈ زہرہ کو بھی بلیک میل کر رہا تھا۔ زہرہ اس کے پاس داداتک اور بلیک میل ہو ہو کر تھک چکی تھی اور اسی لیے اس نے اسے قتل کرنے کا سوچا۔

وہ اس کا گھر گئی اور اسُ نے اسُ کی چائے کے کپ میں زہر ملا دیا اور وہاں سے چلی گئی۔ وہ رات کو چائے پینے کا شوقین تھا اور جب اسُ نے اسُی کپ میں چائے ڈال کر پی تو وہ زہر کی وجہ سے دردناک طریقے سے تڑپ تڑپ کر مر رہا تھا، یہاں تک کہ اسُ کے منہ سے جھاگ نکلنا لگ گیا تھا۔

NOVEL HUT

لیکن جبرائیل کو یہ بات ختم ہو چکی تھی کہ یہ زہر اُس نے کہاں سے لیا تھا، یہ ایک کافی مہلک زہر تھا لیکن جہاں ایلیٹ کلاس کے بچوں کو بھی ڈرگس میسر ہیں، وہاں ایسی چیزیں، ڈارک ویب سے منگوانا بڑی بات نہیں۔ اور اسی طرح وہ گھیر کر پکڑی گئی۔

"کیس بند!"

_____><_____><_____

رات گہری ہو رہی تھی، سڑک پر جبرئیل کی گاڑی تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ گاڑی علی صاحب کے بنگلے کے سامنے جا رکی۔ اُس نے اوپر کھڑکی کی طرف دیکھا کہ شاید اسے اُس کی ایک جھلک ہی دیکھنے کو مل جائے لیکن ایسی قسمت کہاں! وہ خاموشی سے اپنا کوٹ درست کرتا اندر چلا گیا۔

صبیحہ بیگم اسے دیکھ کر کھڑی ہو گئیں اور محبت سے اسے گلے لگایا، جبکہ علی صاحب کا چہرہ سخت ہی رہا۔ انہوں نے صبیحہ بیگم کا لحاظ کرتے ہوئے اپنی نشست چھوڑی اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا لیکن چہرے پر پھر بھی کوئی مسکراہٹ نمودار نہ ہوئی۔ صبیحہ بیگم چائے بنانے چلی گئ

یں اور جبرئیل خاموشی سے علی صاحب کے دائیں جانب بیٹھ گیا۔ اسے پتہ نہیں کیوں اپنا آپ مجرم لگ رہا تھا حالانکہ اس نے کچھ کیا بھی نہ تھا۔ اُس نے ابھرتی
گھبراہٹ اندر اتاری اور علی صاحب کی طرف دیکھا، تو وہ پہلے ہی خفگی بھری نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔ اُس نے فوراً نظریں پھیر لیں۔

"اللہ میاں ! یہ انکل علی ڈریکولا علی کب سے بن گئے؟ میں نے کیا کیا ہے، کوئی مجھے بتائے؟ پہلے تو یہ ایسے نہ تھے، اب انہیں کیا ہو گیا؟ میں ولیم کو ہی ساتھ لے آتا، شاید اس کا ہی لحاظ کر لیتے۔ میں بات کہاں سے شروع کروں اب؟"

اچانک مرکزی دروازے سے ایان صاحب اندر داخل ہوئے اور ان دونوں کی توجہ انُ کی طرف مبذول ہوگئی لیکن ماحول کی کشیدگی کم نہ ہوئی۔ ایان صاحب جبرئیل کے بالکل سامنے جا بیٹھے اور بات کا آغاز انہوں نے ہی کیا۔

"اتنی خاموشی کیوں ہے؟" جیسے انہوں نے کشیدگی محسوس کرلی ہو۔ "خیر، میں تو جبرئیل کی گاڑی دیکھ کر اندر آگیا، میں تو بس یہ بات کرنا چاہتا تھا کہ جبرئیل، تمہارا کام کرنے کا طریقہ تھوڑا الگ نہیں، بلکہ عجیب ہے۔"

جبرئیل کو سمجھ آگئی کہ یہ زہرہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ جبرئیل نے شکر کیا کہ وہ ولیم کو نہ لایا ورنہ اس وقت پکا کہتا کہ انکل، طریقہ الگ نہیں بلکہ 'کیژول' ہے۔ جبرئیل نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"انکل، ہم انویسٹیگیٹرز، ڈیٹیکٹیوز، اور جاسوس ایسے ہی کام کرتے ہیں، اپنا مجرم کے خلاف ثبوت اکٹھا کرنے کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتے ہیں۔"

ان کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ "اور سیاہِ منصف کا کیا؟ اسے پکڑنے کے لیے کیا کرو گے؟ اس کے لیے تمہارا یہ حسن تو کام نہیں آنے والا، نہ۔"

جبرئیل نے خاموشی اختیار کرنا بہتر سمجھا۔ اسے اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا کہ ایان صاحب نے اسے زہرہ کے ساتھ کسی پارٹی میں دیکھ لیا تھا، لیکن ان کا یہ انداز اسے تھوڑا پریشان کر

رہا تھا۔ اسے پہلے لگا کہ شاید اپنی لاڈلی بھتیجی کا معاملہ ہے لیکن اب بات مشکوک ہو رہی تھی۔ اسُی وقت ایان صاحب کا فون بجا اور وہ باہر نکل گئے۔

علی صاحب خاموشی سے سب کچھ ملاحظہ کر رہے تھے۔ جبرئیل نے علی صاحب سے ایان صاحب کے بارے میں پوچھنے کے لیے منہ کھولا، لیکن انہوں نے پھر سے اپنی خفگی بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے اسے چپ کروا دیا۔ "ایسے تو نہ دیکھو،" وہ بس دل ہی دل میں سوچ سکا۔

اسے یقین ہو گیا تھا کہ سسر اور انکل میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔

"جبرئیل، تمہاری وجہ سے میری بیٹی بہت روئی ہے۔ تم نے اس کے ساتھ اچھا نہیں کیا۔" جبرئیل نے وضاحت پیش کرنے کی کوشش کی، لیکن انہوں نے بات جاری رکھی۔

"دیکھو، میں تمہارے کام کرنے کے انداز سے واقف ہوں، لیکن سحرش نہیں۔ تمہیں اسے بتانا چاہیے تھا کہ تم کیا کرو گے، نہ کہ اس کا دل توڑنا چاہیے تھا۔"

NOVEL HUT

جبرئیل کہنا چاہتا تھا کہ اس نے اس کا دل نہیں توڑا، نہ ہی اسے دھوکہ دیا، لیکن اسے اپنید لیل کمزور لگی۔

وہ آگے بولتے گئے اور وہ سنتا رہا۔

"کسی کا دل توڑنے کے بعد اسے وضاحت دینے سے بھی رشتہ پہلے جیسا نہیں رہتا۔ کسی کا دل توڑنے کے بعد اگر اسے جوڑ بھی دیا جائے، تو وہ ویسا نہیں رہتا اور جو درد اسے اس عمل کے دوران ہوتا ہے، اس کا کوئی ازالہ نہیں۔"

صبیحہ بیگم چائے لے کر آئیں اور انہیں چائے دی، اور وہ معمول کی باتوں میں مصروف ہو گئے۔ اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد انہوں نے کھانا کھایا، لیکن اِس دوران بھی سحرش نیچے نہ آئی۔ جبرئیل کو سمجھ آگیا کہ وہ اس کا چہرہ دیکھنا نہیں چاہتی۔ اِسی لیے کھانے کے بعد اُس نے وہی رات رکنے کا سوچا اور یہ کہتا ہوا اوپر کمرے میں چلا گیا۔ صبیحہ نے کہا تھا کہ وہ سو رہی ہے، اِسی لیے وہ خاموشی سے کمرے میں داخل ہوا۔

وہاں گہری تاریکی تھی، اور چاند کی روشنی اندر آ رہی تھی۔ اُس نے دیکھا کہ وہ دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی، اُس کا چہرہ اُس کے گھٹنوں پر رکھا ہوا تھا، اور وہ خاموش تھی۔ وہ اُس کے قریب آیا اور بستر کے پاس پنجوں کے بل بیٹھ گیا۔

"سحرش..." اُس نے بڑے آرام اور دھیمے لہجے میں اسے پکارا۔

اس کی نیند کچی تھی، اس لیے اُس نے سر اُٹھایا اور سامنے دیکھا، پھر اسُے اپنے ہاتھ پر ایک لمس محسوس ہوا۔ جبرئیل نے اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا ہوا تھا اور وہ اسُے دیکھ رہا تھا۔ اُس کی سنہری آنکھیں چاند کی روشنی میں چمک رہی تھیں، جن میں الگ ہی کہانی تھی۔

اُس نے کہنا شروع کیا:

"سحرش، میں کہتا تھا کہ مجھے تم سے محبت نہیں... لیکن تم تو کہتی تھیں کہ تمہیں مجھ سے محبت ہے۔ محبت کی تو اعتبار تو کر کے دیکھتی۔ میں نے محبت نہیں کی، لیکن اعتبار تو کیا تھا نا۔ عزت تو دی تھی نا۔"

سحرش اسے اتنے وقت بعد اپنے سامنے دیکھ رہی تھی۔ اُس کی آنکھیں بھر آئیں، اور جبرئیل... وہ تو بس اُس کی گہری آنکھوں کو ہی دیکھ رہا تھا، جو رونے کی وجہ سے سوجی ہوئی تھیں۔ اُس نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر اُس کی آنکھوں کو نرمی سے چھوا۔

"آپ مجھے بھلے محبت نہ کریں، مگر وفا تو کریں۔ میں دھوکہ برداشت نہیں کر سکتی۔"

"کبھی نہیں۔"

پھر جبرئیل نے اسُے سارا معاملہ بتایا، لیکن اُس کا غصہ اب بھی ٹھنڈا نہ ہوا تھا۔ "تو کیا اب آپ اپنا کام کرنے کے لیے خواتین سے ملاقاتیں کرتے رہیں گے؟"

جبرئیل کو اُس کا یہ انداز اچھا لگا، اور وہ ہلکا سا ہنس دیا۔ اُس نے اسُے اور چھیڑنے کا سوچا۔

"میں تو اپنے کام کے لیے کوٹھے اور کلب تک گیا ہوں، تم اس کی بات کر رہی ہو؟ یہ تو کوئی نئی بات نہیں۔"

سحرش نے سر اُٹھا کر اسُے حیرانی سے دیکھا اور پھر ہونٹ بھینچ لیے۔ اُس نے اپنا ہاتھ اُس کی بازو پر مارا۔

"بدتمیز! شرم بھی نہیں آتی۔"

جبرئیل ہنس دیا اور اسُے اپنے قریب کھینچ لیا۔ رات گہری ہوگئی، اور اگلے دن کی شروعات ایک نیا مسئلہ اپنے ساتھ لے آئی۔

-----><------><-----

صبح کا سورج آسمان پر اپنی بلندی پر چمک رہا تھا۔ جبرئیل اور سحرش ناشتا کرنے کے بعد گھر سے نکلنے کی تیاری کر رہے تھے۔ علی صاحب نے سحرش کو اپنے سینے سے لگایا اور اسے پیار دیا، پھر اس کا گلا لگاتے ہوئے سرگوشی میں کہا، "میری بیٹی کی آنکھ میں اگر ایک آنسو بھی آیا نا، تو میں تمہیں کراچی کے سمندر میں ڈبو ڈبو کر ماروں گا۔"

جبرئیل نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلا دیا۔

"مجھے تو شک ہونے لگا ہے کہ یہی وہ 'سیاہِ منصف' ہے، ہمُ۔"

سورج اپنی بلندی پر چمک رہا تھا۔ جبرئیل آج چھٹی پر تھا، اور سحرش بھی اپنی ہاؤس جاب مکمل کرچکی تھی، اس لیے وہ دونوں گھر پر ہی موجود تھے۔ سحرش کچن میں بریانی بنا رہی تھی

اور جبرئیل لاؤنج میں ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد خوشبو پھیلنے لگی تو جبرئیل کچن کی طرف بڑھ گیا۔ جب سے سحرش آئی تھی، یہ مکان واقعی ایک گھر بن گیا تھا۔ جبرئیل نے سحرش کے ہاتھ سے کھری لی اور اس کے ساتھ سلاد کاٹنے لگا۔ اچانک دروازہ کھٹکا، تو سحرش دیکھنے گئی۔ باہر ولیم اور وجدان کھڑے تھے۔ ولیم بے تکلفی سے مسکرا رہا تھا، جبکہ وجدان کچھ شرمندہ لگ رہا تھا۔ سحرش نے انہیں اندر آنے کا کہا۔ ان کی پہلی نظر جبرئیل پر پڑی جو پوری توجہ اس ٹماٹر پر مرکوز کیے ہوئے تھا جو نرم ہونے کے باعث کٹ نہیں رہا تھا۔

"اللہ، ہمارا دوست باورچی بن گیا ہے! پہلے یہ زن مرید تھا، اب ایک باورچی بھی۔" ولیم نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔ ان کی آواز پر جبرئیل نے توجہ دی۔ "تم دونوں؟" اس نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں، وہ کیس تو بند ہو گیا تھا، لیکن تمہاری بھابھی کی عدالت لگنی تھی، اس کے بارے میں پوچھنے آئے ہیں، بس۔" ولیم نے جواب دیا۔

NOVELHUT

جبرئیل ابھی بھی ٹماٹر کے ساتھ جدوجہد کر رہا تھا۔ اس نے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، "ہاں، کیس بند ہو گیا ہے، اب تم دونوں بھی یہاں سے بند ہو جاؤ۔"

سحرش، جو ان کو مہمان سمجھ کر رکنے کا کہہ رہی تھی، کھانے پر روکنے لگی۔ ولیم ہمیشہ کی طرح فوراً مان گیا، جیسے کھانے کے لیے ہی پیدا ہوا ہو۔ وجدان جھجھکا لیکن مان گیا۔

سحرش کچن میں کام کر رہی تھی، جبکہ جبرئیل، وجدان، اور ولیم لاؤنج میں کسی فیصلے پر بحث کر رہے تھے۔ سحرش چائے لے کر آئی اور ان کے سامنے رکھی۔

"بھابھی، ویسے ایک سوال پوچھوں؟" ولیم کی بات پر سب نے اس کی طرف دیکھا اور سحرش نے اجازت دی۔

"ویسے آپ کی کوئی بہن ہے یا کوئی کزن جو آپ جیسی ہو؟"

سحرش نے حیرانی سے اسے دیکھا۔ "نہیں، میں اکلوتی ہوں، لیکن میری ایک کزن ہے۔"

وجدان نے ان کی بات میں مداخلت کی۔ "لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"میں سوچ رہا تھا کہ میں بھی شادی کر لوں۔"

NOVEL HUT

ایک لمحے کے لیے لاؤنج میں خاموشی چھا گئی اور پھر اچانک ولیم اور جبرئیل کے قہقہے بلند ہوئے۔

"او بھائی، کوئی تجھ سے شادی کر کے اپنی زندگی کیوں برباد کرے گا؟" وجدان نے طنزیہ انداز میں کہا، جبکہ جبرئیل ابھی بھی ہنس رہا تھا۔

جبرئیل نے ولیم کے لیے دراز سے تسبیح نکالی اور اس کے ہاتھ میں تھما دی۔ "یہ لے بھائی، تُو تسبیح کر لے۔ تجھے اس دنیا میں لڑکی نہیں ملنی اور اس دنیا میں حوروں کا بھی چانس نہیں۔ شاید تُو تسبیح کرے تو تجھے حور ہی مل جائے۔" اور پھر دونوں دوبارہ ہنسنے لگے۔

کھانا تیار ہوا، سب کھانے کی میز پر بیٹھے۔ جبرئیل نے برتن لگائے اور سحرش نے کھانا لگایا۔ ولیم اور وجدان کو بریانی بہت پسند آئی۔

"بھابھی، اگلی بار بریانی بنائیں تو میرے لیے ضرور رکھنا۔" ولیم نے کہا۔

سحرش مسکرائی اور جواب دینے ہی والی تھی کہ جبرئیل نے اس کی طرف گھور کر دیکھا۔

"کیوں؟ میں تمہارے لیے بریانی بنانے کے لیے لایا ہوں کیا؟"

"بھابھی سے بات کر رہا ہوں، تم سے نہیں۔"

کھانے کے بعد سب لاؤنج میں بیٹھ گئے۔ وجدان نے زہرہ کے معاملے کا ذکر چھیڑا۔

"ویسے تمہیں یقین ہے کہ زہرہ نے ہی اپنے بوائے فرینڈ کا قتل کیا ہے؟"

"ہاں، مجھے یقین ہے، لیکن اس کیس میں کچھ باتیں سمجھ سے باہر ہیں۔" جبرئیل نے سنجیدگی سے کہا۔

ولیم اس کی طرف متوجہ ہوا۔ "کیوں؟ تمہیں یقین نہیں کہ اس قتل کے پیچھے اس کا ہاتھ ہے؟"

جبرئیل نے نفی میں سر ہلایا۔ "نہیں، میں نے ایسا نہیں کہا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ قتل اس نے ہی کیا ہے۔ میں نے اس کے فون میں تمام ثبوت دیکھے ہیں۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اسے وہ زہر کہاں سے ملا؟ کوئی ہے جس نے اس کا ساتھ دیا ہے۔ وہ ایک ایلیٹ کلاس کی لڑکی ہے، اور ایسا کام اتنی صفائی سے نہیں کر سکتی۔ کوئی ہے اس کے پیچھے۔"

"لیکن سوچنے والی بات یہ ہے کہ وہ اپنے باپ کی اکلوتی بیٹی ہے، تو اس کے باپ نے ابھی تک اسے چھڑوایا کیوں نہیں؟ وہ اچھے تعلقات والا آدمی ہے، اور یہ بات ہضم نہیں ہو رہی۔" ولیم نے اپنی رائے دی۔

"علی اورنگزیب کام سے باہر کے ملک گئے ہیں، لیکن یہ خبر سن کر مجھے لگا کہ وہ 12 سال کیا، ایک رات بھی اپنی بیٹی کو جیل میں نہ رہنے دیں گے۔" جبرئیل نے جواب دیا۔

-----><-----><-----

سورج ڈھلتا گیا اور شام بھی اپنے اختتام کو پہنچ گئی۔

رات کے کسی پہر جبرئیل کی نیند فون کی آواز سے کھل گئی۔ وہ اپنی اسٹڈی میں کرسی پر بیٹھا تھا، لیکن اسے یاد تھا کہ آخری بار وہ سحرش کے پاس کمرے میں بیٹھا تھا اور شاید وہیں سو گیا تھا۔ تو وہ یہاں کیسے آیا؟

اس نے کال اٹھائی، اور دوسری طرف سے خبر سن کر فوراً باہر کی طرف بھاگا۔ جلدی سے اپنے حلیے پر نظر ڈالی اور واپس آکر الماری میں جو بھی ہاتھ آیا، وہی پہن لیا۔

اس آواز پر سحرش کی نیند میں خلل پڑا۔

"آپ کہیں جا رہے ہیں؟"

جبرئیل نے بغیر اس کی طرف دیکھے جواب دیا، "ہاں، ایک کام آگیا ہے۔ جلدی آجاؤں گا۔"

پھر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور نکل گیا۔

سحرش نے آہستہ سے کہا، "فی امان اللہ۔"

اور کروٹ لے کر دوبارہ سو گئی۔

فجر قضا ہو چکی تھی اور سورج بھی طلوع ہو چکا تھا، لیکن جبرئیل گھر واپس نہیں آیا تھا۔ وہ پریشان تھی۔

جبرئیل صبح کے گیارہ بجے گھر آیا تو انتہائی تھکا ہوا لگ رہا تھا۔ وہ قدم بہ قدم چلتا ہوا سحرش کے پاس آیا۔

سحرش نے اسے پانی کا گلاس دیا، "آپ ٹھیک ہیں؟ سب خیریت ہے؟"

جبرئیل نے اسے ایک نظر دیکھا اور پھر واپس سامنے دیکھنے لگا۔ وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

سحرش کی آواز نے اس کا دھیان بٹایا، "آپ کے لیے کھانا لگا دوں؟"

جبرئیل نے ہلکی سی مسکراہٹ دی۔

سحرش کو اس کی مسکراہٹ دیکھ کر اطمینان ہوا اور وہ جلدی سے کھانا لگانے چلی گئی۔ کھانے کے دوران، جبرئیل نے ایک غور طلب اور غیر متوقع سوال کیا، "سحرش، تمہارا شناختی کارڈ کہاں ہے؟"

سحرش چونک گئی۔ اتنی اچانک اس سوال کا کیا مطلب ہو سکتا تھا؟

"وہ تو ابو کے پاس ہے۔"

جبرئیل نے "اچھا" کے انداز میں سر ہلایا اور واپس کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

-----><-----><-----

چند گھنٹے پہلے:

جبرئیل گھر سے نکلا اور پولیس اسٹیشن پہنچا، جہاں زہرہ کو رکھا گیا تھا۔ اسے اطلاع ملی تھی کہ زہرہ کی وفات ہو چکی ہے، اور وہ بھی اسی زہر سے جو اس نے اپنے بوائے فرینڈ کو مارنے کے لیے استعمال کیا تھا۔ لیکن سوال یہ تھا کہ جیل کا کھانا تو سب نے کھایا تھا، پھر زہرہ ہی کیوں مری؟

جبرئیل اس کمرے میں گیا جہاں زہرہ رہ رہی تھی۔ یہ ایک "اے کلاس" جیل کا کمرہ تھا، جہاں تمام سہولیات موجود تھیں۔ جبرئیل چاہتا تھا کہ زہرہ کو کم سے کم سزا ہو، کیونکہ اس نے مجبوری میں اپنے بوائے فرینڈ کو قتل کیا تھا۔ وہ شخص بھی اچھا انسان نہیں تھا؛ اس نے زہرہ کو بلیک میل کیا تھا۔ زہرہ کی اس تکلیف دہ موت پر جبرئیل کو افسوس ہوا۔

اس نے اسٹریچر پر زہرہ کی لاش دیکھی، جس کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی، اور رنگ زرد پڑ چکا تھا۔ جبرئیل نے لاش کے چہرے پر کپڑا ڈالا اور کمرے کی تلاشی لینا شروع کر دی۔

کمرے کی تلاشی کے دوران اسے ایک کارڈ ملا۔ وہی کارڈ۔

جبرئیل کا پورا جسم سنسنی سے بھر گیا: "سیاہِ منصف"۔

NOVEL HUT

"یہ جو بھی مسئلہ ہوتا ہے، اس میں وہی کیوں ملتا ہے؟ یا اللہ!"

اس کے ساتھ ایک خط بھی موجود تھا۔ جبرئیل نے خط تیمور صاحب کو دینے کے لیے اٹھایا، لیکن جب پہلی سطر پڑھی، تو وہ رک گیا:

"میرے عزیز دشمن، جبرئیل راؤ۔"

یہ الفاظ پڑھ کر وہ منجمد ہو گیا۔ خط اپنی جیب میں رکھ کر اس نے کارڈ ان کے حوالے کیا، لیکن ذہن میں سوال اٹھنے لگے: کیا قتل کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو چکا ہے؟

جبرئیل سیدھا زہرہ کے سابق بوائے فرینڈ کے اپارٹمنٹ پہنچا، جہاں اس کی موت ہوئی تھی۔ اس نے پورے اپارٹمنٹ کو اوپر سے نیچے تک چھان مارا، لیکن کچھ نہ ملا۔ آخر کار تھک ہار کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"میں نے ہر جگہ دیکھ لیا، لیکن کچھ نہیں ملا۔ کون سی جگہ باقی رہ گئی؟"

اچانک اس کے دماغ میں جھماکا ہوا۔ وہ باتھ روم میں گیا اور فلش کے اوپر والے ڈھکن کو ہٹایا۔ پانی کے اوپر ایک اور کارڈ موجود تھا۔

"سیاہِ منصف کا کارڈ"۔

یہ بھی اس کا ہی کام تھا۔

جبرئیل نے فوراً تیمور صاحب کو اس کارڈ کے بارے میں بتایا، لیکن سوال باقی تھا:

"زہرہ کو کیوں مارا گیا؟"

"اس کے مارنے کا پیٹرن تو سیدھا ہے؛ وہ صرف ان لوگوں کو مارتا ہے جو برے ہوتے ہیں۔"

اس نے ولیم کو کال ملائی۔

کیا... کیا ہوا، جبرئیل؟ سب خیریت ہے؟" ولیم کی آواز پریشانی میں ڈوبی ہوئی تھی۔

مجھے زہرہ، علی اور احمد تینوں کی پوری ہسٹری چاہیے۔ کب سے یہ لوگ پسے ہوئے ہیں؟ اور وہ کن کن لوگوں سے ملے ہیں؟ سب کچھ ۔

یہ کہہ کر جبرئیل نے فون کاٹ دیا۔ اسے پتا تھا کہ ولیم اس پر گالیاں برسائے گا، اور شاید وہ گالیاں سن کر اسے شرم بھی آجائے۔

اب وہ گھر کی طرف روانہ تھا، سحرش اس کا انتظار کر رہی ہوگی، شاید پریشان بھی ہو۔

-----><-----><-----

حال:

وہ اپنی اسٹڈی میں تھا اور کسی کو کچھ میل کر رہا تھا۔ اچانک موبائل کی رنگ نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔ ولیم کا میسج تھا۔ اس کا شک ٹھیک تھا، وہ دونوں ہی مشکوک لوگوں سے تعلق رکھتے تھے اور دونوں کی ملاقات بھی کلب میں ہوئی تھی۔ اور یہ جو بھی ہے، سیاہِ منصف یہ سب جانتا تھا، سب کے ماضی کے بارے میں۔ اس کا انداز بہت مختلف تھا۔

اسے یاد آنے پر وہ خط نکالا جو اس کے لیے چھوڑا گیا تھا:

"میرے عزیز ترین دشمن جبرئیل راؤ،

امید ہے یہ خط تم ہی پڑھو گے اور تمہارے سوا کوئی نہیں پڑھے گا۔

تم نے میری تلاش کیوں چھوڑ دی؟ میں چاہتا ہوں تم مجھے تلاش کرو، کیونکہ یہ کام صرف تم ہی کر سکتے ہو۔ لیکن میں ہمیشہ سے تم سے آگے رہا ہوں اور رہوں گا۔

جب تک تم مجھے پہچان پاؤ گے، تب تک بہت دیر ہو چکی ہوگی، بہت زیادہ۔

افسوس کہ تم اپنے والدین کو انصاف نہ دے سکے،

پر میں سب کو انصاف دلاؤں گا۔

تمہارا اور صرف تمہارا،

سیاہِ منصف (The Dark Judge)"

جبرئیل نے ای میل کی آواز پر اپنا ای میل پڑھا اور پھر کمرے میں چلا گیا۔ اب اسے اس کو ڈھونڈنا تھا جو صرف اس کے لیے نشان چھوڑ رہا تھا، جو اسے چیلنج کر رہا تھا۔ یہ اس کا کونسا دشمن ہو سکتا ہے؟ اس کے تو کئی دشمن ہیں، لیکن کوئی بھی ایسا کھیل کیسے کھیل سکتا ہے؟

وہ سوچ ہی رہا تھا کہ ایک خبر نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا:

"علی اورنگزیب نے خودکشی کر لی۔ جی ہاں ناظرین، جانا مانا بزنس ٹائیکون علی اورنگزیب نے جان دے دی۔ آج ان کی ڈیڈ باڈی ہمیں ان کے ہی گھر سے ملی ہے۔"

NOVEL HUT

جبرئیل نے اس رپورٹر کے پیچھے بیک گراؤنڈ میں ایک نشان دیکھا، جو کہ اس کے لیے ایک بہت بڑا سراغ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ سیاہِ منصف کا کام ہے، اور کوئی ایسا کر بھی نہیں سکتا۔ یہ قتل ہے، خودکشی نہیں۔

اس نشان سے اسے کچھ یاد آیا، اور وہ کمرے کی طرف بھاگا۔ اس نے کمرے میں اپنی الماری سے ایک چابی نکالی اور پھر اسٹڈی کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے دماغ میں بہت سی باتیں چل رہی تھیں، اور وہ دنیا کے رازوں سے نابلد تھا، لیکن ہر کسی کی قسمت سحرش جیسی تھوڑی ہوتی ہے کہ آخری خرید دنیا قبول ہو جائے۔ لیکن اسے تھوڑی سی رعایت مل گئی تھی جس کے بارے میں وہ نہیں جانتا تھا۔

اس نے اسٹڈی روم میں اپنی میز کا آخری دراز، جو ہمیشہ لاک رہتا تھا، کھولا اور اس میں رکھے سامان کے اندر سے ایک ڈائری نکالی۔ اس نے اس سفید جلد والی ڈائری کو کھولا اور پھر ایک لمبی سانس لی۔ اس کی زندگی میں خاموشی کے بعد طوفان آگیا تھا۔

جبرئیل نے اپنا لیپ ٹاپ نکالا اور واپس اسی نمبر پر ای میل کی، جس پر پہلے کی تھی۔ اس کا شک ٹھیک نکلا تھا۔

اسے اس کے سب سے قریبی انسان نے دھوکہ دیا تھا، اس کا اعتماد توڑا تھا۔ لیکن اعتماد بھی تو وہی لوگ توڑتے ہیں جن پر بھروسہ ہو، غیروں پر بھروسہ تھوڑی ہوتا ہے۔ آج جبرئیل راؤ کا یقین اس انسان نے توڑا جس پر اسے سب سے زیادہ یقین تھا۔

جبرئیل نے اپنا موبائل سائیڈ پر رکھ دیا اور سحرش کے پاس چلا گیا۔ اس نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا، اور جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ سو گئی ہے تو وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔

اس نے اپنا موبائل اٹھایا اور پھر تیمور صاحب کو کال کی۔ اس نے انہیں استعفیٰ دینے کا کہا۔

"تم استعفیٰ دینا چاہتے ہو؟"

"جی۔"

"پر کیوں؟" تیمور حیران تھے کہ اچانک یہ فیصلہ کیوں کیا گیا۔ کیا کچھ ہو گیا ہے؟ لیکن جبرئیل کچھ بتانے کے لیے تیار نہیں تھا۔

اگلے دن جبرئیل جاگا اور سحرش کو سامان پیک کرنے کو کہا۔ سحرش حیران تھی۔

"جبرئیل، کیا ہوا؟ ہم کہیں جا رہے ہیں؟"

جبرئیل نے اس کی طرف دیکھنے سے گریز کرتے ہوئے سامان پیک کرتے ہوئے جواب دیا:

"ہاں، لیکن ساتھ نہیں۔ تم علی صاحب کے پاس کچھ دنوں کے لیے رہو گی، اور میں کسی کام سے ملک سے باہر جا رہا ہوں۔"

سحرش نے پریشانی سے اس کی طرف دیکھ کر کہا:

"خیریت ہے؟ یہ سب اتنا اچانک کیوں؟"

جبرئیل بس مسکرا سکا اور پھر اس کے سامنے آ کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا:

"فکر نہ کرو، میں جلدی آ جاؤں گا۔ لیکن ایک کام کرو گی؟ میری دو چیزوں کا خیال رکھنا جو میرے لیے بہت ضروری ہیں۔ پہلی، یہ ڈائری۔"

اس نے سفید جلد والی ڈائری آگے کی اور کہا:

"اس کے اندر جو کچھ بھی ہے، اسے پوشیدہ رکھنا، لیکن اگر میری طرف سے کوئی خطرہ ہو تو اسے پڑھ لینا۔ لیکن کسی اور کے ہاتھ نہ لگنے دینا۔" "اور دوسری چیز؟" سحرش نے متجسس ہو کر پوچھا۔

"وہ تم خود ہو۔ تمہارے علاوہ میرا کوئی نہیں ہے۔ تم میری زندگی ہو، سحرش۔"

جبرئیل نے سحرش کا سامان اٹھایا اور اسے علی صاحب کے پاس چھوڑ دیا۔ سحرش اچانک اس جگہ پہنچ کر پریشان تھی کہ وہ یہاں کیا کر رہی ہے، لیکن خود کو سنبھالتے ہوئے جبرئیل سے بات کرنے کا سوچا۔

"انکل، میری بات سنیں اور غور سے۔ سیاہِ منصف نے اپنی اگلی چال چل دی ہے، اور مجھے اسے ختم کرنا ہے۔ میں سحرش کو لینے آؤں گا۔ وہ میری امانت ہے، اسے سنبھال کر رکھیے گا۔"

یہ کہہ کر جبرئیل چلا گیا۔

-----><-----><-----

جبرئیل ایئرپورٹ پر تھا، اور اس کے ساتھ اس کے قدم سے قدم ملائے وجدان چل رہا تھا، جبکہ ولیم جبرئیل کا سامان پیچھے ٹرالی پر گھسیٹ رہا تھا۔

"میں بھی انسان ہوں، جسے تم لوگوں نے فضول میں نوکر بنا رکھا ہے،" ولیم نے جھنجھلا کر کہا۔

جبرئیل نے دونوں کو ہدایات اور سمجھانے کے بعد روانہ کر دیا۔ اب اس کی اگلی منزل کینیڈا تھی۔

ولیم کو سب خبر تھی، لیکن وجدان ابھی بھی حیران تھا کہ آخر کیا انکشاف تھا جو اس کے سامنے آیا تھا۔

ولیم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور آگے بڑھ گیا۔

"ایسا بہت کچھ ہے جو تم نہیں جانتے، وجدان۔ بس دعا کرو کہ جبرئیل ٹھیک ہو۔ اس کا یقین ٹوٹ جائے، یہ وہ برداشت نہیں کر سکتا۔"

-----><-----><-----

دوسری طرف سحرش اپنے ابو کے پاس تھی اور اِدھر اُدھر کی باتیں کر رہی تھی، جبکہ علی صاحب اپنی ہی دنیا میں گم تھے۔

"کیا ہوا، ابو؟ سب ٹھیک تو ہے نا؟" سحرش نے سوال کرنے کے انداز میں پوچھا۔

"ہمم،" انہوں نے بس سرسری انداز میں جواب دیا۔

جبرئیل کو گئے ہوئے کچھ دن گزر چکے تھے، لیکن اس کی طرف سے کوئی پیغام تک نہیں آیا تھا، کال کی تو بات ہی دور تھی۔ لیکن جبرئیل نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ وہ وہاں جا کر اسے کال نہیں کر سکے گا۔ لیکن ایسی بھی کیا مصروفیت؟

جبرئیل آج واپس ایئرپورٹ پر خراب حالت میں تھا اور گاڑی میں سوار تھا۔ کسی کو اس کی واپسی کا علم نہ تھا، کسی کو بھی نہیں۔ یہ سب اس نے خود سوچ رکھا تھا۔

دوسری طرف، سحرش ٹی وی دیکھ رہی تھی کہ اچانک ٹی وی پر چلتی خبر نے اس کا دل جیسے روک دیا۔

"آپ سب جانتے ہوں گے کہ عوام کے مسیحا 'سیاہِ منصف' کے بارے میں ہمارے پاس ثبوت کے ساتھ دلائل ہیں کہ وہ کون ہے، لیکن پہلے ہم لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ ان کا کیا خیال ہے۔"

سحرش وہیں اس چینل پر رک گئی۔ کچھ دیر بعد ایک رپورٹر لوگوں سے ان کی رائے لے رہا تھا:

"دیکھیں، سیاہِ منصف ہمارا مسیحا ہے۔ اس نے بہت بڑے بڑے کرپٹ لوگوں کو ہمارے درمیان سے نکالا۔"

"سیاہِ منصف تو میرا آئیڈیل ہے۔ اس نے اپنا ڈر ان کے دلوں میں ڈال رکھا ہے جس سے جرائم کی شرح بہت کم ہوگئی ہے۔"

کچھ دیر بعد ایک ہیڈلائن نے سحرش کو ہلا کر رکھ دیا:

"مقتول ہی قاتل ہے۔ جبرئیل راؤ ہی سیاہِ منصف ہے۔ بھیڑ کی کھال میں بھیڑیا۔"

NOVEL HUT

سحرش حیران رہ گئی۔ پھر ایک ویڈیو دکھائی گئی جو بار بار گلیچ کر رہی تھی۔ اس ویڈیو میں جبرئیل کسی کو مار رہا تھا۔ وہ یقین نہیں کر پا رہی تھی کہ ایسا ہو سکتا ہے۔ ویڈیو کے گلیچ ہونے کی وجہ سے یہ سچائی پر مبنی نہیں لگ رہی تھی۔ بہت سے لوگ کہہ رہے تھے کہ یہ سچ نہیں ہے بلکہ اسے راستے سے ہٹانے کی سازش ہے۔

ادھر جبرئیل جو حیرت میں مبتلا تھا، اس نے گاڑی کے ریڈیو کی طرف دیکھا۔

"کیا؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

جبرئیل کو یقین تھا کہ سیاہِ منصف اسے بہت دھوکہ دے سکتا ہے، اس کا اعتبار توڑ سکتا ہے، لیکن یہ سب کچھ نہیں کر سکتا۔ اتنے دھوکے کے باوجود بھی وہ اس پر یقین رکھتا تھا۔ لیکن کیوں؟

اچانک اس کی گاڑی پر فائرنگ شروع ہو گئی۔ وہ نیچے جھک گیا۔ خوش قسمتی سے اسے گولی نہ لگی، لیکن گاڑی کسی بھی وقت دھماکے سے اڑُ سکتی تھی۔ وہ نیچے کود گیا اور بھاگنے لگا۔ پیچھے آنے والے لوگ اس کا تعاقب کر رہے تھے۔ جبرئیل پر فائرنگ ہو رہی تھی، اور اسے ایک

گولی اپنی دائیں ٹانگ میں محسوس ہوئی، پھر دوسری گولی بائیں بازو میں لگی۔ لیکن وہ لنگڑاتا ہوا چلتا رہا، حتیٰ کہ آخری گولی اس کے سینے میں لگی اور وہ پانی میں جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی بہہ گیا۔ پانی سرخ ہو گیا۔

یہ ویڈیو بھی کچھ دیر بعد وائرل ہو گئی۔

سحرش کو اپنی زندگی کے سب سے بڑے دو صدمے مل چکے تھے۔ وہ حیران تھی اور سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ کیا کرے۔

کیا جبرئیل واقعی سیاہِ منصف تھا؟ کیا وہ مر چکا تھا؟

سحرش بے ہوش ہو گئی۔ جب ہوش میں آئی تو اس کے والدین اور باقی سب لوگ اس کے پاس موجود تھے۔ سب کے چہروں پر مختلف تاثرات تھے، لیکن ایان صاحب کے چہرے پر سب سے زیادہ کرب اور ملال تھا۔

سب نے نیوز دیکھی تھی، اور سب جانتے تھے کہ کیا ہوا ہے۔ حکومت نے اس کی موت کی

تصدیق کر دی تھی۔ عوام دل برداشتہ ہو گئی، جبکہ سیاستدان اور کاروباری لوگ جو بدعنوانی کرتے تھے، خوشی منا رہے تھے۔

کچھ خوش تھے، تو کچھ اداس۔ لیکن سحرش نہ خوش تھی اور نہ ہی اداس۔ اس کے پاس جیسے جذبات ہی نہیں بچے تھے۔ وہ بس خالی تھی، بالکل کھوکھلی۔ اس کا دل مردہ ہو چکا تھا۔

ایک انسان کی موت کے پروانے نے کتنے لوگوں کو دکھ پہنچایا تھا۔

سحرش جبرئیل کے اپارٹمنٹ بھی گئی، لیکن وہ سیل ہو رہا تھا۔ وہاں ہر جگہ پیلے رنگ کی ٹیپ لگی تھی جس پر لکھا تھا: "DON'T CROSS"

وہ حیران تھی، کوئی راستہ نہ بچا تھا۔ اسے یقین ہونے لگا تھا کہ جبرئیل واقعی نہیں رہا۔

-----><-----><-----

سحرش اب اپنی عدت میں تھی۔ اسے کچھ معلوم نہ تھا کہ کیا ہو رہا ہے، لیکن وہ ایک دن بھی نہ روئی، نہ ہی اس نے کوئی آنسو بہایا۔ وہ بس خاموش تھی۔

اس کے پاس سوالات تھے، لیکن نہ جواب۔ اور جو جواب دینے والا تھا، وہ بھی چلا گیا تھا۔

کسی کو نہ مانگ کر مل جانے کے بعد نہ جانے کا حق ملتا ہے، نہ ہی چلے جانے کا جواز۔ لیکن پھر بھی دل تو سکون میں نہیں آ سکتا۔

سحرش کی زندگی میں خاموشی کا طوفان برپا تھا۔

قرآن پڑھنے کے بعد جب اس نے اسے الماری میں رکھنے کے لیے دروازہ کھولا تو اسے وہ ڈائری دکھائی دی، سفید جلد والی۔

اس نے اسے پڑھنے کا سوچا۔ شاید اس میں اس کے سوالوں کے جواب ہوں۔

اس نے ڈائری اٹھائی اور بستر پر بیٹھ گئی۔

کیا اس میں اس کے سوالوں کے جواب ہوں گے یا نہیں؟

کیا جبرئیل واقعی سیاہِ منصف تھا؟

-----><-----><-----

NOVEL HUT

حصہ سوم

صحافی کا راز

بیان انسان کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ خدا نے لوگوں کو بیان سکھایا ہے اور ہر انسان کو بیان الگ الگ طریقے سے سکھایا ہے۔ صرف بولنا ہی اس میں شامل نہیں، بلکہ لکھنا، پڑھنا، اشارے دینا، یہاں تک کہ کسی کی آنکھوں کو پڑھنا بھی بیان میں شامل ہے۔ ہر وہ چیز جس سے انسان اپنے جذبات لوگوں کے سامنے رکھتا ہے، بیان کہلاتی ہے۔ جب لوگ اپنے جذبات الفاظ میں بیان نہ کر سکیں یا کسی سے بانٹ نہ سکیں تو وہ اسے لکھ کر بیان کرتے ہیں اور یہ خصوصیت بھی چند لوگوں کے پاس ہی موجود ہوتی ہے۔

نام:

جبرئیل راؤ

سال:

2005

عمر:

10 سال

آج میرے والدین کی وفات کو مہینہ گزر گیا ہے اور یہ مہینہ میرے اوپر عذاب تھا۔ مجھے نہیں پتہ مجھے کیا ہو رہا ہے۔ میرے چچا بھی میرے والدین کی وفات کے بعد بہت ٹوٹ چکے ہیں اور اس میں جو میرے ساتھ ہو رہا ہے، میں ان پر بوجھ نہیں بننا چاہتا۔ اسی لیے اپنے دل کی خاطر میں لکھنا پسند کروں گا۔ اپنا دل کا بوجھ ہلکا کروں گا۔

میں نے اسکول جانا شروع کر دیا ہے لیکن میں لوگوں سے اس طرح گھل مل نہیں پا رہا۔ مجھے ان سے بات کرتے وقت عجیب سی گھبراہٹ ہوتی ہے۔ پتہ نہیں ایسا میرے ساتھ پہلے کبھی نہیں ہوا، تو اب کیوں ؟

آج میری اسکول میں تقریر تھی اور میں اس کی تیاری میں بہت وقت سے مشغول تھا۔ میری کبھی تقریر خراب نہیں ہوئی، کبھی بھی نہیں۔ لیکن آج جب میں اسٹیج پر گیا تو پتہ نہیں کیا ہوا۔

مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی اور میرا سر گھومنے لگا۔ مجھے ایسا لگا جیسے میری حلق سے آواز نہیں نکلے گی اور میری آنکھوں کے آگے دنیا گھومنے لگی۔ یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ؟ میں جو لوگوں میں گھل ملتا تھا، آج میں ایک تقریر نہ دے سکا اور اسٹیج سے نیچے بھاگ گیا۔

میں لوگوں سے دور جاتا جا رہا ہوں۔ مجھے لوگ ڈراتے ہیں، ان سے خوف محسوس ہوتا ہے۔

سال:

2006

عمر:

11 سال

میں لوگوں سے بات کرنے سے جھجکنے لگا ہوں۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ سب مجھے دیکھ رہے ہیں، میرے بارے میں سوچ رہے ہیں، مجھ پر ہنس رہے ہیں۔ اگر میرا نمبر خراب آگیا تو کیا ہوگا؟ کیا ہوگا؟

میں نے باسکٹ بال اور فٹ بال کھیلنا چھوڑ دیا ہے۔ میرا دل نہیں چاہتا کھیلنے کا۔ میں ہر سال اپنے اسکول میں باسکٹ بال کے مقابلے میں حصہ لیتا تھا، لیکن اس سال نہیں۔ میرے چچا نے بھی پوچھا، لیکن میں نے کچھ نہیں کہا۔ اب میں کیا بولوں، میرا کچھ کرنے کو دل نہیں چاہ تا۔

آج میں گھر واپس آ رہا تھا تو پتہ نہیں مجھے کیا ہوا، میں نے آج ایک بلی دیکھی، وہ بھوکی تھی۔ میں اکثر آوارہ اور بے گھر جانوروں کو اپنا کھانا دے دیتا تھا، لیکن آج میں نے نہیں دیا۔ میرا دل نہیں مانا۔

میں اتنا بدل کیوں رہا ہوں؟

سال:

2007

عمر:

12 سال

آج میرے والدین کو گزرے دو سال ہو گئے ہیں۔ سب معمول پر آ گئے ہیں، سب آگے نکل گئے ہیں، لیکن میں... مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں آج بھی وہیں ہوں، اسی جگہ، اسی قبر کے پاس کھڑا ہوں، اور اس مٹی کو ہاتھ لگا رہا ہوں۔

NOVEL HUT

آج میں اپنے والدین کی قبر سے ہو کر آیا، لیکن آج میں رویا نہیں۔ شاید رو رو کر میرے سارے آنسو سوکھ گئے ہیں اور اب اور آنسو نہیں بچے جنہیں بہایا جائے۔

چچا بھی معمول پر آ گئے ہیں۔ ان کی زندگی میں بھی نئے دوست آ گئے ہیں۔

مجھے آج بہت غصہ آیا اور میں نے اپنی جماعت کے ایک بچے کا گریبان غصے میں پکڑ لیا، لیکن احساس ہوتے ہی چھوڑ دیا۔ کیا میں ہاتھا پائی کرنے لگا ہوں؟ یہ تشدد ہے؟ لیکن کیسے؟

میرے مزاج میں بہت تبدیلی آنے لگی ہے۔ مجھے غصہ بہت آنے لگا ہے، بغیر بات کے۔ چچا کا کہنا ہے کہ میں فرسٹریٹڈ ہوں، اور کچھ نہیں۔ لیکن مجھے سچ میں بہت غصہ آتا ہے۔ میں کیا کروں؟ یہ نارمل نہیں ہے۔

سال:

2008

عمر:

13 سال

NOVEL HUT

آج میں واپس اپنے والدین کی قبر سے ہو کر آیا اور میں نے آج ان کی مٹی کو بھی ہاتھ لگایا جس میں وہ دفن تھے۔

رات کے دو بج رہے ہیں اور میری آنکھ کھلی تو مجھے ایسا لگا کہ میرے ہونٹوں پر خون لگا ہوا ہے، لیکن ایسا نہیں تھا۔ میرا ہاتھ اور کپڑا سب ٹھیک تھا۔ شاید کوئی وہم تھا، لیکن میں بہت خوف زدہ ہو گیا ہوں۔ مجھے ڈر لگتا ہے۔

آج میری ملاقات ایک لڑکے سے ہوئی۔ وہ بہت بولتا ہے، وہ چپ ہونے کا نام نہیں لیتا۔ پاگل ہے کہیں کا۔ سب کہتے ہیں کہ میں عجیب ہوں، غیر معمولی ہوں، لیکن وہ پھر بھی مجھ سے ملنے آتا ہے، میرے پاس بیٹھتا ہے اور مجھ سے باتیں کرتا رہتا ہے۔

میں اس سے بات نہیں کرنا چاہتا، لیکن وہ مجھ سے ہی چمٹا رہتا ہے۔

میں ابھی اٹھا تو میں لاؤنج میں تھا، لیکن میں تو اپنے کمرے میں سویا تھا۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ شاید میں کسی کام سے آیا ہوں؟ ہو سکتا ہے، اور نہیں بھی۔

سال:

2009

عمر:

14 سال

حد ہوتی ہے ! آج وہ لڑکا میرے گھر پہنچ گیا۔ بھلا کوئی شرم ہوتی ہے۔ میں اس سے ملنا نہیں چاہتا، لیکن وہ میرے چچا سے ملاقات کرتا پھر رہا ہے۔

آج میں نے ماسی پر بہت غصہ کیا، لیکن مجھے یاد نہ تھا کہ کیا ہو رہا تھا میرے ساتھ۔ میں چیزیں بھولنے لگا ہوں اور میرے تعلیمی نتائج بھی بہت گر گئے ہیں۔

ایسے کئی واقعات کے بعد آج میں ماہرِ نفسیات کے پاس گیا اور انہوں نے کہا کہ مجھے DID (Dissociative Identity Disorder)) ہے۔

۔۔۔۔۔۔><۔۔۔۔۔۔><۔۔۔۔۔۔

سحرش یہ پڑھ کر ٹھٹھک گئی "DID، ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟"

وہ مزید پڑھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ اچانک اسے کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اس نے فوراً وہ ڈائری بند کی اور جلدی سے بیڈ پر جا لیٹ گئی۔

"سحرش، چلو کھانے کے لیے آجاؤ۔"

سحرش نے خاموشی سے کھانا کھانا شروع کر دیا، لیکن کچھ بھی نہ کہا۔ اس کا ذہن اب بھی اسی بات میں الجھا ہوا تھا۔

"DID (Dissociative Identity Disorder)" ایسی بیماری ہے جس میں انسان کے اندر ایک ہی جسم میں کئی الگ الگ شخصیتیں موجود ہوتی ہیں۔ یہ شخصیات مختلف وجوہات کی بنا پر جنم لیتی ہیں، خاص طور پر کسی گہرے صدمے یا بڑے واقعے کے نتیجے میں۔

کسی کا بہت برا بچپن ہو، یا بہت زیادہ مشکلات کا سامنا کیا ہو، تو انسان کا دماغ خود کو بچانے کے لیے الگ الگ شخصیات تشکیل دیتا ہے۔

ہم انسانوں کی خاص بات یہ ہے کہ ہمارے پاس کئی چہرے ہوتے ہیں، اور ہم اپنی مرضی سے ان میں سے کسی ایک کو لوگوں کے سامنے لاتے ہیں۔

لیکن ایسے لوگوں کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا۔ وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ بے اختیاری میں ایک شخصیت سے دوسری میں بدل جاتے ہیں، ہنستے ہنستے رونے لگتے ہیں یا اچانک غصے میں آجاتے ہیں۔ اور یہ سب کسی وجہ یا محرک سے پیدا ہوتا ہے۔

سحرش کچھ وقت کے لیے اپنے خیالات میں گم ہو گئی۔

-----><-----><-----

ادھر، واجدان اور ولیم اپنی ہی دنیا میں پریشان تھے۔

واجدان نے گہری سوچ میں ولیم سے دوبارہ پوچھا، "ولیم، کیا جبرائیل واقعی سیاہِ منصف ہے؟"

ولیم نے واجدان کی طرف دیکھا اور تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہا، پھر دھیرے سے کہا، "پتا نہیں... ایسا ممکن ہو سکتا ہے..." لیکن اس کی بات ادھوری رہ گئی۔

واجدان نے حیرت سے جواب دیا، "کیا مطلب ہے ممکن ہو سکتا ہے؟ وہ ایسا کیوں کرے گا؟"

ولیم نے گہری سانس لی اور بات شروع کی، "دیکھو، مجھے یقین نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے وہ سیاہِ منصف ہو اور ہو سکتا ہے نہ ہو۔ لیکن جب ہم اسکول میں پڑھتے تھے، جبرائیل کو ڈی آئی ڈی تھا۔"

واجدان نے الجھن سے پوچھا، "کیا؟ لیکن وہ تو ٹھیک ہو گیا تھا، پھر یہ سب کیسے؟"

"ہاں، لیکن اس نے اپنے ٹراما کو پوری طرح ہیل نہیں کیا تھا۔ بس اسے اپنے اندر دبا لیا تھا۔ اور کبھی کبھار دبے ہوئے زخم واپس لوٹ آتے ہیں۔"

واجدان نے سوالیہ لہجے میں کہا، "لیکن اگر وہ ٹھیک ہو چکا تھا تو پھر یہ سب دوبارہ کیوں؟ اور وہ خود کو پھنسانے کے لیے سیاہِ منصف کیوں بنے گا؟"

ولیم نے کندھے اچکائے، "یہی تو سوچنے والی بات ہے۔ یا تو وہ خود سیاہِ منصف ہے یا کوئی اور اسے پھنسا رہا ہے۔"

واجدان نے فوراً کہا، "لیکن ہم یہ کیسے پتہ کریں گے؟"

ولیم نے پرعزم لہجے میں جواب دیا، "میرے پاس ایک پلان ہے۔ ہمیں سب سے پہلے اس اصل ذریعہ کا پتہ کرنا ہوگا جس نے یہ خبر لیک کی تھی۔ اس کے بعد ہم اس اکاؤنٹ کو ہیک کر کے معلوم کریں گے کہ اس کے پیچھے کون ہے۔"

واجدان نے سر ہلاتے ہوئے کہا، "ٹھیک ہے۔ تو ہمیں اس شخص کو ڈھونڈنا ہوگا اور جبرائیل کو اس کے بارے میں بتانا ہوگا۔ ٹھیک ہے؟"

ولیم نے کہا، "ہاں، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جبرائیل کہاں ہے؟ تقریباً سب سمجھتے ہیں کہ وہ مر چکا ہے، لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ زندہ ہے۔"

واجدان نے چونک کر پوچھا، "تمہیں یہ کیسے پتا؟"

ولیم نے مختصر جواب دیا، "مجھے پتا ہے، بس۔"

واجدان نے اعتراض کیا، "لیکن وہ یہ سب کیسے کر رہا ہوگا؟"

ولیم مسکرایا، "وہ کر سکتا ہے۔ وہ جبرائیل راؤ ہے۔"

دونوں اپنے منصوبے پر کام کرنے لگے تھے کہ کھڑکی کے پار اندھیرے میں ایک سایہ ان پر طنزیہ مسکرایا۔ سایہ آہستگی سے سرگوشی کے انداز میں بولا، "آہ، یہ دوستی۔ جبرائیل راؤ، تمہارے ساتھ کیا کروں؟ تم نے یہ نازک تعلقات کیوں قائم رکھے ہوئے ہیں؟"

آواز بھاری اور غصے سے بھری ہوئی تھی، مگر دبے دبے انداز میں۔

پھر اچانک، اسی سایہ میں جبرائیل کی آواز گونجی، "دوستی سب سے مضبوط رشتہ ہوتا ہے، کیونکہ یہ خون سے نہیں بلکہ محبت سے جڑا ہوتا ہے۔"

یہ آواز پرسکون اور نرم تھی، جو سیاہ سایہ کی گرمی کا مقابلہ کر رہی تھی۔

سیاہِ منصف اور جبرائیل کا سامنا تھا۔ ایک طرف تاریکی تھی، تو دوسری طرف روشنی۔ سیاہ و سفید روبرو تھے

_____><_____><_____

سال:

2010

عمر:

15

میں اب 15 سال کی عمر کو پہنچ گیا ہوں اور بہت بدل گیا ہوں۔ میں بھول رہا ہوں چیزیں، مجھے چلتے چلتے کچھ ہو جاتا ہے اور میں غصہ کرنے لگ جاتا ہوں۔ میں کیا کروں؟ اور سب سے بڑی بات، میں جب یہ سب کرتا ہوں تو مجھے یاد بھی نہیں ہوتا، میں نے ایسا کب کیا۔

اگر ولیم مجھے ویڈیو نہ دکھاتا کہ کیسے میں نے ایک لڑکی سے بدتمیزی کی، تو میں مان بھی نہیں سکتا تھا۔ میں اس پر چیخ رہا تھا۔ اللہ، یہ مجھے کیا ہو رہا ہے؟

آج دسمبر کا مہینہ شروع ہوئے 5 دن گزر گئے ہیں اور میں آخرکار نفسیاتی مدد لینے کو تیار ہوں۔ میں ایسا انسان نہیں بن سکتا۔

سال:

2011

عمر:

16

میں نے ماہر نفسیات کے پاس جانا شروع کر دیا ہے اور میرا ٹراما بھی ٹھیک ہونے لگا ہے۔ میں بہتر بن رہا ہوں۔ میں نے سب سے پہلے اپنے اوپر ایک کیمرا چھوڑ دیا۔ وہ کیمرا میری شرٹ کے بٹن میں لگا ہوا ہے۔ مجھے اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جب میں چیزیں بھولتا ہوں اور اپنی دوسری شخصیت میں ہوتا ہوں تو کیا کرتا ہوں۔

میری آبزرویشن کے مطابق، میں اُس شخصیت میں یہ یاد نہیں رکھ پاتا کہ میں نے اس شخصیت میں کیا کیا، کیا سوچا، کیا یادیں بنائیں۔ سب کچھ میں بھول جاتا ہوں۔ میں غصہ ہوتا ہوں، مجھے کسی کی تسلی چاہیے ہوتی ہے، اور وہ مجھے نہیں ملتی۔ میں خود کو تسلی دینا چاہتا ہوں، لیکن میں خود سے کمیونیکیٹ کیسے کر سکتا ہوں؟

NOVEL HUT

آج میں نے ایک طریقہ نکالا خود سے کمیونیکیٹ کرنے کا۔ میں نے ایک اسٹکی نوٹ پر بہت کچھ لکھا اور اسے اپنے کمرے کے آئینے پر چپکا دیا۔ جب میں اپنی دوسری شخصیت میں گیا، تو میری اسُ شخصیت نے ان سب کو پڑھا اور اسُ میں بہت اچھے چینجز آئے۔ اسُ کا چہرہ مسکرا رہا تھا۔ میں نے اسُے اپنے بارے میں بتایا۔ وہ رو بھی رہا تھا۔ اسُ نے بھی میرے لیے نوٹس لکھے۔ وہ خوش لگ رہا تھا۔ میں نے اپنی ماہر نفسیات کو بھی بتایا۔ وہ خوش تھیں۔ انُ کا کہنا تھا کہ یہ شخصیت ایک وہ بچہ ہے جس کو توجہ نہیں ملی، جو ہمیشہ اکیلا تھا، اور تم نے بھی اسُے باہر نہیں آنے دیا، دبا کر رکھا۔ اس لیے اسُ نے تمہارے جسم میں ایک الگ جگہ بنا لی۔

اور اب وہ اپنی مرضی سے باہر آتا ہے، لیکن اگر تم اسُے ٹھیک کر لو تو وہ واپس تمہاری اس شخصیت سے مکس ہو جائے گا اور پھر تم نارمل ہو جاؤ گے۔

مجھے ڈاکٹر میڈیسن دیتی تھیں اسُ شخصیت کو دبانے کے لیے، لیکن میں نے وہ دوائیاں لینا بند کر دیں۔ وہ بھی میرا ہی حصہ ہے۔ میں نے اسُے دبا کر اچھا نہیں کیا۔ اگر میں اسُ وقت اپنے ان جذبات پر غور کرتا تو شاید یہ یوں ایسی شکل لے کر مجھے شکار نہ کرتا۔

انسان کو اُس کے علاوہ اور کوئی ٹھیک نہیں کر سکتا۔ انسان خود کو خود ہی ٹھیک کرتا ہے۔

میں نے آج یہ بات سمجھ لی اور میں خود کو خود ہی ٹھیک کروں گا۔

اب میری دوسری شخصیت بہت کول رہنے لگی ہے۔ مجھے یقین ہے میں جلدی ٹھیک ہو جاؤں گا۔

اُس نے وعدہ کیا ہے کہ میں برائی کو روکوں گا۔ اور اس کے لیے میں بہت پڑھوں گا۔

ایک مسئلہ ہے، میں نے بہت کچھ کیا اور وہ شخصیت اس شخصیت سے خوش ہے لیکن وہ پھر بھی ٹرگر ہو جاتی ہے۔ ایسا کیوں؟

میری ماہر نفسیات کا کہنا ہے کہ میں دوسرے ملک چلا جاؤں، یہاں سے دور تو ٹھیک ہو جاؤں گا۔ یہاں پر وہ جگہیں ہیں جہاں پر جا کر میرا دماغ ان واقعات کو یاد کرتا ہے، اس لیے یہی بہتر ہے۔

NOVEL HUT

اور میں واپس پاکستان جا رہا ہوں۔ آج بہت خاص دن ہے۔ میں ٹھیک ہو گیا ہوں۔ میں پاکستان میں ایک مہینہ زیر علاج رہا ہوں اور اب ٹھیک ہو چکا ہوں۔ مجھے سرٹیفیکیٹ ملا ہے ٹھیک ہونے کا۔ اور اب میں اس ڈائری کو کبھی نہیں لکھوں گا۔

میری فیلنگز شیئر کرنے کی اب مجھے ضرورت نہیں۔ میں اپنی ساری فیلنگز شیئر کر چکا ہوں۔ اب میں کچھ بھی دل میں نہیں رکھتا۔ سب ولیم کو بتا دیتا ہوں۔ ولیم بھی میرے ساتھ پاکستان آیا ہے اور میں بہت خوش ہوں۔

اور یہاں میرا ایک نیا دوست بنا ہے، وجدان۔ اللہ، زندگی اتنی بھی حسین ہو سکتی ہے۔ میں اپنے لیے کافی ہوں اور میں نے خود کو ٹھیک کر لیا۔

<-----<----->-----

NOVEL HUT

اگلے ہی صفحے پر وہ سرٹیفیکیٹ چپکا ہوا تھا جو فولڈڈ تھا تاکہ وہ پورا آجائے

سحرش نے وہ ڈائری رکھ دی۔

"او خُدایا، اسُ نے کتنا کچھ فیس کیا اور پھر بھی وہی مسکان... اللہ۔"

اسُ نے اپنی آنکھیں بند کیں اور اپنا سر اسُ بغیر چاند کی رات میں دیوار سے ٹیکا کر موڑ لیا۔

اسُ کی بالکنی میں ایک سیاہ ہیولا آیا۔ وہ قدم قدم چلتا اسُ کے قریب آیا اور پنجوں کے بل اسُ کے پاس بیٹھ گیا۔ سحرش نے سفید سا کرُتا شلوار اور سفید دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا۔ اسُ نے کاجل اسُ کی آنکھوں پر لگا دیا۔

وہ پھر قدم قدم چلتا کھڑکی کے پاس آگیا اور اسُے دیکھنے لگا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔

سحرش نے آہٹ پر آنکھ کھولی تو دیکھا کھڑکی کھلی تھی۔ پردہ ہوا سے پھڑ پھڑا رہا تھا۔

اسُے یاد تھا اسُ نے کھڑکی نہیں کھولی تھی۔ تو اب کیسے کھل گئی؟

اسُ نے کھڑکی بند کر کے لاک کر دی اور پھر اپنے آپ کو شیشے میں دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔ اسُ کے میک اپ سے عاری چہرے پر کاجل لگا تھا۔

اسُ نے واپس کھڑکی کو دیکھا اور کاجل صاف کرنے کی کوشش کی، لیکن صاف نہ کر سکی۔

اسُ کے منہ سے بس یہ الفاظ ادا ہوئے:

"آجا سونا گلیاں سجنا

سانوں قبول تیری لڑائیاں۔"

-----><-----><-----

ایک سیاہ کمرہ تھا جس میں ایک بچہ کرسی پر بیٹھا تھا، سیاہ آنکھوں والا بچہ۔ اس کی آنکھیں ویران تھیں۔ اُس کے سامنے ایک نیلی آنکھوں والی لڑکی تھی جسے کرسی سے باندھا ہوا تھا۔ اُس لڑکی کو ایک کرسی سے باندھا ہوا تھا۔ اُس بچے کا ہاتھ بھی بندھا تھا۔ وہ قدم قدم چلتا وہ وجود داخل ہوا جس کی آنکھیں لال انگارے جیسی تھیں اور اُس کے ہاتھ میں ایک بیٹری تھی۔ اُس نے اُس بیٹری کو نیچے رکھا اور اُس سے وہ دو طرح لڑکی کے دونوں ہاتھوں پر لگائی۔ اور پھر اُس بچے کا ہاتھ کھولا، "بیٹا، یہ کون ہے؟"

وہ بچہ نے اپنی آنکھیں اُس آدمی کی طرف اٹھائیں اور پھر جواب دیا، "یہ میری والدہ ہیں۔" اُس کا لہجہ میں کچھ بھی نہ تھا، کوئی جذبات نہیں تھے۔ "کیسی ہیں؟"

"اچھی" ایک لفظی جواب آیا۔

"آپ سے پیار کرتی ہیں؟" اُس سے آگے پوچھا۔ "جی، صرف مجھے پیار کرتی ہیں اور میرا علاوہ سب سے نفرت کرتی ہیں۔" وہ بچہ نے جواب دیا۔"

اور آپ؟" اُس وجود نے اپنا غصلا لہجہ سے پوچھا "میں، پتہ نہیں؟"

"ٹھیک ہے، آپ ان سے آخری بار بات کر لو کیونکہ پھر یہ کبھی بات نہیں کر پائیں گے۔"

اُس بچہ نے پوچھا "کہاں، آپ پاپا کے پاس جا رہی ہیں؟"

اس وجود نے سوال کا بدلہ سوال کیا "آپ کا پاپا کہاں گئے ہیں؟"

وہ لڑکا نے باہر سمندر کی طرف اشارہ کیا، وہ پانی میرے پاپا کو لے گیا تھا اور میری ماما نے کہا کہ وہ بھی اسی پانی میں چلوں گی، میرے پاپا کے ساتھ کسی دن۔ اور مجھ سے کہا کہ میں ان کا انتظار نہیں کروں گی کبھی۔"

NOVEL HUT

اس وجود نے مڑ کر اُس عورت کو دیکھا جو گردن اکڑ کر بیٹھی تھی اور سامنے کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔ اُس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی اور کھڑکی پر بھی عجیب سی رونق تھی، جیسے وہ خوش ہو۔ اُس کی آنکھوں میں وہ جذبہ تھا جو ایک جنگ کرنے والے

سپاہی کی آنکھوں میں ہوتا ہے، جیسے اسے پتا ہو کہ میں اس جنگ سے زندہ نہیں آوں گا، مر جاؤں گا تو شاید کہہ لوں گا، اور زندہ بچا تو بھی جیت جاؤں گا۔

وہ بچہ اپنی ماں کے پاس آیا اور بس ایک سوال کیا "امی، آپ مجھ سے پیار کرتی ہیں؟" اُس عورت نے سر ہلا دیا۔ "اور سب سے زیادہ آپ مجھ سے پیار کرتی ہیں۔" اُس عورت نے مسکرا کر بس اتنا کہا "مجھ سے پہلی سی محبت میرا محبوب نہ مانگے۔"

اس کے بعد وہ بچہ نے اُس عورت کے دونوں ہاتھ چومے اور کہا "آپ سب سے زیادہ ابو سے محبت کرتی ہیں۔"

وہ لڑکی مسکرائی اور نیچے دیکھنے لگی۔ "ہائے، یہ دل اور اس کا مسئلہ۔" وہ بچہ نے ہاں میں سر ہلاتا ہوا آگے کہا۔ "اب آپ پاپا کے پاس جا رہی ہیں، آپ کچھ رہیں گی؟" اور یہ کہہ کر وہ وہاں سے باہر جنگل کی طرف چلا گیا۔ وہ وجود اُس لڑکی کے پاس آیا اور لڑکی نے اُس کی طرف دیکھا۔ دونوں کی آنکھیں ٹکرا گئیں اور اُس وجود کی آنکھوں میں نرمی آگئی۔ جو اُس لڑکی

نے بہت اچھے سے بھمپل کہا "ہائے، دل اور اس کا مسئلہ۔" اُس لڑکے نے نظر مڑ کر اُس سے پوچھا، "تمہاری آنکھوں میں یہ کیسی چمک ہے؟ "

وہ لڑکی نے اُس کی طرف دیکھ کر کہا "میری آنکھوں میں وہی چمک ہے جو ہر عاشق کی آنکھوں میں ہوتی ہے... تمہاری ماں کی بھی ہے۔" اُس وجود نے اُس کی طرف دیکھا۔ "چلو ایک عاشق ایک اور عاشق سے پوچھتا ہے آج... بتاؤ کیا کرو گے، میرا ساتھ؟"

اس نے جواب دیا بجلی سے بے ہوش کر کے، "تمہیں یہی زندہ دفناؤں گا۔" اُس لڑکی نے کھڑکی کی طرف دیکھا، اُس سمندر کو دیکھا اور کہا "میری آخری خواہش نہیں پوچھوں گا۔" "سیاہ انصاف، مرنے والے کی آخری خواہش نہیں پوچھتا، کہ لوگ زندگی مانگتے ہیں اور میں موت ہوں۔ لیکن تم زندگی نہیں مانگو گی، تمہیں ازرائیل کا خود نہیں۔ تم پہلی ملزم ہو، بتاؤ تمہاری خواہش کیا ہے؟"

وہ لڑکی مسکرا دی، "مجھے پتہ تھا تم یہی کہو گے۔" مجھے زندہ دفن کر کے جب میری سانس رک جائے، تو مجھے سمندر میں بہا دینا۔" اُس نے ہاں میں سر ہلا دیا اور اسُے مرنے کے بعد بہا

دیا۔ اور وہ بچہ چپکے سے اپنی ماں کو بیٹھا دیکھ رہا تھا، لیکن اُس کی آنکھوں سے ایک آنس و تک نہ نکلا۔ سب کی کہانی الگ ہوتی ہے اور وہ ٹوٹے دل کی مالک جس نے
کتنے لوگوں کو مارا اور مافیا کی فی میل باس تھی، اللہ جانے اسُے کس نے زندہ مردہ کیا تھا۔

بھوری آنکھوں والا لڑکا ایک اندھیروں کمرے میں بیٹھا تھا، سامنے اسکرین ہی اسکرین تھی۔ اُس اسکرین پر کئی منظر چل رہے تھے، جن میں سے ایک منظر میں ایک مرد تھا جس کی آنکھیں سبز تھیں۔ زہر جیسی سبز اور ساتھ ہی چہرے پر ایک نشان تھا۔ بہت آرام سے اُس نے لینز اتارے اور اُس کی سنہری آنکھیں واضح ہوئیں اور ساتھ ہی اُس کا وہ بڑا نشان اُس نے صاف کر لیا۔ اسُے دیکھ کر جبرائیل روئے اور مسکرائے۔ جبرائیل اپنی جگہ چھوڑ کر اٹُھا اور پھر ٹوپی پہنتا ہوا اُس اندھیرے کمرے سے باہر نکل گیا۔

NOVEL HUT

۔۔۔۔۔><۔۔۔۔۔><۔۔۔۔۔

ہم کچھ مہینے پہلے جاتے ہیں جب جبرائیل کی موت کی خبر خراب نکلی تھی اور پورے ملک میں اسُے مطلوب قرار دیا گیا تھا۔

جبرائیل سمندر میں گر گیا تھا لیکن وہ مارا نہ تھا۔ انہی لوگوں نے اسُے نکال کر اپنا ساتھ لے گئے اور اسُ کا خود ہی علاج کیا۔ جب اسُے ہوش آیا تو وہ ایک عمارت میں تھا جہاں کوئی نہ تھا۔ اسُے علم ہوا کہ یہ لوگ حکومت کے بندے ہیں نہ کہ وہ جس نے اسُے گولی ماری تھی اور جو اسُے انڈرگراؤنڈ اپنی تحویل میں لانے کے لیے لے آیا تھا۔ ایسا مجرم جو بہت خطرناک ہوتا ہے، عوام کے دباؤ کی وجہ سے انُ کا ٹرائل نہیں ہو پاتا، انُہیں حکومت منظرِ عام سے غائب کر دیتی ہے۔ اور جبرائیل بھی انُ میں شامل تھا لیکن اسُ کا چاہنے والا بہت سا اور ایک گارڈ بھی انُ میں شامل تھا۔ اسُ نے جبرائیل کو رات کے وقت کچھ اور افسروں کے ساتھ نکلوا دیا اور جبرائیل وہاں سے بھاگ گیا۔ اسُ کا کسی کو علم نہ تھا کہ وہ کہاں تھا، وہ اپنا گھر جاتا یا سحرش کے پاس جاتا تو پکڑ لیا جاتا۔ تو اسُ نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ سیاہِ منصف کا سارا مسئلہ حل کرے گا اور خود کو بے گناہ ثابت کرنے کے لیے یہاں سے نکلنا چاہے گا۔

۔۔۔۔۔><۔۔۔۔۔۔><۔۔۔۔۔

اب سحرش کی عدت پوری ہو گئی تھی اور وہ خاموشی سے رہتی تھی۔ پھر آیان صاحب اسُ

کے لیے ایک رشتہ لے آئے تھے، اپنا بیٹا کا۔ یہ سن کر سحرش حیران ہو گئی۔ وہ دروازے پر کھڑی سن رہی تھی۔

"لیکن آیان میری بات سمجھو، سحرش کبھی نہیں مانے گی۔" "علی بھائی آپ نے اپنا پہلا ہی جبرائیل سے شادی کروا کر ایک غلطی کی تھی، اب آپ یہ سدھاریں، اُس سے منگنی کروائیں۔" علی صاحب کو غصہ آگیا، "دیکھو میں نہیں مانتا کہ جبرائیل کوئی غلط انتخاب تھا، بس اُس کی عمر کم تھی۔" "چلو آپ کی بیٹی کم عمر ہے، آپ لڑکی سے شادی کروائیں گے۔"

سحرش ایسا نہیں چاہتی تھی لیکن اپنے والد کی بات کا احترام کرتے ہوئے مان گئی۔ ابھی تو جبرائیل کو گئے سال بھی نہ ہوئے تھے اور وہ دوسری شادی کر رہی تھی۔ اُس نے وہی ڈائری نکالی، اُس نے دیکھا کہ ڈائری میں آگے بھی کچھ لکھا تھا لیکن کیا پہلے کیوں نہیں دیکھا۔ اُس نے وہ کتاب کے آخری ورق پر لکھا تھا:

سال:

NOVELHUT

202

عمر: 1

26

میں نے سوچا تھا کہ اُس کا بعد مجھے کبھی ایسا لکھنے کی ضرورت نہیں ہوگی لیکن میں غلط تھا، میرے جذبات کا باران میں ابھی بھی ایسا جذبات ہیں جو میں لکھ سکتا ہوں جس کا میں کسی سے نہیں کہہ سکتا۔

میری شادی ہو گئی ہے، اور میری پیاری بیگم سمجھتی ہے کہ میں اسُے محبت نہیں کرتا، مجھے اسُے صرف عقیدت ہے، صحیح سمجھتی ہے مجھے اسُے عقیدت ہے... لیکن صرف عقیدت نہیں۔ اسُے مجھ سے محبت ہے۔ وہ پوچھتی ہے، "آپ کو مجھ سے پہلی نظر میں محبت ہوئی تھی؟" اور میں بس اتنا ہی کہتا ہوں، "پہلی نظر صرف عقیدت کی تھی۔" بے وقوف نہ ہوتی، پہلی نظر میں محبت تھوڑی ہوتی ہے۔ اسُ نے پوچھا کہ مجھے اسُ سے محبت ہے اور میں انکار کر دیا، مجھے عقیدت ہے، لیکن اسُ نے آگے پوچھا نہیں، اسُ نے یہ نہیں پوچھا کہ مجھے اسُ

سے عشق ہے یا نہیں۔ مجھے تو اسُ سے عشق ہو چکا تھا۔ محبت انسان تین بار کرتا ہے اور میں اسُ کی پہلی محبت ہوں، لیکن عشق بس ایک بار۔ اچھا ہے وہ میرا بعد موو آن کر جائے گی، لیکن میں...مجھے تو عشق ہے، میں نہیں کر پاؤں گا۔

بس وہ ایک بار تو پوچھا مجھ سے کہ مجھے اسُ سے عشق ہے یا نہیں اور میں ہاں کہوں اور وہ مجھے گلے لگا لے۔ "ہائے، میں تو خوشی سے مر نہ جاؤں اسُ دن۔" ٹپ... ٹپ... آنسو اسُ کاغذ کو بھیگوا رہے تھے۔ "جبرائیل"...

وہ اسرار پر شادی کے لیے مان گئ لیکن امان انکار کر دیتا ہے شادی سے اور وہ زبردستی نکاح کر رہا ہوتا ہے سحرش سے جبکہ وہ عائشہ کو پسند کرتا ہے۔

امان اپنے کمرے میں اپنی ادھوری محبت کا غم منا رہا ہوتا ہے، کل اسُ کا نکاح تھا۔ جب اسُے ایک خط ملتا ہے، وہ اسُے پڑھتا ہے اور ایک نمبر پر کال کرتا ہے۔ چند منٹ بات کرنے کے بعد وہ اب نارمل تھا۔

-----><-----><----

نکاح کا دن آگیا اور سحرش کمرے سے غائب تھی، مہمان آرہے تھے لیکن صرف کمرے میں نہ سحرش تھی اور نہ کوئی اسُ کا سراغ، اسُ کا فون بھی بند تھا، سب بہت پریشان تھے، سارا مرد باہر اسےُ ڈھونڈنے کے لیے نکل گئے تھے لیکن کسی کو اسُ کا پتہ نہیں تھا۔ رات کو نکاح تھا اور وہ غائب تھی۔ سب نے آخر کار سوچا کہ عائشہ کا نکاح امان سے کروایا

جائے اور پھر ایسا ہی ہوا۔ رات کو نکاح پڑھوایا گیا اور عائشہ امان کی ہو گئی۔ لیکن سحرش کا کیا ہوا؟ اسُ کے لیے ہمیں ایک رات پیچھا جانا ہو گا۔

فجر سے پہلے سحرش تہجد پڑھ رہی تھی کہ اچانک امان کمرے میں داخل ہوا وہ اسے دیکھ کر تھک گئی آپ۔

"ہاں تم نیچے آؤ، اور سہن میں۔"

وہ نیچے چلی گئی اور اچانک سے اس کا منہ پر کسی نے رومال رکھ دیا اور وہ بے ہوش ہو گئی۔ وہ ہوش میں آئی تو وہ بیک سیٹ پر بیٹھی تھی اور آگے امان گاڑی چلا رہا تھا۔ وہ خود زاد تھی۔

"آپ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں؟"

"سحرش خاموش رہو تم۔ ابھی پتہ چل جائے گا۔"

اس نے گاڑی سے اکھڑنے کی کوشش کی تو امان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچا اور گاڑی کا بریک پر پاؤں رکھا "دماغ ٹھیک ہے؟ کیا اپنے آپ کو سپر مین سمجھا ہوا ہے؟"

اس کے ہاتھوں کو اپنی چادر سے باندھا اور پھر پیروں کو بھی اسُی چادر سے باندھ کر اس کی مزاحمت کو کسی خاتمے میں نہ لاتا ہوا واپس ڈرائیونگ شروع کر دی۔

"سحرش دیکھو تم محفوظ ہو اور میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا، بہن ہو تم میری۔" یہ کہتا ہوا وہ ایک سنسان جگہ پر گاڑی لے آیا اور وہاں ہی گاڑی روک دی۔ وہاں پر ایک اور گاڑی آئی اور اس میں سے ایک شخص اترا اور سحرش کی طرف کا دروازہ کھولا، اسُے باہر نکالا اور پھر اسُے اپنی گاڑی میں ڈالا۔ "بہت اچھا" اسُ شخص نے امان سے کہا۔

"جبرائیل بھائی آپ کا بہت شکریہ۔"

"کوئی بات نہیں بچہ، تم بس اپنا خیال رکھو۔ آگے کا میں دیکھ لوں گا۔" یہ کہتا ہوا اُس نے سحرش کو کھول دیا، سحرش اسُے گلے لگا کر رونا لگ گئی اور جبرائیل اُس کو تسلی دیتا رہا۔

"میں زندہ ہوں اور تمہیں کیا لگا؟ تمہیں اپنی زندگی میں کسی اور کا ہونا دوں گا۔"

جبرائیل نے نکاح کے بعد علی صاحب کو کال ملائی۔

"میں نے آپ سے کہا تھا کہ میں اپنی امانت آپ کے سپرد کر رہا ہوں، مگر آپ تو اس میں خیانت کر رہے تھے۔ اس لئے میں اپنی امانت خود لگا رہا ہوں۔" جبرائیل نے یہ ختم ہی کال کٹ دی اور سحرش کی طرف دیکھا جو اُس کا سارا قصہ سن کر اب سو رہی تھی۔

جبرائیل خوش تھا۔

امان خوش تھا۔

لیکن یہ خوشی کب تک رہتی؟ ابھی جبرائیل کو اپنی بے گناہی ثابت کرنی تھی۔

سحرش اگلی صبح اٹھی تو اسُ نے دیکھا کہ جبرائیل وہاں موجود نہ تھا۔ وہ کمرے سے باہر آئی تو وہاں ٹیبل پر اسُ کا ناشتہ رکھا تھا۔ اسُ نے خاموشی سے ناشتہ کیا اور گھر کی صفائی کرنے لگ گئی۔ جبرائیل نے اسُے باہر جانے سے منع کیا تھا۔

کچھ دیر بعد جبرائیل کمرے میں داخل ہوا اور سحرش کے پاس آیا۔ اسُ نے سحرش کو مخاطب کیا:

"سحرش، چلیں۔"

سحرش نے سر اٹھا کر اسُ کو دیکھا، "کہاں جانا ہے؟"

جبرائیل نے خاموشی سے اسُے چند پل دیکھا اور جواباً کہا، "تمہارا گھر، اور کہاں۔"

سحرش نے او کے انداز میں ہونٹ گول کیے اور صوفے سے اٹھ گئی، لیکن پھر کچھ یاد آنے پر پوچھا، "پہلے میرے سوال کا جواب دیں۔"

"جی، بیگم، پوچھیں۔"

"آپ کو مجھ سے محبت ہے؟"

NOVEL HUT

جبرائیل نے ہمیشہ کی طرح جواب دیا، "نہیں۔"

"اچھا، آپ کو مجھ سے پیار ہے؟"

"نہیں۔" اسُ نے پھر وہی جواب دیا۔

"آپ کو مجھ سے عشق ہے؟"

اس بار جبرائیل کی مسکراہٹ سمٹی، اور اسُ نے سحرش کو دیکھا۔ چونک کر، حیرت سے۔ سارا معاملہ اسُ کی سمجھ میں آگیا۔

اسُ کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور اسُ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اسُ نے اپنا چہرہ پر ہاتھ رکھ لیا اور نیچے دیکھنے لگا۔

"جبرائیل، آپ شرما رہے ہیں؟" سحرش اسُے دیکھ کر محظوظ ہوئی۔ اسُ نے اسُے کافی دفعہ گڑبڑاتے دیکھا تھا، مگر شرماتے...یہ آج پہلی بار تھا۔

جبرائیل گاڑی کی طرف بڑھ گیا اور سحرش کے لیے دروازہ کھولا۔ سحرش گاڑی میں بیٹھ گئی اور جبرائیل اپنی طرف آکر بیٹھ گیا۔ سحرش نے جبرائیل کو تنگ کرنے کا سوچا۔

"جبرائیل، آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔"

لیکن اس بار جبرائیل تیار تھا۔ اُس نے سحرش کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لیا۔

"سحرش، مجھے آپ سے عقیدت ہے اور بے تحاشہ محبت۔"

سحرش نے پلکیں جھکا دیں۔

NOVEL HUT

"آپ میری پہلی اور آخری محبت ہیں اور میرا ولی عہد عشق۔"

اس کے بعد اُس نے گاڑی واپس اپنے راستے پر روانہ کردی، مگر اُس کا ہاتھ نہ چھوڑا۔

۔۔۔۔۔><۔۔۔۔۔><۔۔۔۔۔

علی صاحب نے ان دونوں کا استقبال کیا اور پھر تھوڑی عام گفتگو کے بعد علی صاحب نے جبرائیل سے سارا ماجرا پوچھا، تو جبرائیل نے ساری بات انُ کے گوش گزار کردی۔

اتنی دیر میں امان بھی آگیا اور جبرائیل سے بہت اچھے سے ملا اور اس کا منہ بھی میٹھا کرایا۔ جبرائیل، جو میٹھا نہیں کھاتا، امان کے اس انداز پر منع نہ کر سکا اور خوشی خوشی مٹھائی کھا لی۔

ایان صاحب آئے لیکن ان سب کو ایسے دیکھ کر واپس چلے گئے۔

NOVEL HUT

جبرائیل سحرش کو وہاں چھوڑ کر اپنے اپارٹمنٹ آگیا اور وہاں کچھ ڈھونڈنے لگا۔ واجدان اور ولیم دونوں اس کے اپارٹمنٹ میں داخل ہوئے اور اسے گلے لگا لیا۔ ولیم کی آنکھوں میں تو

باقاعدہ آنسو آ گئے تھے۔ جبرائیل انُہیں اپنا اگلا لائحہ عمل بتا رہا تھا کہ باہر سے پولیس کے سائرن کی آواز آنے لگی۔ اور تھوڑی ہی دیر بعد واجدان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگائی جا رہی تھیں اور اسُے لے جایا جا رہا تھا۔

وہ پولیس کی موبائل میں بیٹھا اور بغیر کسی ہنگامے کے چلا گیا۔ یہ سب ٹی وی پر لائیو دکھایا جا رہا تھا۔ سحرش یہ سب دیکھ کر بہت پریشان ہو گئی اور علی صاحب کا چہرہ بگڑ گیا جبکہ ایان صاحب کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ امان البتہ پریشان تھا۔

جبرائیل گرفتار ہو چکا تھا اور اب اسے ان تمام جرائم کی سزا دی جانے والی تھی جس میں اس کا کسور بھی نہیں تھے۔ کئی قتل اور کئی واقعات جن کا ذمہ دار وہ نہیں تھا، لیکن حالات اور ثبوت اسے قصوروار ثابت کرنے کے لیے کافی تھے۔

-----><-----><-----

حصہ چہارم

شیر کا انداز

شیر جنگل کا راجا۔ اس بارے میں کون نہیں جانتا۔ جب وہ چلتا ہے تو اس کی چال میں ایک الگ رعب ہوتا ہے۔ وہ اتنی طاقت کا مالک نہیں ہوتا جتنی اس کے پاس موجود ہوتی ہے۔ وہ

جنگل کا تاج پہنتا ہے حالانکہ وہ جنگل کا سب سے زیادہ تیز جانور نہیں، اس سے تیز چیتا ہوتا ہے۔ نہ ہی وہ سب سے بڑا جانور ہوتا ہے، اس سے بڑا ہاتھی ہے۔ نہ ہی سب سے لمبا، زرافہ اس سے زیادہ لمبا ہے۔ پھر اسے ہی یہ اعزاز کیوں حاصل ہے ؟

جبرئیل گرفتار ہو گیا تھا۔ اور یہ خبر جنگل میں آگ کی مانند پھیل گئی تھی۔ عام عوام سڑکوں پر نکل آئی تھی۔ وہ نعرے لگا رہی تھی۔ ان کے لیے جبرئیل ان کا ہیرو تھا۔ اور بڑے بڑے سیاستدان اور بزنس مینوں کے لیے وہ بس ایک قاتل۔

عوام اپنی جگہ ٹھیک تھی لیکن امراء بھی غلط نہ تھے۔

ان کا کہنا تھا قتل، قتل ہوتا ہے جیسا بھی لوگوں کا ہو اور عوام کا کہنا تھا کہ جن کا قتل ہوا وہ مرنے کے حقدار تھے۔

پورے ملک کا نظام بگڑ گیا تھا یہاں تک کہ فوج سڑکوں پر نکل آئی تھی۔

جبرئیل راؤ

ایک وِجلانٹک ہیرو

یا ایک سائیکوپیتھ کلر؟

کون ہے وہ ؟

یہ اب کورٹ میں ثابت ہو گی۔

عوام کے دباؤ کی وجہ سے عدالت بھی ایسی پسند کی گئی جس نے انصاف کے پیمانے پر اس کیس کا فیصلہ کرنا تھا۔

جبرئیل راؤ کو قاتل اس ویڈیو نے ثابت کیا جس میں وہ ایک سفید وین میں اترتا اور چڑھتا نظر آیا تھا۔یہ وہی وین تھی جو اس پہلے مقدمے میں شامل تھی۔

واجدان اور ولیم کورٹ میں داخل ہوئے لیکن سحرش نہ آئی۔ جبرئیل نے اسے ہدایت دی تھی کہ وہ نہ آئے، جو کچھ بھی ہو جائے وہ نہ آئے۔

ایک طرف جبرئیل تھ ا

اور دوسری طرف پورا کرپٹ امراء جو اسے سزائے موت دلوانا چاہتے تھے۔

مقدمہ شروع ہوا، سب سے پہلے جبرئیل سے چند سوال کیے گئے۔

NOVEL HUT

آپ کا نام؟

"جبرئیل

راؤ"

آپ کا پیشہ؟

"ڈیٹیکٹیو

تھا۔"

تھا؟

"ہاں، میں نے یہ پیشہ کچھ ماہ پہلے چھوڑ دیا تھا۔"

وجہ؟

"میں اس وجہ سے ذہنی طور پر غیر مستحکم ہو گیا تھا۔ اپنی ذہنی صحت کی وجہ سے میں نے یہ پیشہ چھوڑ دیا۔"

کیسی انسٹیبیلٹی؟

"مجھے چیزیں بھولنا شروع ہو گئی تھیں۔ میرا غصہ قابو سے باہر ہو رہا تھا۔ میں کہیں اور ہوتا تھا اور اگلے ہی پل کہیں اور موجود ہوتا تھا۔"

جبرئیل کی صحت کی رپورٹ عدالت میں پیش کی گئی۔ اس کی ہسٹری میں اسے ڈی آئی ڈی کا مریض صاف صاف لکھا ہوا تھا۔ فوراً سوال آیا:

آپ ڈی آئی ڈی کے مریض رہ چکے ہیں؟

"جی۔" وہ بے تاثر رہا اور اس کی گردن یوں ہی کھڑی رہی، اس میں کوئی جھکاؤ نہ تھا۔

"میں ٹھیک ہو گیا تھا۔"

اس نے مزید کہا۔

ایسے کئی سوال کیے گئے جن میں اس کے والدین کے بارے میں بھی شامل تھا اور قتل کے اوپر بھی۔ اس نے سب کا مختصر الفاظ میں پختہ مگر ٹھوس جواب دیا۔

آخری سوال کیا گیا۔

کیا آپ ہی سیاہِ منصف ہیں؟

اس نے حلف لیا تھا، وہ جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔

"نہیں۔"

ایک لفظی جواب جس نے سب کچھ واضح کر دیا۔ واجدان اور ولیم کو شک تھا لیکن اب وہ مطمئن تھے۔

اس کو ایک اور تاریخ دی گئی۔ اور اس تاریخ میں اس کا فیصلہ ہو گا۔

یا اس کو کوئی سزا نہیں ملے گ ی

یا سزائے موت ملے گی

کوئی درمیانی راستہ میسر نہ تھا۔ یہ

صرف جبرئیل کی جنگ نہ تھی۔

اس میں پورا ملک شامل ہو گیا تھا۔

سحرش کی دعاؤں میں اضافہ ہو گیا تھا۔ اور علی صاحب پہلی بار پریشان ہوئے۔

-----><------><-----

عیان صاحب اپنے کمرے میں بیٹھے تھے۔ انہوں نے خاموشی سے باہر آدھے چاند کو دیکھا۔ اچانک سے ان کو اپنا پیچھا کوئی محسوس ہوا۔ لیکن بہت دیر ہو گئی تھی۔ انہوں نے مڑ کر دیکھا تو کوئی نہ تھا۔ انہیں یقین تھا کوئی تھا اور ابھی سے نہیں، بہت پہلے سے کوئی ان کا پیچھا کر رہا تھا۔ انہیں قدم قدم پر کسی کی موجودگی محسوس ہوتی تھی۔ انہوں نے اپنی چائے کا کپ منہ سے لگا لیا اور واپس چاند کو دیکھنے میں مصروف ہو گئے۔

ایک وقت آتا ہے انسان کو صرف تنہائی چاہیے ہوتی ہے، وہ کسی اور انسان کا محتاج نہیں رہتا اور یہ وہ وقت ہوتا ہے جب وہ اپنی دنیا سے نکل کر اصلی دنیا میں آ جاتا ہے۔

جبرئیل اپنے جیل کے سیل میں موجود تھا، اس نے سلاخوں پر ہاتھ رکھا ہوا تھا اور وہ باہر اس آدھے چاند کو دیکھنے میں مصروف تھا۔

سحرش اپنے کمرے میں موجود تھی۔ وہ کھڑکی کے پاس کھڑی تھی اور اس آدھے چاند کا دیدار کر رہی تھی۔

اور وہ بچہ اس کاٹیج میں موجود تھا، وہ بھی اس چاند کو دیکھ رہا تھا۔

-----><-----><-----

کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا، جبرئیل قدم قدم چلتا اس کمرے کے درمیان میں آیا۔

اس کی آنکھیں اس کے سامنے کھڑے عجیب و غریب وجود کی آنکھوں سے ٹکرائیں۔

"جبرئیل راؤ۔"

"سیاہِ منصف۔"

دونوں نے ایک ساتھ ایک دوسرے کو پکارا۔

"تم ایسا کیوں کر رہے ہو؟" جبرئیل نے سوال کیا۔

"میں وہی کر رہا ہوں جو کرنے کی تم میں ہمت نہیں ہے۔" اس نے اپنے انداز میں جواب دیا۔

"میں نے کیا نہیں کیا؟"

"تم نے اپنے والدین کو انصاف نہیں دلایا۔"

"تم نے تو دلایا نہ؟ اب چلے جاؤ، سکون سے رہنے دو مجھے۔ تم واپس کیوں آئے ہو؟" اس نے تھکے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تم اپنے والدین کا بدلہ لو گے، لیکن تم نے نہیں لیا۔"

"میں انہیں کیسے مار سکتا ہوں؟ قانون کی عدالت نہیں تو اللہ کی عدالت میں ہی سہی۔"

"نہیں، یہ میرے وعدے کا جواب نہیں نا۔"

وہ دونوں بالکل ایک جیسے تھے، کمرے کی تاریکی میں بس بیچ میں ایک سفید روشنی تھیجس میں وہ کھڑا تھا، اور اس کے سامنے وہ عجیب وجود۔

دونوں کی شکل ایک جیسی تھی، مگر فرق تھا تو ان کی آنکھوں میں۔

ایک کی آنکھیں ٹھنڈی تھیں، پر سکون۔

دوسرے کی آنکھیں گرم تھیں، انگارے جیسی گرم۔

دونوں ایک جیسے تھے، لیکن بہت مختلف بھی۔

وہ جبرئیل کا وہی پہلو تھا جسے اس نے سولہ سال کی عمر میں الوداع کہہ دیا تھا، لیکن وہ واپس آگیا تھا۔

سیاہِ منصف کا سب سے بڑا دشمن جبرئیل راؤ تھا۔ وہ اپنا دشمن خود تھا۔

انسان کا سب سے بڑا دشمن وہ خود ہوتا ہے۔

جبرئیل نے قانون کے ذریعے انصاف لانے کی کوشش کی، لیکن وہ نظام کرپٹ تھا اور جبرئیل راؤ کے پاس کوئی چارہ نہ رہا، تو وہ خاموش ہوگیا۔ اس نے سب اللہ پر چھوڑ دیا۔ لیکن اس

کے اس حصے کا کیا؟ وہ بھول گیا کہ اس کا وہ حصہ نہ دس سال کی عمر میں معاف کرنے کو تیار تھا اور نہ اب۔

اور یہی وجہ تھی کہ وہ واپس آگیا، اپنا بدلہ لینے۔

اور اس نے اپنے سب سے بڑے ہمدرد کو ہی اپنا سب سے بڑا دشمن مانا۔

لیکن اس نے جبرئیل کو نہیں پھنسایا، تو پھر کس نے پھنسایا؟

اس کا جواب دونوں کے پاس تھا۔

"تم غلط کر رہے ہو۔"

"میں ٹھیک کر رہا ہوں۔ جب آپ کو حق نہ ملے تو آپ باغی بن جاتے ہیں۔ میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ یہ صدیوں سے چلتا آرہا ہے... جبرئیل، انجان مت بنو۔ قائد نے بھی پہلے نظام میں رہ کر انصاف کی کوشش کی تھی، لیکن انہیں نہ ملا۔ تو انہوں نے اس سے باہر نکل کر احتجاج کیا۔ حالات جیسے ہیں، یہ وقت دور نہیں۔ بس قائد میں اور ہم دونوں میں یہ فرق تھا کہ ان کی شخصیت ہماری طرح تقسیم نہیں تھی، دو حصوں میں بندھی نہیں تھی۔

ہم دونوں اگر ایک ہو جائیں، تو ہمیں کوئی نہیں ہرا سکتا۔"

سیاہِ منصف نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا، جبرئیل سے ہاتھ ملانے کے

لیے۔ جبرئیل نے دو پل اسے دیکھا، پھر اس ہاتھ کو اور اسے تھام

لیا۔

سیاہِ منصف کا اختتام ہوا، اب بس جبرئیل راؤ تھا۔

جبرئیل راؤ جو سفید تھا۔

سیاہِ منصف اس کی ہی سیاہ پہچان تھا۔

اب دونوں ایک ہو گئے تھے۔

اب وہ جبرئیل راؤ تھا، سرمئی جبرئیل راؤ۔

وہ نہ سیاہ رہا نہ سفید۔ اس سرمئی دنیا میں وہ بھی سرمئی ہو گیا تھا۔ اس کا حصہ بن گیا تھا۔

-----><-----><-----

جبرئیل کی آنکھ کھلی۔ اس نے اپنے پسینے سے بھیگے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

وہ ٹھیک ہو گیا تھا۔ اس نے خود کو ٹھیک کر لیا تھا۔

وہ اپنا سب سے بڑا دوست تھا۔

انسان کا سب سے بڑا دوست وہ خود ہوتا ہے۔

جبرئیل کو وہ ساری یادیں یاد آگئیں جو اسے یاد نہ تھیں، جن کو وہ بھول گیا تھا۔

یا وہ ساری یادیں جو سیاہِ منصف کی تھیں، وہ اسے یاد آگئیں۔

اس نے اپنا آخری انتقام لینے کا سوچا، جس کا اس نے وعدہ کیا تھا لیکن پورا نہ کر سکا۔

اب وہ اپنا انتقام لے گا، اور لے کر ہی رہے گا۔

آخری دن آپہنچا تھا جب جبرئیل کی زندگی کا فیصلہ ہونا تھا۔

عدالت کا کمرہ خاموش تھا، جیسے وقت تھم گیا ہو۔ ہر شخص کی نظریں جج پر مرکوز تھیں، جنہوں نے اپنے ہاتھوں میں کاغذات تھام رکھے تھے۔ کاغذات کی سرسراہٹ نے فضا کی گہرائی کو اور بڑھا دیا۔ جج نے ایک گہری سانس لی اور اپنے بھاری لہجے میں بولنا شروعکیا:

"تمام حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے، عدالت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ جبرئیل راؤ یا تو قاتل ہے یا نہیں۔ لیکن اگر وہ قاتل ہے، تو وہ ایک سیاہِ منصف بھی ہے، جس نے ایسے افراد کو نشانہ بنایا جن کے جرائم کے ناقابلِ تردید شواہد موجود ہیں۔"

کمرہِ عدالت میں ایک کھلبلی سی مچ گئی، لیکن جج کے اشارے پر سب پھر خاموش ہو گئے۔

جج نے آگے کہا:

"بشیر، جو کہ ایک نامور ڈاکٹر تھا، لیکن اپنے ہسپتال میں غیر قانونی کاروبار چلاتا تھا۔ فاروق اور دیگر مجرم جو کالے دھندے میں ملوث تھے، ان کے خلاف بھی ناقابلِ تردید ثبوت پیش کیے گئے ہیں۔ ایسے افراد کے خلاف کارروائی نہ ہونا انصاف کے ساتھ مذاق ہوتا۔"

جبرئیل، جو قیدیوں کے مخصوص لباس میں سامنے کھڑا تھا، نظریں جھکائے خاموش کھڑا رہا۔

جج نے ایک وقفہ لیا، جیسے اپنے الفاظ کو مزید وزن دینا چاہتے ہوں، اور پھر بولے:

"عدالت جبرئیل راؤ کو قانونی طور پر پانچ سال قید کی سزا دیتی، لیکن ان کے ماہرِ نفسیات کی گواہی اور ہسپتال کے دستاویزات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جبرئیل کی ذہنی حالت اس وقت ٹھیک نہیں تھی۔ اگر وہ سیاہِ منصف بھی تھا، تو یہ سب اس نے اپنے ہوش و حواس میں نہیں کیا۔"

عدالت کے ماحول میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی۔ لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے، جیسے جج کے اگلے الفاظ کا شدت سے انتظار ہو۔

"لٰہذا، عدالت جبرئیل راؤ کو آئندہ کسی بھی قانونی ادارے میں کام کرنے سے منع کرتی ہے۔ ان کے پانچ سال قید کی سزا معاف کی جاتی ہے، اور انہیں فوری طور پر ذہنی علاج کے لیے رجوع کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ عدالت جبرئیل راؤ کو باعزت بری کرتی ہے۔"

یہ کہتے ہی جج نے میز پر ہتھوڑی ماری۔ کمرۂ عدالت میں ایک پل کے لیے سناٹا چھا گیا، اور پھر شور مچ گیا۔ عوام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ لوگ ایک دوسرے سے گلے ملنے لگے۔ جبرئیل

نے ایک نظر اپنی بیوی، سحرش کی طرف دیکھا، جو آنکھوں میں آنسو لیے مسکرا رہی تھی۔ باہر عوام جشن منا رہی تھی، جیسے انصاف نے اپنی اصل شکل اختیار کر لی ہو

۔۔۔۔۔><۔۔۔۔۔۔><۔۔۔۔۔

جبرئیل علی صاحب کے گھر گیا اور ان سے ملا۔ پھر صبیحہ بیگم سے، اور آخر میں آمنہ نے اسے گلے لگا لیا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

جبرئیل نے نرمی سے اسے الگ کیا اور اس کے چہرے کو صاف کیا۔

اب جبرئیل سحرش کے کمرے کے باہر کھڑا تھا۔ وہ جائے نماز پر بیٹھی ہوئی تھی۔

دعا کی حالت میں اس نے جبرئیل کو دیکھا، تو فوراً اس کے گلے لگ گئی۔

سب مکمل تھا، سب ٹھیک ہو چکا تھا، لیکن ایک چیز ابھی بھی باقی تھی: اس کا انتقام۔

۔۔۔۔۔><۔۔۔۔۔۔><۔۔۔۔۔

صبح ہوئی، تو جبرئیل بستر پر بیٹھا ہوا تھا اور سحرش کا سر اس کی گود میں تھا۔

اچانک باہر سے شور اٹھا۔

جبرئیل اور سحرش باہر گئے، تو وہاں قیامت کا سماں تھا۔

عیان صاحب نیند میں دل کا دورہ پڑنے سے وفات پا گئے

تھے۔ سب لوگ رو رہے تھے۔

جبرئیل نے آمنہ کو سہارا دیا، اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اسے تسلی دی۔

اس دوران کچھ منظر جبرئیل کی آنکھوں کے سامنے سے گزرنے لگے۔

وہ رات کو ان کے کمرے میں گیا اور ان کی چائے میں ہر روز کی طرح سلو ہارٹ پوائزن ملا دیا،

جس سے ان کے دل کے اندر لوتھڑا بن جائے اور انہیں ہارٹ اٹیک آجائے۔ پہلے یہ کام

سیاہِ منصف کرتا تھا اور اب جبرئیل نے کیا تھا۔

اس کے ذہن میں وہ یاد واپس تازہ ہوئی جب اس کے والدین کا قتل ہوا تھا۔

وہ جب اس کمرے میں گیا تو وہاں پر تین لوگ تھے: بشیر، فاروق اور وہ تیسرا سبز آنکھو والا، ایان صاحب۔

اس نے اپنے والد کی ڈیڈ باڈی کا سوٹ، جو پہنا ہوا تھا، اتارا۔ اس کے اندر ایک کیمرا نصب تھا۔ اس نے وہاں سے ان سب کی گفتگو سنی لیکن ایان صاحب کا چہرہ نہ دیکھ پایا

۔

سب بہت ہی کم عمر تھے۔ انہوں نے عباس صاحب سے غیر قانونی طور پر ڈرگز اور گولڈ کی سمگلنگ کرنے کا کہا تھا، لیکن انہوں نے نہ صرف انکار کیا بلکہ ان کی دھمکیوں کو بھی کسی خاطر میں نہ لائے۔ اس کا انجام ان کی موت کی صورت میں نکلا۔

علی صاحب، جو کہ سحرش کے والد تھے، ان کی جبرئیل کے والد سے اچھی دوستی تھی۔ علی صاحب نے عباس صاحب سے اپنے کاروبار کے لیے بغیر سود کا قرض لیا تھا۔ اس وقت کوئی بھی ایسا قرض دینے کو تیار نہ تھا لیکن عباس صاحب، جو کہ ایک بزنس مین تھے اور ان دنوں پاکستان میں تھے، مان گئے تھے۔

ایان صاحب اپنی نگرانی میں بھیجے گئے کنٹینرز میں یہ سب کچھ سمگل کیا کرتے تھے، لیکن ان کو عباس کو بھی اپنے ساتھ ملانا تھا کیونکہ وہ بہت ذہین تھا اور انہیں ان چیزوں کا شک بھی ہو گیا تھا۔ علی صاحب کو اس بارے میں معلوم نہ تھا، ورنہ وہ ایسا کبھی نہ ہونے دیتے۔

فاروق، جو کہ بشیر کے ہسپتال میں چوکیدار تھا، اور بشیر دونوں غیر قانونی اعضا کو سمگل کرنے کا کام کرتے تھے، جس میں ایان صاحب مدد فراہم کر رہے تھے۔

ان سب نے یہ سب پیسے کے لیے کیا اور اب ان سب کو اس وطن کی مٹی بھی نصیب نہ ہوئی۔

وہ اپنے خیالات کی دنیا سے واپس آیا اور یہ سب دیکھ رہا تھا۔

ایان صاحب کی میت کو علی صاحب، امان، عدنان صاحب اور ان کا بیٹا افضال سہارا دے رہے تھے۔

وہ انہیں قبر میں لٹا رہے تھے۔ اب وہ ان کے اوپر مٹی ڈال رہے تھے اور وہ اسی مٹی میں دفن ہو گئے تھے۔

NOVEL HUT

انہوں نے پوری زندگی دھوکہ دیا، پیسہ کمایا اور اب کیا ؟

اب وہ اس قبر نما جیل میں بند ہیں، جہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ۔

ویکھ فریدہ مٹی کھل ی

مٹی اتے مٹی ڈلی

مٹی ہسے مٹی رو

ے انت مٹی دا

مٹی ہووے

نہ کر بندیا میری میری

نہ اے تیری نہ اے میری

چار دن دا میلہ دنی ا

پھر مٹی دی بن گئی ڈھیری

نہ کر اتھے ہیرا پھیری

مٹی مال نہ دھوکہ ک ر

تو وی مٹی، او وی مٹ ی

ذات پات دی گل نہ ک ر

تو ذات وی مٹی، پات وی مٹی

ذات صرف خدا دی اچھی

باقی سب کچھ مٹی مٹی

NOVEL HUT

_ _ _ _ _ >< _ _ _ _ _ >< _ _ _ _ _

انسان اور اس کی یہ خواہشات ۔

اگر انسان کے اندر یہ خواہشات اور جذبات نہ ہوتے تو دنیا بہت پر سکون ہوتی۔

کسی سے آگے بڑھ جانے کی خواہش، کسی سے جلن، یہ احساس۔ لیکن اگر یہ چیزیں نہ ہوتیں تو ہم انسان بھی نہ ہوتے۔

شیر تاج کا حق دار اس لیے ہوتا ہے کہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیا کر سکتا ہے اور کیا نہیں۔ وہ خود شناس ہوتا ہے۔ اور جب وہ دو قدم پیچھے ہٹتا ہے، تو وہ ڈر کی وجہ سے نہیں ہٹتا، بلکہ اس لیے کہ وہ اپنے شکار پر وار کرنے کا صحیح وقت جانتا ہے۔

جبرئیل راؤ نے خود ہی پولیس کو کال کر کے اپنے بارے میں بتایا اور گرفتار ہونے کو کہا۔ سیاہِ منصف ہو کر بھی جبرئیل بے وقوف نہیں تھا۔ اس نے ایک ایک انسان کو مارنے سے

پہلے ان کے خلاف ثبوت جمع کیے تھے، جن میں ویڈیوز سے لے کر دستاویزات تک شامل تجہاں تک علی صاحب کی کڈنیپنگ کی بات ہے تو وہ بھی آیان صاحب نے کروائی تھی۔

آیان صاحب کو شک ہو گیا تھا کہ کوئی ان کی جان لینا چاہتا ہے اور علی صاحب اس کا ساتھ دے رہے ہیں، تو اس لیے انہیں اس سے بہتر کوئی طریقہ نہ ملا کہ ان کو اغوا کروا کر معلومات نکلوائی جائیں۔

اسے ایان صاحب پر شک تھا، اس لیے اس نے پورے گھر میں خفیہ کیمرے لگا دیے۔ اس نے علی صاحب اور عدنان صاحب کے گھروں میں بھی یہی کیا۔ وہیں سے اسے معلوم ہوا کہ ایان صاحب کیسے سبز لینز لگا کر اور چہرے پر ایک نشان بنا کر ایک الگ شناخت کے ساتھ باہر نکلتے تھے۔

جبرئیل نے یہ سب کچھ کورٹ میں پیش کیا، سوائے ایان صاحب کے خلاف۔ اس نے انہیں رعایت دی صرف اور صرف سحرش کی وجہ سے۔

اس نے انہیں سب سے کم دردناک موت دی۔ وہ اپنی نیند میں ہی ختم ہو گئے اور کسی کو کچھ بھی معلوم نہ ہوا۔

راز تب تک ہی چھپا رہتا ہے جب تک اسے کرُیدا نہ جائے۔ سارا راز کھل گیا تھا، سب کچھ ہمارے سامنے تھا۔ بدلہ مکمل ہو چکا تھا۔

NOVEL HUT

جبرئیل سحرش کو لے کر اپنے چچا کے پاس چلا گیا تھا اور وہ دونوں اب وہاں اپنے اپارٹمنٹ میں ساتھ رہتے تھے۔ ان دونوں کی اب ایک چار سالہ بیٹی بھی تھی، شیزل، جو جبرئیل کی لاڈلی تھی۔

ولیم اور وجدان دونوں ہی اپنی ایجنسی میں بہت اچھا کام کر رہے تھے۔ وہ چھٹیوں میں جبرئیل سے ملنے بھی جاتے تھے اور شیزل کو تو ولیم چچا بہت پسند تھا۔

علی صاحب اور صبیحہ بیگم کے ساتھ سیمہ، ایان صاحب کی دوسری بیٹی، رہتی تھی جبکہ ان کی پہلی بیٹی، زارا، کی عدنان صاحب کے بیٹے افضال سے شادی ہو چکی تھی۔

سب کچھ ادھورا تھا، لیکن مکمل بھی تھا۔

صبیحہ، سحرش کی دوست، آج علی صاحب کے گھر آئی ہوئی تھی اور سیمہ اس کے پاس بیٹھی تھی۔

اچانک دروازے پر دستک ہوئی تو سیمہ نے دروازہ کھولا۔ سامنے دو مرد تھے، وجدان اور ولیم۔

NOVEL HUT

ولیم سیمہ کو دیکھ کر ایک لمحے کے لیے ٹھہر گیا۔

"جی، آپ کو کسی سے ملنا ہے؟" سیمہ نے سوال

کیا۔

"ملنا تو کسی اور سے آئے تھے لیکن اب آپ سے۔" ولیم نے ٹرانس کی حالت میں کہا۔

وجدان نے کہنی مار کر اسے ٹرانس سے باہر نکالا۔ "علی صاحب سے۔"

سیمہ نے انہیں اندر آنے کا راستہ دیا۔

وجدان نے صوفے پر بیٹھی ایک لڑکی کو دیکھا اور اپنی نظریں جھکا لیں۔ ولیم نے یہ سب دیکھ لیا۔

"یہ کیا ہوا تھا مجھ سے؟" وجدان، علی صاحب سے ملنے کے بعد گھر سے باہر جاتے وقت سوچ رہا تھا۔

"محبت اور کیا۔" ولیم نے شرارت سے کہا۔

"دادا، مما کو بولیں نا، مانا آئس کریم کھانی ہے۔" شیزل نے احمد سے شکایت کی۔

احمد نے جبرئیل کو کال کی۔

"جبرئیل، آفس سے آتے وقت آئس کریم لیتے آنا، اور میری بیٹی کا بہت دل ہے۔"

"چچا، سحرش نے مجھے۔۔۔"

"بیوی کا غلام، مانا پوچھا نہیں ہے۔" یہ کہتے ہی احمد نے کال کاٹ دی۔

جبرئیل مسکراتے ہوئے سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔

لیکن ایسے کئی لوگ تھے جن کی زندگیاں مکمل ہو کر بھی ادھوری تھیں۔

ایک ویران آنکھوں والا بچہ ساحل کنارے بیٹھا مکمل چاند کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں سیاہ تھیں اور اس کا چہرہ اداس۔

"امی، میں آپ کو یاد کرتا ہوں۔ مجھے لگا، مجھے آپ سے محبت نہیں، لیکن مجھے آپ سے محبت ہے۔ لیکن چلیں، آپ ابو کے ساتھ خوش ہوں گی نا۔ اتنا ہی بہت ہے میرے لیے۔"

ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی عمر پینتالیس کے قریب تھی اور اس کے ہاتھ میں ایک فریم تھا۔ اس میں زہرہ علی کی تصویر تھی۔ وہ اسے دیکھ کر آنسو بہا رہا تھا اور مکمل ہلال کو دیکھ رہا تھا۔

"اللہ انہیں غارت کرے، میری اکلوتی بیٹی چھین لی مجھ سے۔ میرا وجود، سہارا، اور میرا پاسپورٹ بھی چوری کر لیا میرے ہوٹل سے تاکہ میں اسے بچانے کے لیے واپس نہ آ سکوں۔"

وہی زہرہ جس کا دل جبرئیل نے توڑا تھا، وہی زہرہ جس نے نہ جانے کتنے بچوں کو نشے پر لگایا اور ان کی زندگیاں برباد کی تھیں۔

اسی لیے میں ہمیشہ احتیاط سے کہوں گا، یا تو مجھے ایک ویجیلینٹک ہیرو کہا جائے یا ایک سائیکوپیتھ قسب کا ماننا ہے کہانی میں ایک ہیرو اور ایک ولن ہوتا ہے جن کا اردگرد کہانی چلتی ہے۔ لیکن میں اس کہانی کا ہیرو ہوں یا ولن؟ اس بات سے میں خود ناواقف ہوں۔

ہیرو وہ ہوتا ہے جو صحیح راستہ پر چلتا ہے اور انصاف دلاتا ہے، جبرئیل راؤ ایسا ہی انسان تھا جس نے اپنے ماں باپ کے قاتل کو معاف کر دیا اور ہیرو بن گیا۔

ولن وہ ہوتا ہے جو غلط راستہ اختیار کرتا ہے اور ہر غلط کام کرتا ہے۔

سیاہِ منصف ایک ایسا انسان تھا جس نے غلط راستہ کا استعمال کر کے اچھے کام کیے۔

تو پھر میں کون ہوں ؟

میں ایک اینٹی ہیرو ہوں، دی اینٹی ہیرو جبرئیل راؤ۔

ایسا انسان جس کا مقصد صحیح پر طریقہ غلط ہوتا ہے۔

میں نے کئی زندگیاں برباد کیں اور کئی آباد بھی کیں۔

اسی لیے میں صرف ایک ہی بات کہتا ہوں:

"کسی کہانی میں کوئی ہیرو اور ولن نہیں ہوتے، بس سب پروٹگونسٹ ہوتے ہیں۔"

-----><-----><-----

NOVEL HUT